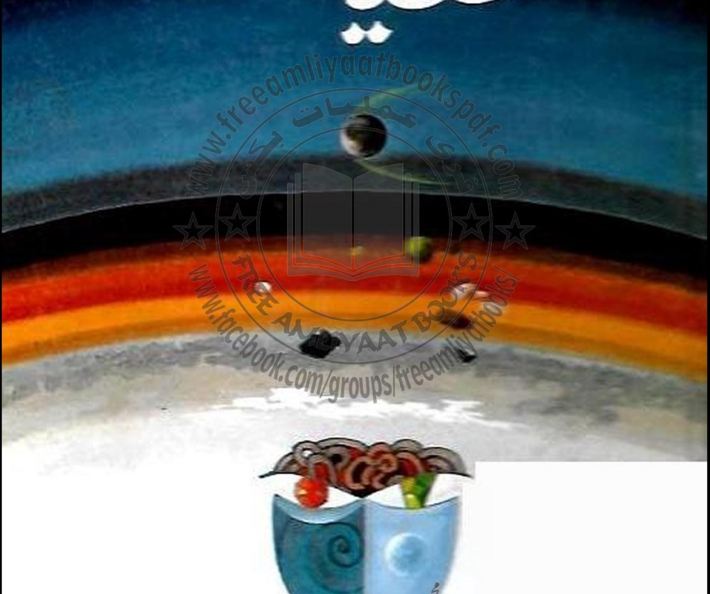
قدرتی پتھر اور آپکی شخصیت



محمد شبیر قادری

سید فیض احمد شاہ بخاری

قدرتی پتھر اور آپکی شخصیت

محمد شبیر قادری

قدرتی پتھر اور آپکی شخصیت

(پتھروں کے خواص، اثرات اور دیگر مفصل معلومات)

تحقیق

سید فیض احمد شاہ بخاری

الحمد پبلی کیشنز

رانا چیمبرز۔ سیکنڈ فلور۔ (چوک پرانی انارکلی) ۔ لیک روڈ۔ لاہور

ہماری کتابیں........

خوبصورت، معیاری اور کم قیمت کتابیں

ترتیب و اہتمام اشاعت

صفدر حسین

ضابطہ

بار اوّل : فروری سنہ ۱۹۹۱ء
ناشر : عطا محمد
مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
سرورق : تنویر مرشد

محمد شبیر قادری

فہرست

محمد شبیر قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (القرآن)

کائنات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اور اس کائنات میں جو شے بھی خلق کی وہ حضرت انسان کی فلاح و بہبود کے لئے خلق کی ہے۔ موجودات عالم میں آسمان، زمین، دریا، سمندر، درخت، ہوا، آگ، پانی اور پہاڑ سب ہی انسان کی بہتری کے لئے خلق ہوئے ہیں۔ اگر آپ سنجیدگی سے غور کریں تو یہ سب اس پروردگار کی نعمتیں ہیں۔ یہاں ہم صرف پہاڑوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے استفادہ کرنا چاہیں گے۔ پہاڑ علم معدنیات کا ایک باب ہے۔ پہاڑوں کا سلسلہ اور ان میں پتھروں کی پیدائش سب سے نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ آپ اگر غور سے سوچیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ پہاڑوں کے یہ پتھر کسی انسان کی کاریگری نہیں ہے اور نہ ہی انسان کے بس کی بات ہے۔ انہی پتھروں میں قدرتی جواہرات کو پیدا کر کے قدرت کاملہ نے مختلف قسم کے فوائد شامل کر دیئے ہیں۔

اس کائنات میں جو چیز بھی پروردگار عالم نے خلق کی ہے وہ بے مقصد نہیں بلکہ بامقصد خلق کی ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائی ہے تو اپنے عقیدہ اور ایمان کی رو سے ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ قدرتی جواہرات بھی قدرت کاملہ نے بامقصد خلق کیے ہیں تاکہ انسان اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ ان جواہرات کا انسانی زندگی پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ بعض قدرتی جواہرات ایسے ہیں جو پہننے کے بعد اپنی رنگت تبدیل کر کے انسان کو قبل از وقت

کسی واقعہ یا حادثہ کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ بعض جواہرات اگر انسان کو راس نہ آئے تو وہ چیخ جاتے ہیں اور ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ یہ جواہرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہیں۔ قرآن پاک کی یہ آیت یہاں صادق آتی ہے "تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" ان جواہرات کو صرف پتھر اور وہ بھی بے اثر کہنے والوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے۔

یہ قدرتی جواہرات پہاڑوں کے پتھروں سے بارش کے پانی کے ساتھ بہہ کر دریاؤں میں آجاتے ہیں۔ بہت سے جواہرات پتھروں میں ہی رہتے ہیں۔ جواہرات کی کانیں دنیا کے بڑے بڑے پہاڑوں میں آج بھی موجود ہیں جہاں سے ہر سال کروڑوں روپے کی مالیت کے جواہرات نکلتے ہیں اور دوسرے ممالک میں بھیجے جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے ان جواہرات کا استعمال ثابت ہوتا ہے۔ حضرت نوحؑ کی کشتی میں بہت ہی بیش قیمت جواہرات تھے جن سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ حضور اکرمؐ کی انگوٹھی میں قدرتی جواہرات تھے۔ حضرت علیؓ کو عقیق اور فیروزہ کی انگوٹھی سب سے زیادہ عزیز تھی۔ گویا کہ ان قدرتی جواہرات کے استعمال کی تاریخ بہت ہی پرانی ہے۔

اس وقت ان جواہرات کو ہر خاص و عام استعمال کرتے ہیں۔ عوام میں ان کا شوق بہت زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس بڑھتے ہوئے اشتیاق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضرور سمجھا گیا ہے کہ درجہ اول کے قدرتی جواہرات جن کو "نورتن" کہتے ہیں ان کی ماہیت، شناخت، کیمیائی مرکب، مقام پیدائش، سحری و طبی خواص چمک دمک اور رنگ کے بارے میں عوام کو روشناس کرایا جائے۔ زیر نظر کتاب میں درجہ دوم اور سوم کے جواہرات کی مختصر سوانح تحریر کر دی گئی ہے۔

امید ہے کہ قدرتی جواہرات کے شائقین حضرات اس کاوش کو پسند فرمائیں گے۔

محمد شبیر قادری

فیض احمد شاہ نقوی البخاری۔

۲۳ر جنوری ۱۹۹۱ء

کوہِ نور ہیرا

شہنشاہ جواہرات

کی تاریخ سرگزشت نادر شاہ نے اس الماس کا نام کوہِ نور رکھا تھا

اس مشہور معروف الماس کو عرف عام میں ہیرا کہتے ہیں۔ لفظ ہیرا منہ سے نکلتے ہی ہر انسان کی خواہش اور جذبات اس قدر بلند ہوتے ہیں کہ اس خوبصورت اور چمکدار جواہر کو حاصل کرنا تو ناممکن ہوتا ہے مگر اس کو دیکھنے کے لئے ہر شخص ترستا ہے۔ "خصوصاً مستورات میں یہ جواہر بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اس کی چمک دمک اور خوبصورتی ہر ایک کو خواہ جوان ہو یا ضعیف، عورت ہو یا مرد یکساں پسند ہے۔

کوہ نور ہیرا اپنے تواریخی واقعات کی رو سے تمام بڑے بڑے ہیروں میں بہت ہی افضل اور ممتاز مانا جاتا ہے۔ اس جواہر کی قدیم سرگزشت کے بارے میں ۱۸۸۳ء میں ایک اخبار کے ذریعہ سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا۔

عرصہ تقریباً پانچ ہزار سال قبل کوہ نور ہیرا راجہ بھوری شو والئی کشمیر کے بازو بند میں تھا۔ جب کیرون اور پانڈوں کی لڑائی ہوئی اس وقت راجہ بھوری شو راجہ دریودھن کی طرف تھا۔ جس روز کیرون نے چکاپور کا قلعہ بنا کر اس میں ارجن کی بیٹی لکشن کو چند لوگوں نے مل کر قتل کر دیا تھا۔ اس کے دوسرے روز راجہ بھوری شو کا بازو ارجن کے تیر سے کاٹا گیا تھا۔ اس کٹے ہوئے بازو پر کوہ نور ہیرا بازو بند میں بندھا ہوا تھا جو یدھشٹر کے ہاتھ لگا۔ اس کے بعد ہندوستان کے راجاؤں اور مہاراجاؤں کے پاس سے ہوتا ہوا سلطنت اسلامیہ کے انقلاب کے بعد خاندان تیموریہ کے پاس پہنچا۔ بعض علماء و حکماء کا قول ہے کہ یہ

وہ ہیرا ہے جسے راجہ کرن والئی انگا بطور طلسم پہنتا تھا۔ یہ مشہور و معروف ہیرا پانچ ہزار سال قبل پاٹام مچھلی سے متصل دریائے گوداوری میں سے بر آمد ہوا تھا۔ یہ اغلب ہو سکتا ہے کہ راجہ کرن کا ہیرا دریائے گوداوری سے نکلا ہو کیونکہ اس زمانہ میں دریائے گوداوری ایک میدان الماس سے گذرتا تھا۔ لیکن اس الماس کا کوہ نور ہونا کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں یہ یقین میں نہیں آتا کہ اس الماس کا کھوج جو اٹھارویں صدی تک بے نام رہا ہو تواریخی زمانہ سے ماقبل تک صحیح صحیح لگایا جاسکے۔

اس سے زیادہ معتبر اور مستند روایت یہ ہے کہ کوہ نور ہیرا مشہور و معروف راجہ بکرما دتیہ کے پاس تھا۔ یہ راجہ ستاون سال (۵۷) قبل مسیح گزرا ہے۔ یہ ریاست مالوہ کا راجہ تھا (جس نے اس مشہور ہیرے کو علاؤالدین خلجی کی نذر کیا تھا، اور راجہ بکرما جیت والئی گوالیار کا بزرگ گزرا ہے۔ لیکن اس کی کوئی معقول شہادت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ بعض حکماء کا خیال ہے کہ یہ ہیرا راجہ بکرماجیت کے پاس تھا اس لئے لوگوں نے راجہ بکرما دتیہ کو اس کا مالک سمجھا خواہ اس کی اصلی سرگذشت کچھ ہی ہو۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ یہ الماس تیرھویں صدی میں راجہ راجگان مالوہ کے پاس تھا اور یہ جواہر ان کے خاندان میں مدت سے چلا آرہا تھا۔ اس الماس کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گولکنڈہ کی ایک کان سے بر آمد ہوا تھا جو دریائے کشنا کے بائیں کنارہ پر واقع تھی۔

ایک اور محقق لکھتا ہے کہ یہ کوہ نور ہیرا کلور اکی کان سے نکلا تھا۔ اس کے دستیاب ہونے کی صحیح تاریخ اب تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکی۔ ۱۶۵۹ء میں جب یہ جواہر تراشا گیا تھا ہندوستان میں آیا اور شہنشاہ شاہجہان کی نذر کیا گیا۔ جب علاؤ الدین خلجی نے ۱۳۰۴ء میں راجہ مالوہ کو فتح کیا تو یہ ہیرا اس کے ہاتھ لگا لیکن بعدہ صلح ہونے پر راجہ بکرماجیت والئی گوالیار کے خاندان کو واپس دیا گیا اور اس خاندان کے پاس یہ ہیرا ۱۵۲۶ء تک رہا۔ جب ہمایوں بادشاہ نے پانی پت کی لڑائی فتح کی تو راجہ بکرماجیت مارا گیا تھا۔ اس وقت اس کے متعلقین نے اس الماس کو ہمایوں کی نذر کیا۔ اس طرح یہ الماس خاندان مالوہ سے مغلیہ خاندان کے ہاتھ آیا۔

اس الماس کی بابت تزک بابری میں بھی ذکر آیا ہے۔ مورخ ۴ر مئی ۱۵۲۶ء کی تاریخ کے ذیل تحریر کرتا ہے کہ راجہ بکرماجیت نے گوالیار میں ایک سو سال تک سلطنت

کی۔ جس لڑائی میں ابراہیم لودھی مارا گیا تھا اسی لڑائی میں بکرماجیت بھی کام آیا تھا۔ بکرماجیت کے متعلقین نے اپنی مرضی سے بڑی بڑی قیمتی اشیاء ہمایوں کی نذر کیں ان اشیاء میں ایک بہت ہی بڑا خوبصورت اور مشہور الماس بھی تھا جو پہلے سلطان علاؤ الدین نے حاصل کیا تھا۔ یہ الماس اس قدر بیش قیمت تھا کہ ایک جوہری نے اس وقت اس کی قیمت دنیا کے ایک دن کے نصف خرچ کے برابر بتلائی تھی۔ وزن میں یہ ۸۔ مثقال (تقریباً ۱۸۷ قیراط) تھا۔ اس الماس کے بارے میں تمام حکماء متفق الرائے ہیں کہ یہ الماس ہی کوہ نور تھا۔ اگرچہ بابر نے تزک بابری میں اس کی تعریف میں صرف لفظ "مشہور ہے" لکھا ہے۔ لیکن وزن اور دیگر مطابقت سے یہی کوہ نور ہیرا معلوم ہوتا ہے۔

خاندان مغلیہ کے ہاتھ آنے سے پہلے کر آج تک اس الماس کی تاریخ صاف ظاہر اور ہر زمانہ میں اس کی نقل و حرکت لوگوں کو معلوم ہوتی رہی ہے۔ شاہان بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے ہاتھوں سے گذرنے کے بعد یہ الماس اورنگ زیب کے ہاتھ آیا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہجہان قید ہوا تو اس کے پاس دیگر جواہرات میں کوہ نور ہیرا بھی تھا کیونکہ جب اورنگ زیب کے دربار میں ٹورینر نے جواہرات دیکھے تو ان میں یہ الماس نہ تھا۔ جب شاہجہان نے وفات پائی تو اورنگ زیب آگرہ کو روانہ ہوا اور بیگم جہاں آرا نے تمام شاہی جواہرات اس کو پیش کئے جن میں کوہ نور ہیرا بھی تھا۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد یہ الماس اس کے جانشینوں کے پاس ۱۷۳۹ء تک رہا۔ جبکہ نادر شاہ نے جب دہلی میں لوٹ مچا کر بڑے بڑے جواہرات لوٹے تو اسے یہ الماس ہاتھ نہ آیا کیونکہ محمد شاہ احتیاطاً اس الماس کو اپنی پگڑی میں رکھتا تھا۔ لیکن حرم سرا کی ایک لونڈی نے یہ راز ظاہر کر دیا کہ محمد شاہ کی پگڑی میں ایک قیمتی الماس ہے۔ چونکہ نادر شاہ نے بڑی لوٹ مچانے کے بعد محمد شاہ سے عہد دوستی کیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ کسی طرح اسے ایذا نہیں پہنچائے گا اس لئے وہ الماس کو حاصل کرنے کے لئے محمد شاہ کو مجبور نہ کر سکا۔ اس لئے اس نے ایک داؤ کھیلا۔ کچھ عرصہ کے بعد محمد شاہ کو تخت خاندانی پر بٹھانے کی غرض سے دہلی میں ایک بہت ہی عظیم الشان جشن منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں نادر شاہ نے موقع پاکر رابطہ اتحاد کو مستحکم کرنے کی رسم میں محمد شاہ سے اپنی پگڑی بدلنے کی درخواست کی۔ اس دفعتاً درخواست سے محمد شاہ دم بخود ہو گیا۔ نادر شاہ نے محمد شاہ کو اپنے پہلو کی

تدبیر کے سوچنے کا موقعہ ہی نہ دیا۔ فی الفور اپنی پگڑی محمد شاہ کی دستار سے بدل لی۔ شاہان مشرق کی مستقل مزاجی مشہور ہے۔ محمد شاہ نے کسی حس و حرکت سے اپنا نقصان ظاہر نہ کیا۔ یہاں تک کہ نادر شاہ کو شک ہو گیا کہ شاید اسے دھوکہ دیا گیا ہے۔ اپنے اس شک کو رفع کرنے کے لئے فی الفور دربار برخاست کر کے اپنے خیمہ میں آکر اپنی پگڑی کھولی تو یہ درخشاں جواہر ملا۔ دیکھتے ہی اس نے اس کا نام "کوہ نور" رکھا۔ نادر شاہ کے پاس یہ الماس تادم آخر رہا۔

اس کے بعد یہ الماس اس کے بیٹے شہزادہ شاہ رخ کے ہاتھ آیا جس نے اگرچہ اس کے باعث کئی قسم کی سختیاں برداشت کیں مگر اس جواہر کو جدا نہ کیا۔ یہاں تک کہ اندھا ہو گیا۔ اس خستہ حالت میں اسے ایران کے شہر مشہد میں حاکم ضلع بن کر رہنے کی اجازت ہوئی۔ وہ کوہ نور اور دیگر جواہرات کو لے کر وہاں چلا گیا۔ آغا محمد (میر عالم خان) نے جو ان جواہرات کے لینے کا بڑا مشتاق تھا کسی حکمت عملی سے ان کو حاصل کرنا چاہا۔ چنانچہ وہ ایک بڑی فوج لے کر مشہد کی طرف اس بہانہ سے روانہ ہوا کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے مزار مقدس کی زیارت کے لئے چلا ہے۔ اس طرح چپ چاپ اس نے مشہد کا محاصرہ کر لیا اور اپنا بھیس بدل کر نابینا شہزادہ کو اپنے جواہرات سے دستبردار ہونے کے لئے مجبور کیا۔ اسے کئی قسم کی صعوبتیں پہنچائیں جس سے شہزادہ نے ایک جواہر دے دیا۔ لیکن چونکہ اسے کوہ نور ہیرا نہ ملا اس لئے اس نے اس کے طمع پر ایک ناجائز حرکت کی یعنی اس نے حکم دیا کہ شہزادہ شاہ رخ کا سر منڈوا کر اس کے سر پر خمیر اور لئی کا تاج بنا کر پہنایا جائے اور اس کے حلق میں ابلتا ہوا تیل ڈالا جائے۔ اس دردناک تکلیف سے صرف شہزادہ نے ایک بڑا یاقوت دے دیا۔ جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ اورنگ زیب کے تاج میں مزین تھا۔ کوہ نور ہیرا پھر بھی اپنے پاس رکھا۔ ان عقوبتوں سے شہزادہ کی جان نہ بچ سکی۔ ۱۷۵۱ء میں شہزادہ کی موت سے کچھ روز پیشتر احمد شاہ جو خاندان درانی کا بانی تھا شہزادہ کی مدد کو آیا اور امداد کے صلہ میں یہ مہلک الماس حاصل کیا۔ اس منحوس الماس کی بدقدمی سے خاندان درانی پر بھی وہی آفات نازل ہوئیں۔ جو اس کی موجودگی کے باعث خاندان مغلیہ اور نادر شاہ پر ہوئی تھیں۔

احمد شاہ کی وفات کے بعد یہ الماس اس کے بیٹے تیمور شاہ کے ہاتھ آیا۔ جب تیمور

شاہ ۱۷۹۳ء میں مر گیا تو یہ الماس اس کے بیٹے شاہ زمان کے ہاتھ لگا جس کو اس کے بھائی شاہ شجاع الملک نے تخت سے اتار کر اور اندھا کر کے قید کر لیا۔ یہ الماس شاہ زمان کے پاس کچھ عرصہ تک قید خانہ میں رہا۔ چنانچہ شاہ زمان نے اس الماس کو احتیاطاً دیوار کی لپائی میں چھپا رکھا تھا۔ اتفاقاً لپائی کے ایک ٹکڑے کے گرنے سے الماس کا ایک گوشہ برہنہ ہو گیا اور ایک عہدہ دار کی نظر پڑنے سے کوہ نور ہیرا ظاہر ہو گیا۔ اور اس طرح یہ جواہر شاہ شجاع الملک کے ہاتھ جو بڑے بڑے جشنوں میں اسے اپنے سینہ پر پہنتا تھا۔ چنانچہ ایلفنسٹن نے اس الماس کو شاہ شجاع الملک کے سینہ پر لہراتا ہوا دیکھا۔ ایلفنسٹن کو ہندوستان کی گورنمنٹ نے پشاور میں بطور سفیر مقرر کیا ہوا تھا۔ شاہ محمد نے جو تیمور شاہ کا تیسرا بیٹا تھا شاہ شجاع الملک کو آنکھوں سے اندھا کر کے تخت سے اتار دیا اور جلا وطن کر دیا۔ لیکن ان مصائب میں وہ کوہ نور ہیرا کو جدا نہ کر سکا۔ بلکہ اسے لے کر اپنے اندھے بھائی شاہ زمان کے ساتھ ۱۸۱۲ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس چلا آیا۔ مہاراجہ نے ان دونوں آفت زدہ بھائیوں کی بڑی خاطر داری کی۔ بلکہ ان کے لئے شاہ محمد سے لڑ کر کشمیر چھین لیا۔ چونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کوہ نور ہیرا کی تعریف پہلے بھی سنی ہوئی تھی اور اس کے حاصل کرنے کا بڑا اشتیاق تھا اس لئے اس نے وفو بیگم زوجہ شاہ شجاع الملک سے جو مہاراجہ کے ظل حمایت میں پناہ گزیں ہو کر بمقام شاہدرہ مقیم تھیں انہوں نے الماس طلب کیا۔ وفو بیگم نے جواب دیا کہ وہ الماس میرے پاس نہیں ہے۔ اس لئے حکم ہوا کہ تمام متاع و اسباب لاہور میں لایا جائے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اس اسباب میں سے بڑے بڑے قیمتی جواہرات ملے لیکن کوہ نور ہیرا اُن میں نہیں تھا۔ اس لئے مہاراجہ نے بیگم کی تلاشی لی اور ہم دم و رفقاء میں سے دو کو قید کر لیا اور دیگر خادمات کا آب و دانہ بند کر دیا۔ کسی شخص کو تلاشی دیئے کے بغیر بیگم کے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔

وفو بیگم نے بڑے قیمتی جواہرات روانہ کئے جن میں ایک بڑا بیش قیمت یاقوت بھی تھا۔ مہاراجہ کو چونکہ علم جواہرات میں چنداں تجربہ نہ تھا اس لئے اس نے اس جواہر کو کوہ نور ہیرا تصور کیا اور تصدیق کے لئے ایک ایسے شخص کے آگے جس نے کوہ نور ہیرا دیکھا ہوا تھا سب جواہرات رکھ کر پوچھا کہ ان میں کوہ نور کونسا جواہر ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ وہ ہیرا ان میں نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ سب جواہرات ہیچ ہیں۔ اس سے

مہاراجہ کا شوق اور بھی بڑھا اور پھر بیگم کو ستانا شروع کیا۔ جب دو روز تک بھوکا رکھنے سے بھی بیگم نے الماس نہ دیا تو مہاراجہ کو ناامیدی ہو گئی۔ الغرض نہایت ستائے جانے سے بیگم نے وعدہ کیا کہ اگر شاہ شجاع الملک کشمیر سے رہا کیا جائے اور عمر بھر کے لئے اسے جاگیر عطا ہو تو میں الماس دے دوں گی۔ شاہ شجاع الملک فوراً رہا کیا گیا۔ لیکن ساری شرطیں پوری نہ ہوئیں اس لئے بیگم نے کہا کہ الماس میرے پاس نہیں ہے بلکہ قندھار میں ایک سوداگر کے پاس ہے۔ یہ بات سن کر مہاراجہ نے بیگم کو پھر عقوبتیں دینی شروع کر دیں اور ایک دفعہ اس کا کھانا پھر بند کیا گیا لیکن کچھ کارگر نہیں ہوا۔ قصہ کوتاہ شاہ شجاع الملک نے الماس مطلوبہ کو دینے کا وعدہ کیا اور اس وعدہ وفائی کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ یکم جون ۱۸۱۳ء کا دن مقرر ہوا۔ اس دن مہاراجہ رنجیت سنگھ پہنچے۔ ملاقات کے بعد دونوں بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ تک دونوں طرف خاموشی رہی۔ آخر کار مہاراجہ نے اپنے ایک ملازم کو اشارہ کیا کہ شاہ شجاع الملک کو اس ملاقات کا مقصد یاد دلایا جائے۔ اس پر شاہ شجاع الملک نے ایک غلام کو اشارہ کیا جو ایک ڈبیہ لے آیا۔ ان دونوں بادشاہوں کے درمیان ڈبیہ رکھ دی۔ مہاراجہ نے اپنے ایک ملازم کو ڈبیہ کھولنے کا حکم دیا۔ جس میں سے یہ تابندہ الماس نکلا جس کو ماہرین نے الماس کوہ نور قرار دیا۔

اس مدت کی آرزو بر آنے سے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نہایت مہربانی سے شاہ شجاع الملک کو پوچھا کہ آپ اس کی کیا قیمت مقرر کرتے ہیں؟ شاہ شجاع نے جواب دیا اقبال کیونکہ یہ ہمیشہ ایسے اشخاص کے پاس رہا ہے جنہوں نے اقبال کی یاوری سے اپنے دشمنوں پر فتح پائی ہو ایک ایسے شخص کا (جس نے یہ ماجرا بچشم خود دیکھا) بیان ہے کہ شاہ شجاع الملک اس موقعہ پر ایسی فراخدلی، حوصلگی اور استقلال کو کام میں لایا کہ سب حاضرین دنگ رہ گئے۔

مہاراجہ نے اسے سوا لاکھ روپے عنایت کئے اس الماس کو مہاراجہ نے اپنے بازو بند میں جڑوایا اور بڑے بڑے جشنوں میں اسے پہنتے تھے ۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رحلت کے وقت یہ تجویز ہوئی کہ یہ الماس حصول عنایت ربانی کیلئے مندر جگن ناتھ میں بھیجا جائے یہ مندر اڑیسہ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ مہاراجہ نے سر کے اشارے سے اس درخواست کو منظور بھی کیا لیکن خزانچی نے کہا کہ جب تک کوئی ارشاد بصیغہ خاص نہ ہو میں الماس نہیں دوں گا۔ اس طرح یہ الماس مہاراجہ کی وفات کے بعد دلیپ سنگھ کے ہاتھ آیا۔

جب ۱۸۴۹ء میں صوبہ پنجاب سلطنت برطانیہ سے ملحق ہوا تو قرار پایا کہ اس ریاست کی تمام جائیداد ایسٹ انڈیا کمپنی اس رقم کے عوض جو ریاست پنجاب سے صرف جنگ اور قرضہ کے واجب الادا میں ہے ضبط کرے گی۔ اور کوہ نور ہیرا ملکہ معظمہ انگلستان کے حضور بھیجا جائے۔ گورنمنٹ پنجاب نے کوہ نور ہیرا کو سرجان لارنس کے سپرد کیا کہ ولایت بھیج دیں۔ یہاں یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ ڈبیہ جس میں کوہ نور ہیرا تھا سرجان لارنس کے حوالے کیا گیا تو انہوں نے اسے اپنی واسکٹ کی جیب میں ڈال دیا اور کام کی کثرت اور مصروفیت کی وجہ سے ان کو یاد نہ رہا جب چھ ہفتہ کے بعد یہ الماس ان سے مانگا گیا تو اس کو فوراً یاد آیا اور گھبرا کر وہ گھر کی طرف دوڑا۔ اپنے ملازم سے اس ڈبیہ کی بابت دریافت کیا یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ملازم نے وہ ڈبیہ واسکٹ کی جیب سے نکال کر سنبھال کر رکھی ہوئی تھی ملازم سمجھا تھا کہ یہ صرف ایک شیشہ کا ٹکڑا ہے یہ حسن اتفاق تھا کہ ملازم نے یہ شیشہ کا ٹکڑا احتیاط سے رکھا ورنہ کوہ نور ہیرا کا نام و نشان دنیا سے مٹ جاتا۔

جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ یہ الماس کوہ نور آیا تو ۶ اپریل ۱۸۵۰ء کو لارڈ ڈلہوزی کے عہد واہتمام میں یہ جواہر انگلستان کو بھیجا گیا لارڈ موصوف نے اپنی قلم سے تحریر کیا ہے کہ جب تک یہ ہیرا ان کی حفاظت میں رہا وہ بہت ہی زیادہ اضطراب اور تردد میں رہے اس جواہر کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرتے رہے لارڈ ڈلہوزی نے کہا کہ کوہ نور ہیرا بمبئی سے ۶ اپریل ۱۸۵۰ء کو ولایت بذریعہ جہاز میڈیا روانہ کیا گیا اس وقت یہ راز ظاہر نہیں کیا گیا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ میں خود اس کوہ نور ہیرا کو لاہور سے لایا اس کو بڑی احتیاط سے اپنی حفاظت میں رکھا اس کو ایک باسنے میں دوہراسی کہ میں نے اپنی کمر میں باندھا ہوا تھا اور باسنے کے ایک سرے میں زنجیر لگا کر اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا۔ میں نے اس کو کبھی دن رات اپنے سے جدا نہیں کیا تھا ہاں جب میں ڈیرہ غازی خاں گیا تو ایک خزانہ کے صندوق میں بند کر کے کپتان آفیسر کے سپرد کیا گیا اور یہ ہدایت دی کہ وہ بڑی احتیاط کے ساتھ صندوق کے اوپر بیٹھا رہے جب تک میں واپس نہ ہوں۔ جب میں نے اس جواہر سے خلاصی پائی تب کہیں آرام محسوس ہوا اس طرح یہ کوہ نور ہیرا مشرق سے مغرب تک پھرا۔ اس وقت یہ برطانیہ میں ہے۔

پکھراج

باب الجواہرات

ایک خوشنما اور قیمتی جواہر

پکھراج ایک اعلیٰ قسم کا پتھر ہے اور اس کا شمار نورتن میں کیا جاتا ہے۔ پکھراج کو فارسی میں یاقوت لمرزق، ہندی میں پوشپ راگ، اردو میں پکھراج، سنسکرت میں منجوسے اور عربی زبان میں یاقوت اصفر کہتے ہیں۔ انگریزی میں (Topaz) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پکھراج ایک عمدہ زرد رنگ قدیمی جواہر ہے۔ کئی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جواہر زمانہ قدیم میں مروج تھا چنانچہ ایک مشہور مورخ بوئٹس (Boetus) لکھتا ہے کہ یہ جواہر اصل میں سبزی مائل زرد رنگ کا ہے اور اس کے کئی ایک خواص سحری یمن و برکات مانے جاتے ہیں۔ یونانی حکماء لکھتے ہیں کہ پکھراج غم و غصہ کو دور کرتا ہے بازو پر باندھنے سے جادو کا اثر نہیں ہوتا اور عیاشی سے بچائے رکھتا ہے۔

ماہرین جواہرات اس کی دو قسمیں بتاتے ہیں، ایک مشرقی اور دوسری مغربی، جس پکھراج میں صرف الیمینیا مرکب ہوتا ہے وہ مشرقی قسم کا ہوتا ہے اور جس میں ۵۷ حصہ الیمینیا اور باقی ماندہ سیلیکا اور فلورائین مرکب ہوں اسے مغربی قسم کہتے ہیں۔ کتاب سنسکرت میں پکھراج کی چار ذاتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) سفید پکھراج۔ برہمن (۲) سرخی مائل پکھراج۔ کھتری (۳) زرد سفید رنگ۔ ویش اور (۴) سیاہی مائل سے شودر۔ حققدمین اسے جانسولیٹ (Chysolite) کہتے ہیں۔ پکھراج کی ایک اور قسم پس نائٹ (Pycnite) کے نام سے منسوب ہے جو لائین برگ سے ملتی ہے۔ ایک اور قسم ہے جسے فائسو لائٹ (Physolite) کہتے ہیں۔ اسے پری مانسو لائٹ بھی کہتے ہیں یہ تاریک

ہوتی ہے اور گرمی سے پگھل جاتی ہے۔

خواص و ماہیت

پکھراج کی شکل قائم الزاویہ متوازی الاضلاع اور مستطیل ہوتی ہے۔ اس کی سختی ۸۔ ۹ درجہ تک ہوتی ہے اس لئے یہ بلور کاٹ سکتا ہے اور الماس ٹیلم سے کاٹا جاتا ہے۔ چمک اس کی بلورین ہے۔ اس کا رنگ زرد، سفید، نارنجی، دارچینی، نیلگوں، گلابی، پیازی، زردی مائل، سفید، سبزی مائل سفید پہاڑی سبز، آسمانی نیلا، کرمزی اور گوشت سا سرخ وغیرہ ہوتا ہے۔ زرد رنگ کا پکھراج نہایت عمدہ اور خوبصورت ہوتا ہے۔

.... یہ رنگ جس قدر گہرا ہو اسی قدر اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرے درجہ پر سرخ رنگ کا پکھراج ہے۔ اس رنگ میں پکھراج بہت ہی کم ملتا ہے کرمزی رنگ اکثر دیکھے جاتے ہیں اور جوہری کرمزی رنگ کو ہی سرخ رنگ کا نام دے کر فروخت کرتے ہیں۔ تیسرے درجہ پر نیلگوں پکھراج ہے۔ یہ عمدہ اور خوش رنگ ہوتا ہے اور چنداں نایاب بھی نہیں ہے۔ چھوتھے درجہ سفید جسے میناس نو آس (Minas Noaas) بھی کہتے ہیں۔ یہ بازو بند، گلو وغیرہ اور زیورات میں مزین کیا جاتا ہے۔ اس کا وزن مخصوص ۴ء۳ تک ہے اور شفاف و براق ہوتا ہے۔ طاقت انعکاس دو چند ہوتی ہے۔ اس کو ملنے اور گرمی پہنچانے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے زمانہ قدیم میں برازیل کے پکھراج کی برقی طاقت مسٹر کینٹن (Mr.Canton) نے ۱۷۶۰ء میں دریافت کی تھی۔ ایک اور مورخ مسٹر ایب ہائی (Mr.Abbe Haay) نے سائبیریاں کے پکھراج میں بھی یہ خاصیت دیکھی تھی کہ یہ طاقت پکھراج میں ۲۰ یا ۲۴ گھنٹہ تک رہ سکتی ہے۔ سرڈیوڈ بریوسٹر (Sir David Brtwster) نے ایک ایسے پکھراج کو کاٹنے میں ایک عجیب کیفیت دیکھی تھی جس میں کئی ایک نشیب تھے اور نشیبوں میں بڑی پھیلنے والی رقیق شے تھی۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ایک نشیب پر شگاف لگا کر اور اسے کھول کر اس کے رقیق مادہ کو دیکھے نشیب کے کھلنے سے وہ نہایت سرعت سے پھیلنے والے رقیق مادے کٹے ہوئے حصہ پر بہنے لگے اور بتدریج پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا کبھی تو وہ سکڑ کر

قطرہ بن جاتے اور کبھی پھیل کر چوڑے ہو جاتے۔ یہ حرکت جاری رہی حتیٰ کہ وہ بخارات بن کر اڑ گئے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ حرکت اس طاقت برقی کے باعث تھی جو کاٹنے سے پیدا ہوئی۔

اس میں ۵۸ء۳۸ حصہ الیمونیا، ۱ء۳۴ حصہ سیلیکا اور ۶۱ء۷ حصہ فلورائن مرکب ہیں۔ اگر پکھراج کو کوئلہ پر رکھ کر پھکنی کے ذریعہ سے آنچ دی جائے تو بھی نہیں پگھلتا اور اگر سوہاگہ کے ساتھ گرمی پہنچائی جائے تو شیشہ کی طرح رنگ ہو جاتا ہے۔ اور اگر مزید تیز گرمی دی جائے تو اس پر بلبلے نمودار ہوتے ہیں۔ جو فوراً ٹوٹ جاتے ہیں۔ زرد رنگ پکھراج گرمی دینے سے بے رنگ ہو جاتا ہے۔ تیزاب کوبالٹ (Cobalt) سے یہ نیلے رنگ کا ہو جاتا ہے۔

مقامات پیدائش

پکھراج برازیل، آسٹریا، پیرو، ایشیا کوچک، برطانیہ وغیرہ سے درآمد کیا جاتا ہے۔ یہ اکثر سنگ گنیش، گرینائٹ، ترمری اور مکا وغیرہ کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ عمدہ قسم کا پکھراج برازیل سے ملتے ہیں اور تمام دنیا کے ملکوں کو برآمد کیے جاتے ہیں۔ برازیل میں یہ مقام کیپاؤ (Capao) دریا کی تہہ میں پایا جاتا ہے۔ ایک حساب کے مطابق اس مقام سے بارہ سال کی کان کنی سے ۲ ہزار پونڈ وزنی پکھراج نکلا ہے۔ مائنس گیراس (Mina G-eris) سے عمدہ قسم کا بے رنگ کا پکھراج نکلتا ہے۔ اور پرتگال کے لوگ اسے الماس کا غلام کہتے ہیں۔ مائنس گیراس کا ایک مشہور شہر ولاریکا (Valla Reeka) سے گہرے زرد رنگ و نارنجی رنگ کا پکھراج پیدا ہوتا ہے۔ یونائیٹڈ امریکہ (Unite Am-erica) میں پکھراج بمقام ٹرنبل (Trumbull) سے نکلتا ہے۔ عمدہ زرد رنگ کا پکھراج ایشیا (روس) سے نکلتا ہے۔ کوہ یورال میں کیتھران برگ (Katherinburg) کے شمال کی طرف گرینائٹ میں پایا جاتا ہے۔ سائبیریا کے مشرق کی طرف یہ نیلے رنگ کا زبرجد، بھیکم اور فیلپار کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ سبز رنگ کا پکھراج آلٹن برگ (Altenburg) اور شنیکن شٹین (Schneckenste-in) سے نہایت صاف اور چمکدار نکلتا ہے۔ اگر اسے حقہ کی چلم میں رکھ کر گرمی پہنچائی

جائے۔ تو سفید ہو جاتا ہے۔ ابرڈین شائر (Aberdeen Shire) کرن گروم (Cairn Grom) کے ثمن کی کانوں سے اور سیکلاک ای ونالڈ (Scklack E-nwald) وغیرہ سے بھی پکھراج نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں آئرلینڈ، ناروے اور شمالی کیری لونیا سے بھی نکلتا ہے۔ اسٹریلیا اور تسمانیہ سے سبز اور زرد پکھراج ملتا ہے۔

مشہور و معروف پکھراج

توریز نے ۱۶۶۵ء میں اورنگ زیب بادشاہ کے خزانہ میں ایک پکھراج دیکھا تھا جس کا وزن ۱۰۷ قیراط تھا اور اس کی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ تھی۔ ایک ایرانی سوداگر کے پاس ایک پکھراج تھا جو بازو بند میں تھا اور اس پر عربی میں "فتح منجانب اللہ" کندہ تھا۔

طبی و سحری خواص

پکھراج کے پہننے سے انسان کے جسم میں طاقت کا اضافہ ہوتا ہے۔ خون میں اگر خرابی پیدا ہو جائے تو پکھراج استعمال کرنے سے خرابی دور ہو جاتی ہے۔ کوڑھ (جذام) اور بواسیر کے لئے مفید ہے۔ تندرستی کا محافظ ہے

سحری خواص۔ اس کے پہننے سے انسان کا غم و غصہ دور ہو جاتا ہے۔ دوستوں اور رشتہ داروں میں میل ملاپ اور محبت میں اضافہ کرتا ہے۔ ملازمت پیشہ حضرات کو حکام اور افسران بالا میں عزت و احترام پیدا کرتا ہے۔ کشتی بان اور جہاز ران کی حفاظت کرتا ہے۔ قوت ارادی کو مضبوط کرتا ہے۔ جادو کے اثر سے محفوظ رکھتا ہے۔ مزاج میں نرمی، رحم دلی اور دوسروں سے محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ طالب علموں کے لئے علم حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

موافق برتھ سٹون

یونانی حساب کے مطابق جن حضرات کا ستارہ مشتری اور برج قوس ہے ان حضرات

کے لئے یہ پتھر نوافق ثابت ہو گا۔ یا جن حضرات کی پیدائش ۲۳ر نومبر تا ۲۲ر دسمبر کے درمیان ہوئی ہو ان کو یہ پتھر راس آئے گا۔

جن حضرات کو اپنا موافق برتھ سٹون معلوم نہ ہو یا وہ حضرات جو اپنا موافق برتھ سٹون معلوم کرنا چاہیں وہ درج ذیل پتہ پر خط لکھ کر معلوم کرا سکتے ہیں۔ جوابی لفافہ پتہ لکھا ہوا ہمراہ ارسال کریں۔ اپنا نام مع نام والدہ اور تاریخ پیدائش اگر صحیح یاد ہو۔ غلط تاریخ پیدائش کار آمد نہیں ہوگی خوشخط اور صاف تحریر کریں۔ خواہشمند حضرات اپنے آرڈر بھی اسی پتہ پر ارسال کر سکتے ہیں۔ قیمت پیشگی یا بذریعہ وی پی وصول کی جاتی ہے۔

روحانی عامل السید فیض احمد شاہ نقوی البخاری بخاری روحانی مطلب
پوسٹ بکس نمبر ۷۹۵، لاہور

یاقوت

جن حضرات کی تاریخ پیدائش ۲۴ جولائی اور ۲۳ اگست کے درمیان ہوئی ہو یا وہ حضرات جن کو اپنی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہ ہو اور ان کا نام حرف "م" سے شروع ہوتا ہو ان کا برتھ سٹون "یاقوت" ہے۔ تاریخ پیدائش اور نام کے پہلے حرف کی مناسبت سے ایسے حضرات کا ستارہ شمس اور برج اسد ہے۔ ان کا موافق رنگ اورنج اور دن اتوار کا ہے۔ ان کے لئے موافق دھات جس کی انگوٹھی بنائی جائے سونا ہے۔ امدادی دھات کے طور پر اس میں اپنے برج کی دھات ٹن یا لوہا ملا کر انگوٹھی بنوا سکتے ہیں۔ اگر کسی وقت ستاروں کی نحوست اثر انداز ہو جائے تو اس حالت میں یہی برتھ سٹون "یاقوت" کام دے گا۔ گویا کہ یاقوت کا نگینہ انگوٹھی میں پہنا ہوا ہو تو ستاروں کی نحوست بالکل نزدیک نہیں آئے گی۔

"یاقوت" درجہ اول کے جواہرات میں سے ہے۔

اس جواہر کو اردو زبان میں "یاقوت" ہی کہتے ہیں۔ انگریزی میں "روبی" (Ruby) ہندی میں "مانک" پنجابی میں "لال"، سراندیپی زبان میں "مانیکم"، مصری و بغدادی زبان میں "لعل"، لاطینی زبان میں "کاربن کلس"، فرانسیسی زبان میں "روبس" (Rubis) جرمنی زبان میں "روبن" (Rubin) اٹلی زبان میں "روبینو" (Rubino) کہتے ہیں۔ یہ پتھر ندرت، رنگت اور خوش وضعی کے باعث سب جواہرات سے افضل سمجھا جاتا ہے اور عوام میں نہایت ہی مقبول ہے اصل میں یہ جواہر "کارنڈم" (Corundum) کی ایک قسم ہے۔ کارنڈم سنسکرت کے لفظ کورنڈو کے مترادف ہے۔ الماس (ہیرا) کا اصل کاربن ہے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اکیلا کاربن ہی شکل بدل کر سب جواہرات بن جاتا ہے یا کوئی اور شے بھی ہے جو جواہرات

کا مادہ کمی جا سکے ؟ اس بات کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ قدرت کی پیدائش میں ایک عنصر الیومینا ہے جو بڑے بڑے جواہرات کے مرکبات کیمیائی میں ایک جزو بنتا ہے۔ ایسی قسم کے جواہرات کو جن میں یہ مادہ مرکب ہوتا ہے "کارنڈم" کہتے ہیں۔ ایسے جواہرات خواص اور اوصاف کے لحاظ سے الماس پر بھی سبقت لے گئے ہیں۔ یہ جواہر رنگ ڈھنگ، چمک دمک اور خوبصورتی و پائیداری کے سبب قیمتی اور بیش بہا سمجھا جاتا ہے۔ یاقوت خریدنے سے قبل اس کی بابت یہ یقین کر لینا ضروری امر ہے کہ یہ نگینہ اصلی ہو نقلی نہ ہو کیونکہ بعض فروخت کرنے والے اس قسم کا کاروبار کرتے ہیں اور وہ اپنے طمع اور لالچ کے لئے نقلی کو اصلی بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ چونکہ جواہرات کی جانچ پہچان اور اس میں عیب نکالنا نہایت ہی مشکل امر ہوتا ہے اس لئے ناواقف عوام ایسے فروخت کرنے والوں کے مکر و فریب میں آ جاتے ہیں۔

بعض ماہر جواہرات یاقوت کی چار قسمیں بتاتے ہیں۔ قسم اول۔ "مشرقی یاقوت" قسم دوم۔ "سپائنل" جسے اردو میں "لعل رمانی" کہتے ہیں۔ قسم سوم۔ "بیلیس روبی" اور قسم چہارم۔ "روبی سیل" ہیں۔ اگرچہ آخری تین قسمیں رنگ ڈھنگ کی وجہ سے یاقوت کے ہم پلہ ہیں لیکن سختی، وزن مخصوص اور ایک دو خواص کے لحاظ سے یاقوت سے کم درجہ ہونے کے باعث اس سے مختلف ہیں۔ اس لئے جواہرات درجہ دوم میں شمار ہوتے ہیں۔ اہلِ عرب یاقوت مشرقی کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔ ایک یاقوت دوم لعل اب ہم یاقوت کا مفصل بیان کرتے ہیں۔

یہ جواہر اپنی ندرت اور خوش رنگی کے باعث نہایت ہی بے بہا ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ عجیب جواہر نامزد عالم چلا آتا ہے۔ کئی عالموں نے اس کی بابت طرح طرح کے بیان لکھے ہیں۔ شاعر لوگ اس جواہر کو استعارتاً اپنے شعروں میں استعمال کرتے ہیں اور خاص کر لب معشوق کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس کی نسبت خیال کرتے ہیں کہ یہ رات کو بھی دن سا درخشاں ہے اور اس لئے اسے شب چراغ کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس کی قدر آج کل سے زیادہ ہوتی تھی۔ تھیوفرسٹس (Theofrustos) اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ یاقوت کی شکل ایک جلتے ہوئے کوئلے کی طرح ہے جو آفتاب کی شعاع میں رکھا ہوا ہو۔ اس طرح کئی اور مصنفوں کے بیان اس جواہر کی چمک دمک کے بارے بیان ہیں۔ آج کل کے

جوہری اس کی سات قسمیں بتاتے ہیں۔
(۱) چولاورن (خوب سرخ) (۲) بنوی (سیاہی مائل سرخ یہ خراب قسم ہے) (۳) تاچاوت (جس میں شگاف ہوں یہ بھی خراب قسم ہے) (۴) گلگون (زردی مائل) (۵) اطلسی (۶) آتشی اور (۷) کھیرا (جس کا رنگ کتھ کی طرح ہو)۔

خواص و ماہیت

(۱) یاقوت ایک عمدہ خوش شکل جواہر ہے۔ حالت آغاز میں اس کی معدنی شکل مسدس اور متوازی الاضلاع ہوتی ہے اور اس کا ہر ایک گوشہ عموماً نکیلا ہوتا ہے۔ اسے بعد میں کاٹ کر حسب ضرورت اور شکل کا بنا دیتے ہیں۔
(۲) الماس سے اتر کر یہ جواہر کسی اور جواہر سے سختی میں کم نہیں ہوتا۔ اس واسطے یہ صرف الماس سے ہی کاٹا جا سکتا ہے۔
(۳) چمک اس جواہر کی بلورین ہے۔ متقدمین کو اس کی چمک کا یہاں تک خیال تھا اور بیان کرتے ہیں کہ یہ اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتا ہے۔
(۴) یہ جواہر عمدہ خوش رنگ ہوتا ہے۔ اس کا رنگ قرمزی۔ کبوتر کے خون سا سرخ۔ گلابی اور ارغوانی رنگ مائل ہوتا ہے۔ اہل عرب اس کے اور کئی رنگ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً زرد۔ کبود۔ سبز اور سفید اور ہر ایک رنگ کی مختلف قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ان سب سے رمانی یعنی انار کا رنگ عمدہ سمجھا گیا ہے۔ سرخ رنگ یاقوت کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) سرخ حمری (یعنی بڑا سرخ) (۲) سرخ اودی (یعنی گلابی) (۳) سرخ نارنجی (۴) سرخ زعفرانی (۵) سرخ نیموی (یعنی پختہ لیموں رنگ) کبود رنگ کی یہ اقسام ہیں۔ (۱) کبود آسمان گوں (یعنی آسمانی رنگ) (۲) کبود کوہلے (یعنی سرمہ رنگ) (۳) کبود لاجوردی (لاجورد رنگ) (۴) کبود پستائی (یعنی پستہ رنگ)۔

یاقوت شفاف جواہر ہوتا ہے۔ اس کا وزن مخصوص ۴ء۶ سے ۴ء۸ درجہ تک ہوتا ہے اور بعض ۳ء۹۹ سے ۴ء۰۶ تک بیان کرتے ہیں۔ اس میں طاقت انعکاس دو چند ہوتی ہے لیکن تھوڑے درجہ کی ہوتی ہے۔ ملنے سے اس میں طاقت برقی پیدا ہوتی ہے اور چند گھنٹوں

تک رہتی ہے۔ اس میں ۹۸ء۵ حصہ الیومینا۔ ایک حصہ آکسائڈ آف آئرن اور ۵ حصہ چونا مرکب ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سرخ رنگ کے یاقوت کے بغیر اور کسی قسم کا یاقوت گرمی نہیں سہار سکتا۔ بعض کی رائے ہے کہ سرخ رنگ یاقوت کو گرمی دی جائے تو اس کی چمک بڑھتی ہے اور سرخ مائل سفید رنگ یاقوت کے رنگ پر اثر کرتے ہیں یعنی اس کے رنگ کو ہلکا یا خراب کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات کہ گرمی پہنچانے سے یاقوت کا رنگ تیز ہو جاتا ہے تجربہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ بقول حکماء یونان یاقوت میں یبوست درجہ دوم کی ہے اور زرد اقسام میں برودت اور یبوست درجہ دوم ہے۔

یاقوت کہاں پایا جاتا ہے

مشرقی یاقوت کھر ریت میں پایا جاتا ہے اور دیگر جواہرات کے ساتھ بھی ملتا ہے۔
لیکن عموماً اس کے ساتھ کرسائٹ، یسالٹ اور گولیس (Gucis)، ہارن، بلینڈ (یہ دونوں پتھر کی قسمیں ہیں۔ اولذکر کرسائٹ کی طرح اور آخر الذکر گہرا سبز رنگ کا پتھر ہوتا ہے) اور دیگر پتھر پائے جاتے ہیں۔ بعض حکماء کا بیان ہے کہ یاقوت گندھک اور سیماب کی کانوں میں پایا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی الماس کی طرح اپنے اصلی وطن سے بہہ کر دریاؤں میں سے بھی دستیاب ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش کے مقامات درج ذیل ہیں۔
برہما، سیام، پیگو، ہندوستان، بدخشان، سراندیپ، دریائے الب، ڈینوب، فرانس، برازیل، آسٹریلیا، بورنیو اور سماٹرا۔
لیکن ان میں سے چند ہی ممالک ہیں جو ان کی بکثرت پیدائش کے باعث نامزد ہو سکتے ہیں۔

برہما میں سب ممالک کے نسبت عمدہ یاقوت پائے جاتے ہیں۔ اس جگہ سب سے عمدہ یاقوت بمقام موگاسٹ وکیات پیان جو دار لحکومت آوا سے ۲۱ درجہ عرض شمالاً اور ۹۵ درجہ طول شرقاً واقع ہے۔ لیکن آج کل کے جوہری کہتے ہیں کہ سب سے عمدہ وہ یاقوت ہیں جو شہر مانڈلے کے شمال مشرقی حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ برہما کے شمالی حصہ میں یاقوت کی تین کانیں ہیں جن کے نام موتو، کاڈی اور چاپکن ہیں۔ موتو کان سے بہت ہی عمدہ یاقوت

بر آمد ہوتے ہیں۔ یہ کانیں برہما کے کسی بڑے رئیس کو بطور ٹھیکہ دی جاتی ہیں۔

اپر برہما کے کوہستانی صوبجات میں جنکو پگن (یعنی برفانی پہاڑ) کہتے ہیں۔ وہاں کے باشندے یاقوت اور دیگر جواہرات کی تجارت کرتے ہیں۔ چونکہ برہما میں کئی مہینوں تک طوفان آتے رہتے ہیں اس لئے یہ لوگ سال بھر میں تین چار مہینوں سے زیادہ یاقوت کی تلاش نہیں کر سکتے۔

پیگو بھی یاقوت کا وطن کہلاتا ہے اور بافراط یاقوت کے باعث مشہور چلا آ رہا ہے۔ بعض مورخین اور حکما بیان کرتے ہیں کہ یہاں کی کانوں کے ارد گرد کی زمین بالکل غیر آباد ہے اور زمین سے گندھک کی بو نکلتی ہے۔ فقیر لوگ ان دشوار گذار مقامات سے یاقوت جمع کرتے ہیں اور قانون کے مطابق ملک کے سربراہ کے پاس فروخت کر دیتے ہیں ۱۸۵۲ء میں جب پیگو حکومت برطانیہ کے ساتھ ملحق ہوا تو انگریزوں کو بڑی آمدنی کی امید تھی مگر ہوا یہ کہ ان کانوں کے اردگرد خونخوار درندے پیدا ہو گئے۔ اس لئے وہاں لوگ یاقوت جمع کرنے کے لئے نہیں جا سکتے۔ برہما اور پیگو کے علاوہ سیام اور سراندیپ اور دیگر مشرقی ممالک کے یاقوت عمدہ خوش رنگ کے باعث مشہور ہیں۔ یہاں یہ عام انگریزوں کی طرح دریاؤں اور نہروں میں پائے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ لعل رومانی بھی ملتے ہیں۔ لیکن جو یاقوت پیگو میں پائے جاتے ہیں ان سے افضل ہوتے ہیں۔

یاقوت کی مشہور و معروف کانیں بدخشاں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو وہم ہے کہ یاقوت ہمیشہ جوڑا ہی ملتے ہیں اس لئے اگر کسی کو کوئی اکیلا یاقوت دستیاب ہو تو وہ اسے چھپا رکھتا ہے جب تک کہ دوسرا نہ ملے۔ بلکہ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر یاقوت ہاتھ نہ آئے تو پہلے کو توڑ ڈالتے ہیں۔

یاقوت کے کاٹنے کا بیان

یاقوت ایک لوہے کے چکر پر کاٹا جاتا ہے اور الماس کے سوا اسے اور کوئی پتھر کاٹ ہی نہیں سکتا۔ چونکہ یہ جواہر بڑا سخت ہے اس لئے اس پر نقش و نگار کا کام مشکل سے ہوتا ہے پھر بھی بعض منقش یاقوت دیکھنے میں آئے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑی مرغی کے انڈے کی شکل کے

یاقوت پر جو شہر ڈیون شائر (انگلینڈ میں واقع شہر) میں ہے زحل کا نقش کھودا ہوا ہے۔ انگلینڈ کے شاہی خاندان کے پاس اس قسم کے بہت سے یاقوت موجود ہیں۔

یاقوت کی قیمت

یاقوت سب جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ بڑی مقدار کے یاقوت اکثر بے بہا ہوتے ہیں بعض اوقات یاقوت کی قیمت الماس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ خالص اور عمدہ پانچ قیراط یاقوت کی قیمت اسی وزن کے الماس سے دس گنا بھی ہوتی ہے بشرطیکہ یاقوت خالص ہو اور بے عیب ہو۔ یاقوت کی قیمت تشخیص کرتے وقت اس بات کا امتحان کر لینا چاہئے کہ یاقوت خالص ہو کیونکہ کئی ایسے جواہرات مثلاً لعل رمانی اور گلابی پکھراج یاقوت سے ایسے مشابہ ہوتے ہیں کہ وہ یاقوت کہہ کر فروخت کئے جاتے ہیں، سوائے ڈکرا سکوپ (ایک قسم کی دوربین ہے) کے اس کا فرق دریافت نہیں ہو سکتا۔ اس کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ آیا اس جواہر میں خواص ڈچ وادم (یعنی یاقوت کو دونوں طرف سے دوربین سے دیکھا جائے تو دونوں طرف دو علیحدہ رنگ دکھلائی دیتے ہیں) ہے۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ یاقوت خالص ہے تو پھر اس کے نقائص اور عیوب کی طرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ عیب اور شگاف یاقوت کی قیمت کم کر دیتے ہیں۔ حکماء اور متقدمین یاقوت میں مندرجہ ذیل عیب اور نقائص بیان کرتے ہیں۔

(۱) چیر (یعنی شگاف) (۲) دودھک (یعنی دودھیا رنگ دار) (۳) ابرق (جس میں ابرق جیسے پردے ہوں (۴) ڈابھا (بے آب) (۵) بنوی (یعنی خراب سیاہ رنگ) (۶) پاریک (یعنی شگاف دار دودھیا رنگ داغوں والا) (۷) جوتلا (کسی عیب کے ساتھ زردی مائل رنگ ہونا) اور (۸) جاولا (یعنی کسی عیب کے ساتھ گلابی یا سیاہ رنگ ہونا)

ولایتی کٹا ہوا یاقوت ۲/۱ قیراط وزنی ۔/۱۰۰ روپے سے ۔/۲۰۰ روپے تک ہوتا ہے۔ یہ اس یاقوت کی قیمت ہوگی جو صحیح معنوں میں خالص بغیر کسی نقص اور عیب کے ہو۔ عام بازار میں آپ کو ۴۰ روپے سے ۱۰۰ روپے تک کے بھی یاقوت مل سکتے ہیں مگر وہ خالص

نہیں ہوں گے۔ سستا یاقوت خرید کر پہننا بجائے فائدہ کے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

خواص سحری و فوائد طبی

حکمائے عرب اور فارس کا کہنا ہے کہ یاقوت مفرح اور دماغ کو قوت دیتا ہے۔ خون منجمد کو حل کرتا ہے۔ حرارت عزیزی کا محافظ ہے۔ اس کے پہننے والا ہمیشہ استقلال معدہ و طاقت دماغ رکھتا ہے اس کی ایک ورم خوراک مرگی، جنون، ہیضہ، طاعون اور اجزاء خون کو شفا دیتی ہے۔ خون کو باقاعدہ متحرک رکھتی ہے اور شیطان کو دل میں اضطراب ڈالنے سے روکتی ہے۔ یہ جواہر خون کو صاف کرتا ہے۔ نبض کی مہلک تیز رفتار کو اصلی حالت پر لاتا ہے۔ روح کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ جو شخص یاقوت کو انگشتری میں پہنتا ہے اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں حاصل کرتا ہے۔ یہ جواہر ہیضہ اور طاعون وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر آنکھوں کے نزدیک پہنا جائے یا سرمہ بنا کر استعمال کیا جائے تو یہ آنکھوں کی جملہ امراض کو شفا دیتا ہے۔

جواہرات کے استعمال کا طریقہ

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جواہرات کو استعمال کرنے کا طریقہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔ جس طرح دوکان سے خریدا اسی حالت میں پہن لیا۔ اس طرح سے جواہرات کے اثرات انسانی جسم میں منعکس نہیں ہوتے۔ چونکہ یہ مقدس پتھر ہوتے ہیں اس لئے ان کو مندرجہ ذیل طریقہ سے اپنے استعمال میں لائیں۔ جب آپ کو مطلوبہ برتھ سٹون معلوم ہو جائے تو اس کو خریدنے کے لئے کسی ماہر جواہرات یا پھر کسی لائق اور تجربہ کار جوہری کی خدمات حاصل کریں۔ سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں کہ پتھر بالکل نیا ہو یعنی استعمال شدہ نہ ہو۔ انگوٹھیوں میں جڑے ہوئے پتھروں کو بالکل نہ خریدیں۔ اس کے بعد اس کی چمک دمک اور رنگ کی طرف توجہ دیں۔ اعلیٰ قسم کی چمک ہو اس میں کسی قسم کا دھواں یا بادل سے بنے ہوئے نہ ہوں۔ اصلی چمک اپنی اصلی حالت ظاہر کرے گی۔ استعمال شدہ پتھر کی چمک ماند پڑی ہوئی ہوگی اور خوبصورتی بھی کم ہوگی۔ رنگ کو بغور ملاحظہ کریں۔ ہر طرف

سے ایک ہی رنگت ہو۔ رنگت میں سیاہی اور داغ بالکل نہ ہو۔ جب آپ کو یقین ہو جائے کہ مطلوبہ پتھر نیا ہے، چمک دمک بھی ٹھیک ہے اور رنگت میں سیاہی اور داغ بالکل نہ ہو۔

تو اس کے بعد اس مطلوبہ پتھر میں عیب تلاش کریں۔ عیب تلاش کرنے کا کام مشکل ہے وہ اس لئے کہ عام پتھر اس طرح سے بنائے ہوئے ہوتے ہیں کہ اس میں عیب نکالنا بڑے ہی ماہر کا کام ہے۔ پتھروں میں عیب یہ متوقع ہو سکتے ہیں (۱) پتھر کے اندر کی طرف دراڑ یعنی شگاف نما کوئی نشان یا لکیر نہ ہو (۲) کسی قسم کا داغ یا دھبہ نظر نہ آتا ہو۔ (۳) رنگت میں اصلی رنگ سے ہلکا نہ ہو۔ (۴) وزن میں پتھر کی طرح بھاری ہو ہلکا پھلکا نہ ہو۔

اس کے بعد اس کی کاٹ اور بناوٹ کی طرف توجہ دیں۔ کاٹ اور بناوٹ خوبصورت ہو۔ بعض نقلی جواہرات بھی اس طرح کے عام ملتے ہیں جن کو پہچاننا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ صحیح پتھر خریدنے کے لئے کسی اچھے سے جوہری سے رابطہ قائم کریں۔ فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے درویشوں اور سوداگروں سے بالکل نہ خریدیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس صحیح پتھر ہوں مگر تمام استعمال شدہ ہوتے ہیں یا پھر ان میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے۔ جب آپ یہ تمام مراحل طے کر لیں اور آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ کا مطلوبہ پتھر درست اور صحیح ہے تو آپ اسے بلا جھجک خرید لیں۔ خریدنے کے بعد کسی کاریگر صراف سے اپنے ستارہ اور برج کی موافق دھات میں انگوٹھی بنوائیں۔ انگوٹھی تیار کرانے سے قبل صراف کو ہدایت کریں کہ وہ پتھر کو انگوٹھی میں اس طرح سے لگائے کہ اس کا نیچے والا حصہ آپ کی انگلی کے ساتھ ہر وقت مس کرتا رہے۔ آج کل جو انگوٹھی بنوانے کا رواج ہے وہ بالکل غلط ہے۔ بڑے سائز کی ابھری ہوئی انگوٹھی میں پتھر لگوا کر استعمال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ نہ تو پتھر انگلی کے ساتھ مس کرتا ہے اور نہ ہی اس پتھر کے اثرات جسم پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا شائقین حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ بعض شائقین سونے کی انگوٹھی میں پتھر جڑوا کر استعمال کرتے ہیں۔ ہاں اگر مطلوبہ پتھر کے لئے آپ کے ستارہ اور برج کی دھات سونا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اگر آپ کو اپنے ستارہ اور برج کی دھات پسند نہ ہو تو پھر آپ چاندی کی انگوٹھی میں پتھر جڑوا سکتے ہیں۔

جب آپ انگوٹھی بنوا لیں تو سب سے پہلے سات مرتبہ دودھ میں دھوئیں۔ اس

کے بعد سات مرتبہ عرق گلاب میں دھوئیں۔ جب خشک ہو جائے تو آپ اسے اپنے ستارے کا بخور دیں۔ کسی ماہر عملیات سے ستارے کا بخور معلوم کر سکتے ہیں۔ جب بخور دے کر فارغ ہوں تو کسی پاک و صاف کاغذ میں محفوظ کر لیں۔ اب آپ نے انگوٹھی کو استعمال میں لانا ہے۔ آپ کے ستارے کا جو بھی دن ہو اس دن پہلی ساعت میں (سورج طلوع ہونے سے لے کر تقریباً ایک گھنٹہ تک پہلی ساعت ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں۔ غسل کر کے پاک و صاف ہو کر انگوٹھی کو اپنے دائیں ہاتھ میں پہن لیں۔ بعض جواہرات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حالات کے ساتھ ساتھ اپنی رنگت تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات پتھر حوادثات کی بھی قبل از وقت نشاندہی کرتے جس سے انسان محتاط ہو جاتا ہے۔

محمد شبیر قادری

نیلم

جن حضرات کی تاریخ پیدائش ۲۴ اگست اور ۲۳ ستمبر ہو اور ۲۱ جنوری تا ۱۹ فروری ہو یا وہ حضرات جن کو اپنی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہ ہو اور ان کا نام بالترتیب "پ ۔ غ" اور "ب ۔ ش ۔ ص ۔ ش ۔ ص" میں سے کسی ایک حرف سے شروع ہوتا ہو ان کا برتھ سٹون "نیلم" ہے تاریخ پیدائش اور نام کے پہلے حرف کی مناسبت سے ایسے حضرات کا ستارہ بالترتیب شمس اور زحل ہیں اسی ترتیب سے ان ستاروں کے بروج سنبلہ اور دلو ہیں یہ جواہر اپنے نام اور زائچہ کے لحاظ سے پہننا چاہئے اگر یہ محض شوق پورا کرنے کیلئے پہنا جائے گا تو بہت ہی نقصان دہ ثابت ہو گا نیلم کا رنگ عام طور پر نیلا ہوتا ہے۔ لیکن اسی رنگ میں ہلکی سرخی مائل، زردی مائل، سفیدی مائل اور سبزی مائل بھی دستیاب ہیں۔ ان حضرات کیلئے موافق دھات شمس کا سونا اور زحل کا سیسہ (سکہ) ہے امدادی دھات متعلقہ برج کی بالترتیب سکہ کی تانبا اور دلو کی چاندی ہے۔ ان دونوں دھاتوں کو ملا کر اگر انگوٹھی بنوا کر اس میں یہ جواہر جڑوا کر پہنا جائے تو سریع التاثیر ہو جاتا ہے۔ نیلم ہی ایک ایسا جواہر ہے جس میں آتشی، خاکی، بادی اور آبی عناصر پائے جاتے ہیں۔ یہ جواہر درجہ اول کے جواہرات میں سے ہے۔

نیلم کو اردو میں یاقوت کبود، عربی میں یاقوت ازرق، پنجابی میں نیلم، سنسکرت میں سوری رتن، سراندیپی میں نیلم کہتے ہیں۔ دیگر ممالک ہیں۔ چینی زبان میں چانگ سیاک، برہمی زبان میں نیلا، انگریزی زبان میں سفائر کے نام سے پکارا جاتا ہے لاطینی زبان میں سفائرس، فرانسیسی زبان میں سفیر جرمنی زبان میں سفیر کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے اس جواہر کا زیادہ تعلق ستارہ زحل سے ہے۔ اس لئے اہل ہند اسے سوری رتن کے نام سے پکارتے

ہیں سوری رتن کا مطلب ہے زحل کی محبوبہ۔ یہ قیمتی جواہر اپنے طبی خواص اور سحری کرامات کی وجہ سے زمانہ قدیم سے بہت ہی مقبول چلا آرہا ہے اس وقت بھی یہ اپنی خوبیوں کے باعث عوام میں بہت ہی پسند کیا جاتا ہے اسلامی اور غیر اسلامی کتب میں اس کا تذکرہ ملتا ہے زمانہ قبل مسیح سے اس جواہر کو زیورات اور زیبائش میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جو سحری خواص اس جواہر میں ہیں وہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے یونانی باشندے زمانہ قدیم میں اپنے معبودوں کو بطور نذر پیش کیا کرتے تھے۔ متقدمین چونکہ ایسے سخت جواہر کو کاٹنا بڑا مشکل سمجھتے تھے اس لئے یہ زیورات میں کم ہی استعمال کیا جاتا تھا۔

نیلم کی پانچ اقسام بتائی گئی ہیں اور ان پانچوں اقسام میں مختلف خواص و فوائد لکھے ہیں۔

(۱) گورتو: یہ مقدار میں چھوٹا اور وزن میں بھاری ہوتا ہے۔ اس قسم کے نیلم پہننے سے انسان کی دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ (۲) سنگدرت: وہ نیلم ہے جو ہمیشہ چمکدار رہتا ہے۔ اس کے استعمال سے دولت اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۳) ورناژی: جو سورج کے سامنے رکھنے سے نیلے رنگ کی کرنیں ظاہر کرے۔ اس کے پہننے سے مال اور اجناس میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۴) پار شوورت: جس سے سنہری روپہلی اور بلوری شعاعیں نکلیں اس کے پہننے سے معاشرہ میں اعلیٰ مقام اور ناموری حاصل ہوتی ہے۔ (۵) برنج کیتو: اس کو برتن میں رکھنے سے اس کی چمک کی وجہ سے برتن نیلے رنگ کا دکھائی دیتا ہے۔ اس قسم کو پہننے سے اولاد میں اضافہ اور ترقی ملتی ہے۔ نیلم کا مزہ بے ذائقہ ہوتا ہے۔ مزاج سرد و خشک ہے جسم اور آنکھوں کو طاقت دیتا ہے۔ ملین طبع ہے۔ انگوٹھی میں جڑوا کر پہننے سے جلدی امراض سے شفاء ملتی ہے۔

ایک نیلم مہانیل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس کو اس کے وزن سے سو حصہ زیادہ دودھ میں ڈال دیں تو اس کی چمک سے دودھ نیلے رنگ کا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور نیلم ہے جسے اندر نیل کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ سنسکرت کی معتبر کتب میں کئی قسم کے عیب دار اور نحس نیلم کا ذکر بھی ملتا ہے جن کے پہننے سے ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ جس نگینہ میں عیب ہو وہ ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسے نگینہ کے پہننے سے انسان مصائب و آلام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نیلم میں بڑے عیب نہیں ہوتے کیونکہ پہاڑوں میں

اس کے اندرونی نقائص وقت کے ساتھ ساتھ پھیل جاتے ہیں اور اسی پھیلاؤ کے نتیجہ میں یہ پتھر ٹوٹ جاتا ہے عام طور پر یہ جواہر نیلے رنگ کا ہی ہوتا ہے مگر اس رنگ کے علاوہ پنک، وائولیٹ، زرد، سبزی مائل اور بے رنگ بھی ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ تمام رنگ مارکیٹ میں دستیاب ہوں۔ جواہرات کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ان تمام رنگوں کا ذکر ملتا ہے۔

ماہرین جواہرات نیلم کی دو اقسام بتاتے ہیں (۱) پرانا اور (۲) نیا۔ ان ہر ایک کی رنگت کے لحاظ سے تین انواع بیان کی گئی ہیں۔ (۱) سبزین۔ نیلا یا نیلا مائل بہ سبزی (۲) لالی ۔ نیلا اور (۳) خوب نیلا یعنی گہرا نیلگوں۔ اہل فارس نیلم کو یاقوت کی ایک قسم بیان کرتے ہیں اس لئے اسے یاقوت ازرق کے نام سے پکارتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ یاقوت سے ایک علیحدہ جواہر ہے نیلم ہر انسان کو راس نہیں آتا۔ جس کو یہ راس آجائے اسے فقیر سے بادشاہ بنا دیتا ہے اور بصورت دیگر بادشاہ ہو تو گداگر بن جاتا ہے۔ جواہرات میں ایسی کرامات اور سحری خواص قدرتی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے قوانین بنا دیئے ہیں جن کو منسوخ کرنے کی ضرورت نہیں جن کے ذریعہ سے ساری کائنات کے کارخانے جاری ہیں اور ان کا ازل سے ابد تک قیام ہے۔ انسان کی کیا مجال کہ ان کے خلاف کوئی کام کر سکے۔ ساحر لوگ جو جواہرات کے عجیب و غریب خواص بیان کرتے ہیں وہ گو بظاہر ان لوگوں کو جن کو قوانین قدرت کے صرف چند اصول معلوم ہیں خلاف قانون نظر آتے ہیں۔ لیکن اصل میں یہ حیطہ قوانین قدرت سے باہر نہیں۔ عام لوگ تو جواہرات کی ان طاقتوں اور خواص و کرامات کو عجیب و غریب ہونے کے باعث خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ لاہور کے ایک جیولر کا یہ خیال ہے کہ جواہرات صرف پتھر ہیں ان میں کسی قسم کے بھی کوئی اثرات نہیں ہے۔ ان قدرتی جواہرات پر یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ انسانی زندگی پر اثر پذیر ہوتے ہیں بالکل غلط ہے۔ طرہ اس پر یہ ہے کہ وہ حضرت خود جواہرات فروخت کرتے ہیں۔ ایسے حضرات قرآن حکیم کا مطالعہ کریں۔

نیلم کی پیدائش

نیلم کی پیدائش کے بارے میں مختلف مصنفوں نے مختلف طور پر عجیب و غریب بیان

لکھے ہیں۔ چنانچہ پاکستان اور ہندوستان کے نامی حکماء بیان کرتے ہیں کہ جب بجلی کسی اونچے پہاڑ پر گرتی ہے تو اس کا گرم سیاہ مادہ پتھروں کی آڑ میں رہ جاتا ہے۔ ایک تو سیال خود گرم ہوتا ہے اور دوسرے زمین کی حرارت صرف اسے زیادہ گرم ہی نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ پکاتی رہتی ہے جو کھولتے پانی کی مانند ہو جاتا ہے اور اپنے پاس کے پتھروں، نباتات اور دیگر اشیاء کو آہستہ آہستہ شامل کر کے بڑھتا جاتا ہے۔ موسم گرما میں وہ اتفاقاً کھل جاتا ہے اور آفتاب کی شعاع اس پر پڑتی ہے تو کچھ عرصہ کے بعد اس مادہ میں چمک پڑ جاتی ہے۔ بعدہ آندھیوں کی گرد سے وہ پھر چھپ جاتا ہے۔ اور اس پر چاروں عناصر خاک، باد، آب اور آتش کا اثر ہوتا ہے جن کی تاثیر سے نیلم کے پتھر بن جاتے ہیں اور دن بدن جو اشیاء اس مادہ کے قریب آ جاتی ہے ان کو وہ اپنے ہم رنگ و ہم شکل بنالیتا ہے۔ جس طرح انسان اور کل موجودات عالم ان چار عناصر سے بنے ہیں اسی طرح نیلم بھی انہیں چار عناصر سے مرکب ہے ظاہر ہے کہ نیلم کے چاروں مادوں میں سے کسی ایک کے زیادہ ہونے سے اس کے مطابق نیلم کے رنگ و جھنگ پر اثر ہوگا۔ اس لئے حکماء نے ان کے چار اقسام بیان کئے ہیں۔ (۱) جس نیلم میں خاکی مادہ زیادہ ہو وہ زردی مائل نیلا ہوتا ہے (۲) آتشی مادہ زیادہ ہونے سے نیلم سرخی مائل ہو جاتا ہے۔ (۳) جس نیلم میں ہوا کا اثر زیادہ ہو وہ سبزی مائل نیلا اور ہلکا رنگ ہوتا ہے (۴) جس نیلم میں پانی زیادہ ہو وہ سفیدی مائل نیلا اور شفاف ہوتا ہے۔

اگر نیلم کی کان بہت بہت تنگ ہو رہے تو نیلم میں ہر قسم کی چمک نمودار ہوگی اور اس کا رنگ لاجوردی ہوگا لیکن اس بیان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحقیقت یہ جواہر صنعت قدرتی سے دور و دراز پہاڑوں کی غاروں میں پیدا ہوتا ہے یعنی دنیا کے یہی عام عناصر الیومینا (چکنری) وغیرہ طاقت ثقل کے ذریعے آپس میں چسپیدہ ہو کر اور کئی حالتیں بدل کر یہ خوشنما جواہر بن جاتے ہیں۔ یہ یا تو اصلی مقام پیدائش میں آہن مقناطیس کے ساتھ پائے جاتے ہیں یا پانی کی طغیانی سے بہ کر دریاؤں کے سنگریزوں میں پائے جاتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں نیلم فارس اور عرب سے لائے جاتے تھے لیکن آج کل نیلم برہما، سیام، سراندیب، امریکہ، یوہمیا، آسٹریلیا اور سوئزر لینڈ ممالک میں بھی نکلتے ہیں ان ممالک میں سے برہما میں نہایت عمدہ نیلم دستیاب ہے۔ برہما میں موگیاسٹ اور کیاٹ پان جہاں سے یاقوت بھی نکلتے

ہیں عمدہ نیلم پائے جاتے ہیں برہما میں نیلم کی پیدائش اور خرید و فروخت کیلئے وہی طریقہ اور احکام مروج ہیں جو یاقوت کے لئے ہیں عمدہ نیلم کو برہما میں نیلا یا کہتاتون اور سیون کہتے ہیں۔

سرانڈیپ میں آج سے کوئی پچاس سال قبل سرانڈیپ میں نیلم کی ایک نئی کان دریافت ہوئی تھی۔ جہاں سے یاقوت اور لسنیا نکلتے تھے دسمبر ۱۸۷۸ء کے ٹائمز جو سرانڈیپ سے شائع ہوتا تھا لکھا تھا کہ شہر رتن پور میں ایک نیلگوں نیلم ڈھائی پونڈ یعنی تقریباً ۴۵۰۰ قیراط وزنی عمدہ خوش رنگ پایا گیا تھا یہ نیلم اصل میں زردی مائل نیلا تھا اور عیب دار تھا۔ یہ کافی عرصہ تک رتن پور کے ایک چوہدری کے پاس رہا۔ شمالی امریکہ میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

جنوبی آسٹریلیا میں بمقام بیلارٹ (Ballart) سفید و نیلے رنگ کے نیلم کی پیدائش بھی بیان کی گئی ہے۔ روایت ہے کہ نیو ساؤتھ ویلز کے دریائے پرل (Pearl) کے متصل جھکے ہوئے پہاڑوں پر سفید دھاریاں والے نیلے رنگ کے نیلم اور یاقوت پائے جاتے ہیں۔

نیلم کی قیمت

چونکہ نیلم کی زیورات اور ضروریات کیلئے درکار ہوتا ہے اس لئے یہ ایک نہایت قیمتی جواہر ہے۔ نیلم کی قیمت یاقوت کی طرح مقدار پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ الماس کی طرح رنگ اور شفافیت وغیرہ اوصاف کے لحاظ پر مقرر کی جاتی ہے اس لئے اس کی قیمت ڈالنا بڑی مشکل ہے۔ نیلم کی قیمت ڈالنے سے پیشتر اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ نیلم خالص ہو کیونکہ اکثر لوگ شیشہ وغیرہ اور پتھروں کے جعلی نیلم بنا کر اصلی کی بجائے فروخت کرتے ہیں۔ بلور یا کانچ کے نیلم بنا کر ان میں ایسی کاریگری سے رنگ بھرتے ہیں کہ ایک ناواقف تمیز نہیں کر سکتا۔ بعض جعلساز بلور کے دو ٹکڑے لے کر ان میں رنگ بھر دیتے ہیں۔ ایسے مصنوعی نیلم کو انگریزی میں ڈوبلیٹ (Doublet) کہتے ہیں یا بلور کے ٹکڑے پر اصلی نیلم کے چھوٹے باریک طبقہ لگا دیتے ہیں اور اس طرح اصلی نیلم کی بجائے فروخت کرتے ہیں پیرس اور برمنگم کے جعلساز نیلے رنگ کے شیشہ کاٹ کر بطور نیلم فروخت کر دیتے ہیں۔ ممتاز جوہری ڈیولی (Dewille) اور کیرون (Caron) نے فلورائیڈ آف ایلومنیم (Florid of Aluminum) کو فلورائیڈ آف کرومیم (Floride of -

(Chromium کے ساتھ ملا کر ایلومنیا کی کٹھالی میں رکھ کر سفید رنگ کی گرمی پہنچانے سے مصنوعی نیلم بنائے جو قدرتی نیلم جیسے تھے اگر نیلم کا پردہ غور سے دیکھیں تو کسی کم قیمت اور قدر والے پتھر جیسا ہوگا تو ظاہر ہو جائے گا کہ نیلم مصنوعی ہے۔ جب تحقیق ہو جائے کہ نیلم خالص ہے تو پھر اس کے عیب اور نقائص کی طرف غور کرنا چاہئے کیونکہ عیب اور نقائص نیلم کی قیمت کو بہت کم کر دیتے ہیں۔ نیلم میں متوقع عیوب پہلے ہی بیان کئے جا چکے ہیں۔ ان کو آپ پڑھ کر سمجھ لیں۔ نیلم خریدتے وقت ان تمام عیوب کو غور سے دیکھیں کیونکہ اگر لاپرواہی یا کسی اور وجہ سے کوئی عیب رہ گیا تو خریدنے کے بعد اور استعمال پر نقصان ہوگا۔
جس نیلم کا ارغوانی رنگ ہو اس میں ضرور ریشمی عیب ہوگا۔ اگر اس کا رنگ سبزی مائل ہو تو اس میں دو دھیا رنگ کی رگ ضرور دکھائی دے گی۔ جب عیب کی شناخت ہو جائے اس کے بعد رنگ کی پہچان کرنی چاہئے کہ آیا اس کا رنگ شوخ ہے یا ہلکا۔

بعض ماہرین نیلم کے رنگ کی شناخت کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں کہ نیلم کو صاف شفاف پانی میں کسی نوک دار چمٹی سے پکڑ کر رکھیں۔ پانی میں نیلم کا رنگ دار اور بے رنگ حصے صاف صاف دکھائی دیں گے۔ جس نیلم کا رنگ یکساں ہوگا اس کا پانی بھی ویسا ہی دکھائی دے گا۔ پھر بھی نیلم کی قیمت دریافت کرنے کا کوئی کلیہ قاعدہ نہیں ہے۔ صرف تجربہ پر منحصر ہے۔

نیلم کے خواص سحری، کراماتی و طبی

حکماء نیلم کے پہننے کے کئی ایک کرشمے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ معتبر کتب میں تحریر کیا ہے کہ یہ مفرح ہے، دل دماغ کو قوت دیتا ہے، ایک درم پانی میں حل کر کے صرع، خفقان اور طاعون کے مریض کو پلانا فائدہ کرتا ہے، دافع زہر اور خون کو صاف کرتا ہے سرمہ اس کا مقوی البصر ہے، اس کے پہننے سے دشمنوں کا غصہ دور ہوتا ہے، جس شخص نے نیلم پہنا ہو اس پر جادو اثر نہیں کرتا، قیدی کو رہائی ملتی ہے، جس گھر میں نیلم ہو وہ گھر آگ سے محفوظ رہتا ہے، یہ شہوت خیز خیالات کو کم کرتا ہے اس لئے پارسا لوگ اسے اپنے پاس رکھتے ہیں، بخار کے مریض کے سینہ پر رکھنے سے بخار کی شدت کم ہو جاتی ہے، نکسیر والے مریض کی پیشانی پر رکھنے سے خون کے بہاؤ میں کمی ہوتی ہے، اگر کسی کی آنکھ میں گرد یا چھوٹا سا کیڑا

پڑ جائے اور وہ آنکھ سے نہ نکلے تو نیلم کو پیس کر اور گولی بنا کر آنکھ کے پپوٹے پر رکھیں، گرد یا کیڑا نکل جائے گا۔ آنکھوں کا ورم اور سفیدی بوجہ چیچک دور ہو جاتی ہے، اگر اس کو پیس کر دودھ کے ساتھ استعمال کریں تو زہر کا اثر بخار اور وبائی امراض دور ہو جاتے ہیں، نیلم کمر میں باندھنے سے قوت باہ بڑھتی ہے۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس کے پہننے سے آسیب وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا، یہ نوجوان لڑکی کے لئے خوش بختی لاتا ہے، اس کے پہننے والے کو شک، غم، حسد، سستی، ڈر اور شرمیلے پن سے نجات ملتی ہے۔

مشہور و معروف نیلم

پیرس کے شاہی خزانہ میں ایک نیلم تھا اور وہ تقریباً ۱۳۲ قیراط وزنی تھا جس کو ایک بنگالی نے حاصل کیا تھا۔ یہ بنگالی ڈوئیاں بیچتا تھا اس لئے اس نیلم کا نام وڈن سپون سیلر رکھا گیا تھا۔ بعدہ، یہ نیلم رسپولی کے گھرانہ میں آیا۔ رسپولی شہر روم کا ایک گھرانا ہے۔ اس طرح بعد میں یہ نیلم رسپولی کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر یہ ایک جرمن کے شہزادہ کے پاس آیا جس نے ایک فرانسیسی جوہری کے پاس چھ لاکھ روپے میں فروخت کیا۔ یورپ میں بہت سے مشہور نیلم ہیں ان میں سے دو قدیم نیلم ۱۸۶۲ء کی نمائش گاہ لندن میں دکھائے گئے تھے۔ ان میں سے ایک سیاہ دار شکل کا بے عیب تھا جس کا وزن ۲۵۲ قیراط بتایا جاتا ہے اور دوسرا اس سے کچھ کم وزن کا تھا۔ انگلستان کی ملکہ کے تاج میں ایک بہت بڑا نیلم مزین تھا جو ملکہ وکٹوریہ کے چچا نے خریدا تھا۔ نیلم چونکہ بہت سخت ہوتا ہے اس لئے اس پر کھدائی کا کام بہت کم ہوتی ہے۔ روم میں ایک نیلم بتایا جاتا ہے جس پر ہرکولیس (Hercul-es) کی تصویر کندہ تھی۔ ری نیکسینی (Rinuccini) کے فرمانروائے کے پاس ایک نیلم تھا جس پر شکار کا نظارہ کھدا ہوا تھا۔ یہ نظارہ اس طرح ہے کہ بادشاہ ایک جنگلی سئور پر جو ایک حسین عورت کے روبرو کھڑا ہے برچھی لگا رہا ہے۔ ایک عمدہ نیلم ۳/۴ انچ مربع پر پوپ پال سوم کی تصویر کندہ ہے۔ معتبر کتب میں ایک زرد رنگ پانچ پہلو دار نیلم کا ذکر کیا گیا ہے جس پر ہنری ہارم کی تصویر منقش ہے۔ انگلستان کے ڈیوک آف ڈیونشائر (Du-ke of Devonshire) کے پاس ایک عمدہ نیلم بتایا جاتا ہے جس کا وزن تقریباً ایک

سو قیراط تھا۔ برطانیہ کے عجائب گھر میں ایک بدھا کا مجسمہ ہے جو نیلم کو تراش کر بنایا گیا ہے۔ اسی طرح نیلم جو دل کی شکل کا ہے انگلستان کی ملکہ کے شاہی جواہرات میں موجود ہے اس کو سکاٹ لینڈ کے شنزادہ نے حاصل کیا تھا۔ امریکہ کے عجائب گھر میں بھی ایک عمدہ اور نایاب نیلم ہے جس کا وزن ۵۶۳ قیراط ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا نیلم برہما سے بر آمد کیا گیا تھا جس کا وزن ۹۵۶ قیراط بتایا جاتا ہے جو ایک پرائیویٹ خاندان کی ملکیت میں ہے۔

کتاب قیمتی پتھر اور آپ کی مصنفہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب اللہ تعالیٰ نے احکام عشرہ نازل کئے تو وہ نیلم کے پتھر پر کندہ تھے۔ اس طرح انجیل مقدس میں نیلم کے بارے میں یوں درج ہے۔ کہ شاہی تخت ایک نیلم کی مانند ہے۔ اس بات سے آپ اس پتھر کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں یہ ایک مقدس پتھر شمار کیا جاتا ہے۔ اہل یونان نیلم کو اپنے دیوتا "اپالو" (Appalo) کی نذر چڑھا کر مرادیں پاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ الزبتھ دوئم (برطانیہ) کی ایک انگشتری جس میں نیلم کا نگینہ لگا ہوا تھا اس کے مرنے کے بعد لیڈی سکوپ نے اس کو منحوس سمجھتے ہوئے کھڑکی سے باہر پھینک دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ کی آخری بیماری بھی اس نیلم کے پہننے سے واقع ہوئی۔ اس کتاب میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ پاکستان کے پہلے صدر سکندر مرزا نے اگست ۱۹۵۸ء میں ایک نیلم کے نگینہ کی انگوٹھی پہنی جس کا وزن ۳۲ قیراط تھا۔ یہ نیلم اپنے رنگ و روپ اور تراش کی وجہ سے لاجواب تھا مگر اس میں دو معمولی سے سفید داغ تھے۔ اس نیلم کے پہننے کے کچھ عرصہ بعد مارشل لاء لگا اور صاحب موصوف کو جلاوطن کر دیا گیا جو کس مپرسی کی حالت میں مر گیا۔ یہ نیلم اس کو راس نہ آیا تھا۔

اس کتاب کی مصنفہ نے نیلم کے عیوب بیان کرتے ہوئے اس کے ساتھ یہ بھی تحریر کیا ہے کہ عیب دار نیلم پہننے سے کس طرح اور کس قسم کا نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ مصنفہ نے لکھا ہے عیب دار نگینہ پہننا اچھا شگون نہیں سمجھا جاتا اور اس کے پہننے سے انسان مصائب میں گھر جاتا ہے۔ حتی الامکان عیب دار پتھر سے گریز کرنا چاہئے۔ گیارہ عیب عام طور پر نیلم کے پہننے سے مہلک اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جس نیلم میں بادل جیسے داغ ہوں اس کے پہننے سے عمر (زندگی) اور دولت کو فوری نقصان پہنچتا ہے۔ (۲) چنخا ہوا۔ اس کے پہننے والے کو جانوروں سے جانی نقصان پہنچتا ہے۔ (۳) بدرنگ۔ جس پتھر میں

ایک سے زیادہ رنگ ہو وہ بد رنگ کہلاتا ہے اور منحوس شمار کیا جاتا ہے۔ یہ مزاج میں غصہ لاتا ہے اور پہننے والا ہر وقت آمادہ جنگ رہتا ہے۔ (۴) تراش۔ وہ نیلم جس میں ایک سے زیادہ ٹکڑے نظر آئیں کسی حادثے یا ہلاکت کا موجب بن سکتا ہے۔ (۵) ابرق۔ جس نیلم میں ابرق نما نشان ہوں اس کے پہننے سے انسان فوری طور پر بیمار ہو جاتا ہے۔ (۶) رو کھی۔ جس میں سفید داغ ہو موجب جلا وطنی بن سکتا ہے۔ (۷) مرت گرلیہ۔ اس کا رنگ مٹیالا ہوتا ہے اور اس کے پہننے سے کئی قسم کے دائمی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ (۸) رنگ کا منجمد ہونا۔ یعنی رنگ کا کسی خاص جگہ پر زیادہ ہونا فوری نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ (۹) دودھیا۔ جو دودھ جیسے رنگ والا ہو اس کے پہننے سے کاروبار میں نقصان ہوتا ہے۔ (۱۰) ریشم سے وجھب۔ اس کے پہننے سے عزت پر دھبہ آنے کا اندیشہ ہے۔ (۱۱) سفید شیشہ دھیان۔ اس کے پہننے سے لڑائی جھگڑے اور مقدمہ بازی شروع ہو جاتی ہے۔

نیلم کے خواص و ماہیت

نیلم کی معدنی شکل چھ پہلو متوازی الاضلاع یا مسدس ہوتی ہے اس لئے یہ ڈچرائک کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں سختی ۹ درجہ ہے۔ اس لئے یہ صرف الماس سے ہی کاٹا جا سکتا ہے۔ نیلم کا رنگ بہت عمدہ خوشنما ہوتا ہے۔ یعنی روشن نیلگوں سے ارغوانی نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ جوہری گہرے نیلے رنگ کا جواہر کو نر اور ہلکے رنگ کو مادہ کہتے ہیں۔ یہ جواہر ایلومونیا ۹۹ اور ٹیٹا نیم آکسائڈ ایک فیصد کا کیمیائی مرکب ہے۔ علاوہ ازیں کبھی کبھی اس میں آئرن کی ملاوٹ بھی پائی جاتی ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے سختی ۹ درجہ، پگھلنے کا درجہ ۴۰۰۰ڈگری وزن مخصوص ۹۵۔۳ درجہ اور قوت انعکاس ۷۶۔۱ درجہ ہوتی ہے۔ بعض کتب میں سفید اور ارغوانی رنگ کے نیلم کا بھی بیان ملتا ہے۔ سنسکرت کی کتب میں کئی اور اقسام کے نیلم کا ذکر موجود ہے۔ ان کتب میں لکھا ہے کہ اگرچہ نیلم کا اصلی رنگ نیلا ہوتا ہے جس کے باعث یہ نیلم کہلاتا ہے۔ پھر بھی کئی ایک رنگوں کی جھلک ان میں ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض نیلم کنول کے پھول کی طرح بعض بھنورے، سمندر کی پانی کی رنگت جیسے اور کوئل کے گلے کے رنگ کی مانند نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ سنسکرت کی کتابوں میں رنگ کے لحاظ سے اس کی

چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سفید۔ برہمن نیلم

۲۔ سرخی مائل نیلا۔ چھتری نیلم

۳۔ زردی مائل نیلا۔ ویش نیلم اور

۴۔ سیاہی مائل نیلا۔ شودر نیلم

نیلم، کارنڈم کی ایک قسم ہے اس لئے اس کے کیمیائی مرکبات اور طاقت انعکاس و دیگر خواص یاقوت سے ملتے ہیں۔ گرمی کی تاب سے سفید اور زردی مائل نیلم سفید ہو جاتے ہیں۔ لیکن مشرقی نیلم کا رنگ گیس کی روشنی کے آگے ویسا ہی رہتا ہے۔

برتھ سٹون کا طریقہ استعمال

ہمارے ملک میں اکثریت ایسے حضرات کی ہے جن کو برتھ سٹون پہننے کا طریقہ بالکل نہیں آتا۔ نیلم کو محض شوق کے طور پر نہیں پہننا چاہیے۔ کیونکہ یہ اگر راس نہ آئے تو ہر طریقے سے باعث نقصان ہوتا ہے۔ اپنی صحیح تاریخ پیدائش کے مطابق کسی ماہر جواہرات سے اس کی تصدیق ضرور کرائیں اور آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ واقعی نیلم آپ کا برتھ سٹون ہے۔ جن حضرات کا نیلم برتھ سٹون ہے ان سے گذارش ہے کہ وہ کسی قابل اعتماد جیولرز سے یہ جواہر خریدیں جو اس بات کی ضمانت دیں کہ خرید کردہ نیلم مصنوعی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں عیب ہے۔

مروارید

ایک مقدس جواہر ہے جس کا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے

مروارید گوہر جو اپنی خوش رنگت اور حسن کے باعث سلک جواہرات میں منسلک کیا جاتا ہے۔ اردو میں اس جواہر کو مروارید کہتے ہیں، سنسکرت میں موکتے ، پنجابی میں موتی، ہندی میں موکتا اور عربی میں لولو اور انگریزی میں Pearl (پرل) کہتے ہیں۔ یہ بیش قیمت اور قدیمی جواہر ہے۔ اس کی چمک و دمک، خوش رنگت اور عمدہ گول شکل جو دل کو بہت بھاتی ہے۔ شعراء اپنی غزلیات میں اس جواہر کو استعارۃً استعمال کر کے زیب دیتے ہیں۔ خصوصاً دندان معشوق کو سفید موتیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ بہت سی قدیمی کتب میں موتیوں کا ذکر پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جواہر زمانہ قدیم سے رائج چلا آ رہا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں یہ جواہر دنیا کے تمام ممالک سے پہلے کا مروج ہے۔ ہندوؤں کی قدیمی کتابوں میں اس جواہر کے پہننے، برتنے اور دیوتاؤں کے آگے چڑھانے کے کئی ایک قواعد مندرج ہیں۔ جن کو مفصل اگر لکھا جائے تو مضمون بہت ہی طویل ہو جائے گا۔ دیگر ممالک میں بھی مدت سے اس عجیب جواہر کا ذکر ہوتا چلا آ رہا ہے۔ خصوصاً مصر اور ایشیا میں لوگ صرف زیبائش بدنی کے لئے ہی اس جواہر کے متلاشی نہ ہوتے بلکہ ایسے جواہرات کو معبودوں کے آگے چڑھانا بڑا ثواب سمجھ کر بڑے شوق سے خریدتے تھے۔ زمانہ قدیم کے جوہری تجار مروارید کی بہت زیادہ تجارت کرتے تھے۔ تھیوفرلیٹس، جوب، الٰی سبے بی لونیا اور اہل فارس اس جواہر کی تعریف میں اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھ گئے ہیں۔ ایرانی امراء اپنے کانوں کے بالے میں اکثر مروارید پہنتے تھے۔ ایتھنز (Athens) اور پومپائی میں بھی وہاں کے باشندے اس قسم کے بالے پہنتے تھے۔ چین کے قدیمی باشندے مروارید کا پہننا باعث عزت و

رفعت سمجھتے تھے۔ آج سے ۲۵۰۰ سال قبل مروارید کے جواہرات خراج میں دینے کا رواج تھا۔ تقریباً ۱۵۰ سال پیشتر لوگ اس جواہر کو اس قدر استعمال میں لانے لگے کہ علمائے وقت نے اس کو عیاشی قرار دے کر اس کے خلاف باقاعدہ ایک مہم شروع کی تھی۔ اس مہم کے انجام میں لوگوں نے اسکو استعمال میں لانا کم کر دیا تھا۔ شہر روم میں بھی مروارید زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ پومپائی (Pompey) جو میریانے فتح کیا تھا کے شاہ میتھری ڈیٹ (Mathridate) کے محل میں مروارید کا ایک بہت بڑا خزانہ ملا تھا۔ ۶۱ برس قبل مسیح شاہ نے مروارید سے جڑے ہوئے تقریباً ۳۳ تاج حاصل کئے تھے۔ اس سے اہل روم میں مروارید کے پہننے کا رواج اور بھی بڑھ گیا تھا۔ ان کی مستورات ساٹھ یا ستر ہزار پونڈ قیمتی موتیوں کی مالا پہنتی تھیں۔ اکثر مستورات تہوار کے دن مروارید کرایہ پر حاصل کر کے اپنا شوق پورا کیا کرتی تھیں۔ متذکرہ بالا حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں مروارید کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔

مروارید کی اقسام

چونکہ مروارید کئی قسم کی طرح اور وضع کے پائے جاتے تھے۔ اس لئے اس جواہر کے بہت سے اقسام بیان کئے جاتے ہیں۔ علمائے فارس مروارید کی چار قسمیں بیان کرتے ہیں۔ (۱) بحرینہ جو بحرین کے علاقہ میں پائے جاتے ہیں (۲) ہرمزی جو ہرمزا سے آتے ہیں (۳) عمانی جو عمان سے آتے ہیں۔ (۴) صراحی شکل۔ جو مروارید صدف میں پایا جاتا ہے اسے در یتیم کہتے ہیں۔

پاکستانی اور ہندوستانی جوہری مروارید کی دس (۱۰) اقسام بتاتے ہیں۔ (۱) میانی، سیاہی مائل، (۲) سرمئی، تھوڑا سا سیاہی مائل۔ (۳) چونہ کھاڑی یا تامچی (سرخی مائل)۔ (۴) پوربی، کم گول شکل (۵) بسرین، سیسہ کی طرح رنگت (۶) کچیلا، زرد رنگ (۷) کابلی، سفید رنگ (یہ قسم بصرہ میں پائی جاتی ہے۔ (۸) سنگلی، زردی مائل (۹) ٹٹ گڑی، نیلے رنگ مائل (۱۰) جادام کھاڑی، سبزی مائل۔

مروارید کی مختلف طریق پیدائش کے مطابق انگریز جوہریوں، نے مروارید کی تین

قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) بحری۔ (۲) رنگ دار اور (۳) دریائی۔

مقدار یعنی ماہیت اور جسامت کے لحاظ سے مروارید کے یہ نام ہیں۔ (۱) بڑی جسامت کو پاراگان (۲) چھوٹی جسامت کو پارہ مروارید (۳) لمبی اور بیضوی شکل کو بیرد کوئمز، خرد تخم مروارید اور (۴) بہت ہی چھوٹی جسامت یعنی سب سے چھوٹے موتی چور کہلاتے ہیں۔

خواص و ماہیت

مروارید کی شکل اکثر گول اور ناشپاتی کی طرح ہوتی ہے۔ اس کی چمک گوہری ہے۔ اس میں سختی ۲٫۵ سے ۳٫۵ تک ہوتی ہے۔ وزن مخصوص ۲٫۶۸۴ درجہ ہے۔ یہ شفاف یا براق ہوتا ہے۔ مروارید میں رنگ ایسا خاص ہوتا ہے کہ رنگدار مروارید ایک علیحدہ قسم کا شکار ہوتا ہے۔

مروارید اکثر سفید، گلابی، سیاہ نافرمانی، بھورے اور خاکی رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی ایک رنگوں میں بھی موتی دیکھے گئے ہیں۔ اس بات میں شک ہے کہ رنگ دار مروارید کی بابت متقدمین کو علم تھا یا نہیں۔ لیکن بعض شہادتوں اور معتبر کتب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں بھی رنگ دار مروارید بڑے عزیز سمجھے جاتے تھے۔ یورپ کے معروف جوہر شناس نے اپنے ایک رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے ایک گلابی رنگ کا مروارید دیکھا تھا جو سٹرام لیس گاس (Stromlasggas) نامی صدف سے نکلا تھا۔ جبکہ اس مچھلی کو چیر کر صاف کرنے لگے تو وہ مروارید ۲۴ گرین وزنی نکلا تھا۔

اب بحث صرف اس نقطہ پر ہو گی کہ مروارید میں رنگ کون سے مادہ کی ترکیب کے باعث ہوتے ہیں۔ جن دریاؤں میں صدف پائے جاتے ہیں ان کے کیمیائی خواص کے باعث یہ رنگ پیدا ہو سکتے ہیں کس قسم کے تمکیلات، آکسائڈ، آکسائڈ آہن یا میگنیشیا کی ترکیب کے باعث ان رنگوں کا پیدا ہونا کئی ایک خیالات سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر لاس (Dr. Laws) جو یورپ کے ایک ممتاز جوہری تھے ان کی رائے یہ ہے کہ مروارید کا رنگ آکسائڈ یا نمک طلا کے باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے چند صدفوں کو

کلورائڈ طلا میں ڈال کر ٹین کے ساتھ ملایا تو ان کا رنگ تیز ہو گیا۔ اس بات سے اس نے نتیجہ نکالا کہ جس صدف میں سونا کسی طرح داخل ہو جائے اس میں رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ جن بحری مقامات میں سونا ہوتا ہے وہاں بہت عمدہ رنگین صدف پائے جاتے ہیں۔ طلا کلورائڈ بن کر صدف میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مروارید کا رنگ سونے یا کسی اور رنگ دار مادہ کی ترکیب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مروارید میں کاربونیٹ آف لائم (Carbonate of Lime) اور کچھ وہ مادہ جس سے صدف بنے ہوتے ہیں مرکب ہوتے ہیں۔ یہ تھوڑی سی گرمی پہنچانے سے بھی کشتہ ہو سکتا ہے۔

مروارید کی پیدائش

اگرچہ یہ خوشنما جواہر زمانہ قدیم سے نامزد عالم چلا آرہا ہے لیکن اس کی پیدائش کے حالات کسی کو بھی صحیح طور پر معلوم نہ تھے۔ یہ متاخرین، ماہرین و محققین اہل یورپ کی کوشش و علو ہمتی ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ تجربہ کر کے اس جواہر کی پیدائش کو کما حقہ دریافت کیا تھا۔ زمانہ قدیم کے عالموں نے بھی اگرچہ اپنی عقل کے مطابق خیالی باتیں لکھی ہیں لیکن ایسی باتوں کو اس زمانہ علم و فضل میں جبکہ علم کیمیا کی رو سے ہر ایک شے کی ماہیت معلوم ہو گئی ہے کون مانتا ہے۔ سنسکرت کی کتابوں میں موتی کی پیدائش اس طرح سے لکھی ہے کہ "موتی ہاتھی، بادل، سئور شنکھ، مچھلی، سانپ، صدف اور بانس سے پیدا ہوتا ہے اور ہر ایک کی بابت مفصلہ ذیل بیان لکھے ہیں:۔

(۱) جو موتی ہاتھی سے پیدا ہوتا ہے اس کی چار ذاتیں ہیں (۱) زردی مائل سفید، برہمن، (۲) زردی مائل سرخ۔ کھتری (۳) زردی مائل نیلا۔ ویش اور (۴) زردی مائل سیاہ۔ شودر کہلاتے ہیں۔ سیام اور برہما کے ہاتھی کے ماتھے سے اکثر یہ موتی پیدا ہوتا ہے اور آملہ کے برابر مقدار میں زردی مائل رنگ کا اور بہت وزنی ہوتا ہے (۲) بادل کی بوند سے جو موتی آسمان پر بن جاتا ہے وہ زمین پر گرنے نہیں پاتا کیونکہ اسے دیوتا لے لیتے ہیں۔ یہ بہت چمکیلا اور گول شکل کا ہوتا ہے۔ (۳) سئور کے ماتھے سے جو موتی نکلتا ہے وہ سئور کے دانتوں جیسا سفید ہوتا ہے اور کسی کسی جگہ اس کے جسم کا سا رنگ بھی ہوتا ہے۔ (۴) شنکھ

کا موتی ایسی سنکھ سے نکلتا ہے جس کا زرد رنگ ہو یہ موتی ہیرے کے دانہ کے برابر سفید، سیاہ، زردی مائل، سرخ، زرد اور خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی ۲۷ قسمیں ہیں۔ (۵) مچھلی کے موتی عمدہ اور مختلف رنگ کے ہوتے ہیں اور ایک ہی قسم کی مچھلی سے پیدا ہوتے ہیں (۶) واسوزات کے سانپ کے ماتھے سے عمدہ مدور صاف نیلے رنگ کا موتی نکلتا ہے۔ (۷) قمر جس وقت اپنی منزل غفرہ میں داخل ہوتا ہے تو جو بارش کی بوند صدف کے منہ میں گرتی ہے موتی بن جاتا ہے اس موتی کی جسامت بوند پر منحصر ہوتی ہے (۸) بانس سے سفید رنگ چاند سا چمکیلا پانچ قسم کا موتی پیدا ہوتا ہے۔ یعنی عناصر خمسہ میں سے ایک ایک عنصر کی کمی و بیشی کی وجہ سے پانچ مختلف اقسام ہوگئیں۔ سنسکرت کی کتابوں میں مینڈک وغیرہ حیوانات میں بھی مروارید کی پیدائش لکھی ہے لیکن ان سب پر صدف میں پیدا ہونے والے موتی کو فضیلت دی گئی ہے۔ اس بارے میں کئی اور حکماء مثلاً اہل فارس و عرب بھی متفق الرائے ہیں کہ صدف سمندر میں کسی خاص موسم میں منہ کھولتی ہے اور اس میں بارش کی بوند پڑنے سے موتی پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ شیخ سعدی علیہ رحمہ لکھتے ہیں۔

زابر افگند قطرہ سوئے یم — زصلب آورد نطفہ در شکم
ازاں قطرہ لولوئے لالا کند — وزیں صورتے سرو بالا کند

اسی طرح ایک اور شاعر لکھتا ہے۔

بسے اندر صدف باراں شود در — بسے از لعل و گوہر کان شود پر

ایک حکیم لکھتا ہے کہ متقدمین کو یقین تھا کہ فرشتے جب بہشت سے نکالے گئے تو ان کے آنسوؤں کے قطرے جب کھلے ہوئے صدف میں پڑے تو ان سے موتی پیدا ہوئے۔ ایک اور یورپی جوہر شناس لکھتا ہے کہ موتی صدف کے انڈے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس بارے میں کئی عجیب و غریب مختلف بیانات مختلف کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

علمائے یورپ نے بارہا تجربہ کے بعد مروارید کی پیدائش کی تحقیق کی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا ہے کہ یہ عجیب جواہر ایک قسم کے صدف کی پیدائش ہے جو سمندروں اور دریاؤں میں پائے جاتے ہیں چونکہ مروارید کا صدف سے پیدا ہونا قرار دیا گیا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ان صدفوں کا بیان لکھا جائے تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہو جائے کہ یہ صدف کس طرح کے ہوتے ہیں اور ان کی کتنے اقسام ہیں۔

لفظ صدف ہر ایک سیپ پر عام طور پر بولا جاتا ہے۔ مروارید والے صدف کے لئے کوئی خاص نام تجویز کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام انگریزی میں میلیا گریٹا (Mallia Greatae) یعنی صدف دُربار رکھا جاتا ہے اور چونکہ اس کے دو حصے ہوتے ہیں اس لئے اسے بائیکل ولر موئسکا (Buialwilar Mouusca) یعنی دو کھوپروں والا صدف بھی کہتے ہیں۔ یہ صدف ایک سمندری کیڑا ہے جس کا جرم نہایت سخت ہوتا ہے۔ اس کے دونوں حصے اوپر اور نیچے والے برابر ہوتے ہیں۔ یہ کیڑا پاؤں کے زور سے ادھر ادھر چلتا ہے اور جالا بن کر عنکبوت (مکڑی) کے طرح پھیلتا ہے اور متصلہ اشیاء سے چمٹا رہتا ہے۔ تاکہ یہ جالا ٹھہرا رہے۔ خردبین کے ذریعہ سے ماہرین نے دریافت کیا ہے کہ اس صدف کے تین پردے ہیں (۱) سب سے اوپر والا پردہ سخت لچک دار عموماً سیاہی مائل سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ یہی بیرونی جرم یا پوست کہلاتا ہے۔ (۲) دوسرے پردے میں بے شمار چھوٹے چھوٹے خانے ہوتے ہیں جن میں چونہ بھرا ہوتا ہے اور کئی طرح کے رنگ پیدا کرنے والے مادہ ہوتے ہیں (۳) سب سے اندرونی پردہ پوست در پوست ہوتا ہے اور اس میں کئی طرح کے رنگ نمایاں ہوتے ہیں۔ اسے مدر آف پرل (Mot-her of Pearl) کہتے ہیں اور اسی پردہ میں موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اچھی طرح تحقیق نہیں ہوا کہ اس پردہ میں مروارید کیا کیا صورتیں بدل کر پیدا ہوتا ہے لیکن اس قدر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ صدف میں کسی بیرونی شے کا داخل ہونا یا کسی بیکری اور گھبراہٹ کا پیدا ہونا مروارید کا باعث ہوتا ہے۔ یعنی صدف میں کوئی بیرونی شے مثلاً دانہ ریت اور پارہ چوب وغیرہ کسی اتفاق سے چلی جاتی ہے تو کیڑا ڈر جاتا ہے۔ چونکہ وہ اسے نکال نہیں سکتا اس لئے جس مادہ سے وہ پردہ مدر آف پرل بنتا ہے اسی مادہ سے اس شے کے اردگرد گول پردہ لگاتا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک گول شے بن جاتی ہے۔ یہی مروارید ہوتا ہے۔

چنانچہ خورد مروارید کو تیزاب میں ڈال کر تحلیل کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں کاربونیٹ آف لائم (Carbonate of Lime) اور ایک جھلی سی ہے۔ یہی کاربونیٹ آف لائم اور جھلی پردہ مادر آف پرل میں ہوتی ہے۔ صدف سے ایک اور شے بھی نکلتی ہے جس میں کچھ تو مدر آف پرل اور کچھ وہ شے مرکب ہوتی ہے جس سے مروارید بنتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کسی بیرونی شے کے داخل ہونے سے صدف کا کیڑا مروارید بناتا ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ جب صدف کو کوئی ضرر یا شکستگی پہنچتی ہے تو وہ اس کی مرمت

کرنے کے لئے مروارید پیدا کرتا ہے چنانچہ جس صدف سے مروارید نکلتے ہیں وہ ضرور باہر کی طرف سے ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اور جس صدف کی بیرونی سطح ہموار اور ناشکستہ ہو اس میں موتی کم نکلتے ہیں۔ بعض ماہرین کا بیان ہے کہ صدف میں کوئی بیماری پیدا ہو جاتی ہے تو وہ گھبراہٹ میں اسے چپکیلے مادہ سے پردہ لگا کر مروارید بنا دیتا ہے اسی طرح کئی عالموں نے حکمت عملی سے مروارید میں یہ بیماری ڈال کر مروارید پیدا کیئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صدف میں کسی بیرونی شے کے داخل ہونے یا کسی اور گھبراہٹ کے باعث مروارید پیدا ہوتے ہیں۔

مقامات پیدائش

مروارید کی پیدائش کا ذکر کیا جا چکا ہے اب یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ گوہر بار صدف کن کن مقامات میں پائے جاتے ہیں اور انہیں کس طرح حاصل کرتے ہیں۔ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ مروارید دو طرح کے ہوتے ہیں ایک بحری دوسرا دریائی۔ درج ذیل مقامات مروارید کی پیدائش کے لئے مشہور ہیں۔

سراندیپ، خلیج فارس، بحیرہ قلزم، جاپان، جاوا، ساٹرا، آبنائے قسطنطنیہ، سویڈن، شمالی روس، فن لینڈ اور امریکہ وغیرہ۔

سراندیپ زمانہ قدیم سے مروارید کی پیدائش کے لئے مشہور ہے۔ اہل یورپ میں سے پہلے پہل اہل پرتگال نے سراندیپ میں قدم جمایا اور ۱۶۰۵ء میں حاکم سراندیپ سے مروارید کی پیدائش و مصالح کا خراج لینا مقرر کیا اس زمانہ میں اس جزیرہ میں پچاس ساٹھ ہزار آدمی اس کی غوطہ زنی میں مشغول تھے۔ جو شخص مروارید حاصل کرتا وہ اس کی دولت سمجھی جاتی تھی۔ لیکن ان سے پرتگال والے بڑی ارزاں قیمت پر خرید تے تھے۔ ۱۶۴۰ء میں ہالینڈ نے سراندیپ میں زور پکڑا اور تمام مقامات جہاں مروارید پیدا ہوتا تھا ان پر قابض ہو گئے۔ ان کے ماتحت تقریباً دو لاکھ آدمی مروارید کی تلاش کرنے والے تھے۔ کسی بات پر راجہ سراندیپ اور حکومت ہالینڈ میں متنازعہ ہونے کے باعث صدف گیری بند کر دی گئی تھی ۱۷۶۰ء سے ۱۷۹۶ء تک مروارید کی تہہ کو نہ ہلایا گیا۔ بعد میں انگریزوں نے اس جزیرہ پر قابض ہو کر ۳۶ سال آرام یافتہ صدفوں کا فائدہ اٹھایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۹۸ء کی صدف گیری میں اس وقت کے ۱۴ لاکھ روپے کا فائدہ ہوا۔ اس وقت سے یہاں صدف گیری

بڑے زور شور سے ہو رہی ہے۔

سرانديپ کے بعد دوسرا مقام پیدائش خلیج فارس کا ہے۔ پہلے پہل اہل مقدونیہ نے اہل یورپ کو خلیج فارس میں مروارید کی موجودگی کی اطلاع دی تھی۔ ۱۵۰۶ء سے سترھویں صدی کے آغاز تک اہل پرتگال یہاں صدف گیری کے مالک بنے رہے۔ بعدہ دیسی شہزادے اس پر قابض ہوگئے۔ خلیج فارس میں سب سے زیادہ غوطہ زنی جزیرہ بحرین کے متصل ہوتی رہی۔ جو مروارید جزیرہ کرک اور کورگو سے نکلتے تھے نہایت قیمتی اور آبدار تھے۔

بحیرہ قلزم جہاں سے زمانہ قدیم میں مروارید کی بڑی پیدائش ہوتی تھی اب بھی اس نادر پیدائش کے باعث مشہور ہے۔ شاہان تولے امس (Ptolemeis) بعدہ خلیفہ ہائے مصر کے عہد میں سوداگر اس بحیرہ کے ساحل پر آ بسے اور مروارید کی تجارت سے دولت مند ہوگئے۔ چند سالوں سے آسٹریلیا سے بھی مروارید نکلتے ہیں اور انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں نصف کرہ زمین مشرقی میں جاپان، جاوا، سوماترا، آبنائے قسطنطنیہ اور الجیریا کے مقامات سے بھی مروارید نکلتے ہیں لیکن ان مقامات پر صدف گیری زور شور سے نہیں ہوتی۔

امریکہ میں سترھویں صدی کے آغاز سے لے کر کیلیفورنیا میں مروارید نکلتے ہیں۔ کولمبیا کے ساحل پر عمدہ آبدار مروارید نکلتے ہیں۔ جزیرہ کیوبا (Cuba) کے جنوب کی طرف خلیج فارس کی طرح مروارید کی پیدائش ہوتی ہے۔ ساحل نیوجرسی (New Jersey) پر ایک کسان نے صدفوں کو پکڑتے ہوئے ایک صدف میں بہت ہی بڑا مروارید دیکھا تھا اور زیادہ تلاش کرنے پر بہت مروارید حاصل ہوئے۔

دریائی مروارید

دریائی مروارید بھی زمانہ قدیم سے مشہور چلے آ رہے ہیں اور اپنی چمک دمک و آبداری کے باعث بحری مروارید کے ہم پلہ ہیں۔ یہ ایک قسم کے صدف سے پیدا ہوتے ہیں جو یونینین ڈائے (Unionidac) کہلاتے ہیں اور روئے زمین پر بڑے بڑے دریاؤں میں پائے جاتے ہیں یہ کیڑے صدف بحری کی طرح اپنے خانہ کو مرمت کرنے کے

لئے مروارید پیدا کرتے ہیں۔ انگلستان میں سیپیوں کو توڑ کر ان میں کوئی شے ڈال کر مصنوعی مروارید بنانے کی ترکیب جاری ہے۔ ہندوستان میں بڑی بڑی صدفین پائی گئیں جن کے اندر پیتل کے تار پائے جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی یہ صنعت رائج تھی۔ مصنوعی مروارید بنانے کے اور کئی طریقے تھے۔ دریائی مروارید گریٹ برٹن، بوہیمیا، روس، فرانس یونائیٹڈ سٹیٹ وغیرہ ممالک کے دریاؤں میں پائے جاتے ہیں۔ انگلستان کے دریاؤں میں سب سے عمدہ مروارید پائے گئے ہیں۔ آئرلینڈ کے صوبجات کے دریاؤں سے قیمتی مروارید نکلتے ہیں۔ گزشتہ صدی میں سکاٹ لینڈ کے دریائے ٹوائے (Toy) سے موتی نکلتے تھے۔ علاوہ ازیں یورپ کے بہت سے ممالک کے دریاؤں سے مروارید نکلتا ہے۔

خواص سحری و فوائد طبی

یونانی و دیگر حکماء مروارید کے کھانے اور استعمال کرنے کے مفصلہ ذیل خواص سحری و فوائد طبی بیان کرتے ہیں۔ مفرح، ملطف، مقوی ارواح تمام اجزائے بدن میں سرایت کرتا ہے لیکن مثانہ کو معضر ہے۔ اس کے استعمال سے دل میں صبر و استقلال پیدا ہوتا ہے۔ امراض معدہ، قلب و جنون، امراض جگر، بواسیر، یرقان، نفث الدم، نزف الدم کے لئے شفا بخش ہے۔ گردہ کو نفع دیتا ہے۔ اسہالوں کو رفع کرتا ہے پتھری کو خارج کرتا ہے۔ پیشاب کے جلن دور کرتا ہے، خونی دستوں کو روکتا ہے، خونی بواسیر و حیض کا حابس ہے۔ محلول برص کا دافع ہے۔ مروارید کے کشتہ کو اگر بطور شربت پیا جائے تو استفراغ، ناپاک خیالات، جن بھوت، منہ کی بدبو، سر کا درد، آنکھوں کا ورم اور درد یا پانی بہنا وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ مروارید ریزہ کے اگر شیر خوار بچے کو جو چالیس دن سے کم عمر کا ہو چالیس دانے کھلائے جائیں تو اسے چیچک اور خسرہ سے بچاؤ رہتا ہے۔ دو دانہ مروارید اور ایک دانہ مرجان ایک پتلی سوتلی کی رسی میں باندھ کر حاملہ عورت کی کمر سے باندھ کر ناف کے اوپر رکھا جائے تو وہ اسقاط حمل سے محفوظ رہتی ہے۔ زہر کے لئے تریاق ہے۔ مروارید کے معجون بنا کر کھانا بہت مقوی ہوتا ہے۔ اکثر راجہ اور نواب و امراء مروارید کے سفوف کو پان پر لگا کر کھاتے ہیں۔ اس کا کشتہ کئی ایک بیماریوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس کا کشتہ بقدر ایک رتی سیب

یا آملہ کے مربہ کے ہمراہ کھائیں۔ مروارید کا ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ امراض چشم کے لئے یہ سرد اور شفا بخش ہے۔ کسی زمانہ میں بنگالی ناکتخدا لڑکیاں مروارید کو عفت کا باعث سمجھ کر پہنتی تھیں۔

جن اصحاب کی تاریخ پیدائش ۲۲ر جون سے ۲۳ر جولائی کے درمیان ہو۔ ستارہ قمر اور برج سرطان ہو ان کا یہ برتھ سٹون ہے۔ یا اگر صحیح تاریخ پیدائش یاد نہ ہو نام کے پہلے حرف کی مناسبت سے جن اصحاب کے نام ح اور ہ سے شروع ہوتے ہیں ان کے لئے بھی مروارید اسی طرح موافق ہے۔ مروارید استعمال کرنے سے قبل اس کی شناخت جو کسی جوہر شناس یا جوہری سے ضرور کرالیں۔

زمرد

زمرد درجہ اول کے جواہرات میں شمار کیا جاتا ہے۔ جن اصحاب کی پیدائش ۲۲ر مئی تا ۲۱ر جون ہوئی ہو یا ۲۱ر مارچ تا ۲۰ر اپریل ہوئی ہو ان کا یہ برتھ سٹون ہے۔ اگر کسی صاحب کو اپنی تاریخ پیدائش یاد نہ ہو یا صحیح تاریخ معلوم نہ ہو۔ ایسے اصحاب جن کا نام "ق۔ ک" سے شروع ہوتا ہو دوسرے "ا۔ ل۔ ع۔ ی" سے شروع ہوتا ہو ان کو بھی یہ جواہر راس آئے گا۔ ان کے ستارے اور بروج ترتیب وار یہ ہوں گے۔ (۱) ستارہ عطارد، برج جوزا۔ (۲) ستارہ مریخ برج حمل۔ جہاں تک ممکن ہو سکے تاریخ پیدائش کی مطابقت سے ہی اپنا جواہر منتخب کریں۔ ستارہ عطارد کی دہات پلاٹینم یا المونیم ہے اور برج جوزا کی امدادی دہات سونا ہے۔ اسی طرح دوسرے ستارہ مریخ کی لوہا اور برج حمل کی سونا یا ٹن ہے۔ انگوٹھی بنواتے وقت اگر ستارہ اور برج کی دہات ملا کر تیار کرائی جائے تو جواہر کے ساتھ دہات بھی اپنے اثرات دکھائے گی اور جواہر کی اپنی قوت ان امدادی دہاتوں سے مل کر کئی گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ ستارہ عطارد کا دن بدھ اور رنگ زرد سرخی مائل ہے۔ ستارہ مریخ کا دن منگل اور رنگ سرخ ہے۔

اس عمدہ اور قیمتی جواہر کو اردو میں زمرد کہتے ہیں، فارسی میں اشم گربہ، عربی میں حجرانعیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پنجابی میں پنہ، سراندیپ میں پوچھی، چینی زبان میں لوک سیاک، برہمی زبان میں سیا، انگریزی زبان میں ایمرلڈ، لاطینی زبان میں میمارا گدس، فرانسیسی میں ایمی رالیوڈ، جرمنی زبان میں سمار گد، اٹلی میں سمرار لڈ اور ہسپانوی زبان میں ایمی رانلڈ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس جواہر کا رنگ عمدہ قسم کا سبز ہوتا ہے۔ اس جیسا عمدہ رنگ کسی اور جواہر کا نہیں ہوتا ہے۔ یہ تمام درجہ اول کے جواہرات میں سے جن کا اصل (ایلومینیا یا کاربن) ہو ایک مختلف قسم کا جواہر ہے جس کا اصل سیلیکا ہے۔ اس جواہر کا

گہرا سبز رنگ آنکھوں کو بہت ہی خوبصورت لگتا ہے۔ قدیم شہر روم، مصر، پومپائی اور ہرکولیم کے کھنڈرات سے زمرد کے جواہرات پائے جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین زمانہ قدیم میں زمرد کو اکثر استعمال میں لاتے تھے۔ چنانچہ مسٹر پلائنی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں لوگ زمرد کی بہت قدر کرتے تھے اور زیادہ استعمال کرتے تھے۔ موصوف نے اپنی کتاب میں اس جواہر کو سمارگدس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کی بابت کئی طرح کے عجیب و غریب بیان لکھے ہیں۔ اسی طرح اور کئی قدیم کتب کے مطالعہ اور شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ زمرد کا استعمال زمانہ قدیم میں بہت زیادہ تھا۔

چنانچہ ۶۴۰ء میں سی ویلی (ہسپانیہ کا ایک بہت بڑا شہر ہے) کے پادری نے بیان کیا ہے کہ تمام سبز رنگ کے جواہرات میں سے زمرد افضل ہے۔ اس کا خوبصورت اور چمکدار رنگ ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو اس جواہر کے کاٹنے اور جلا دینے میں مشغول ہوتے ہیں ۱۱ء میں ایک مشہور ماہر جواہرات مسٹر سیکس زمرد کی بابت لکھتا ہے کہ یہ جواہر عمدہ سبز رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں کئی ایک سنہری نیلے رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ اگر زمرد کو پانی میں حل کر کے صرع (مرگی) کے مریض کو پلایا جائے تو مرض ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ کئی ایک اور بیماریوں کے لئے بھی مفید ہے۔

عمدہ قسم کا زمرد وہ گنا جاتا ہے جس میں سختی زیادہ ہو، بالکل صاف سبز رنگ اور بے عیب ہو۔ پاکستان اور ہندوستان کے ماہرین جواہرات زمرد کی مندرجہ ذیل اقسام بیان کرتے ہیں:۔

(۱) پرانا (۲) مرگجا (۳) توڑیکا (۴) پیاریکا (۵) نیا (۶) جھاجی اور ان سب کی مزید دو اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ ایک کاہی اور دوسری دھانی۔ کاہی اس کو کہتے ہیں جس میں سیاہی مائل سبز رنگ ہو اور دھانی وہ قسم ہے جس میں زردی مائل سبز رنگ ہو۔ بعض محققین زمرد کی دو اقسام بتاتے ہیں۔ ایک زمرد اور دوسری زبر جد لیکن فی الحقیقت جواہر زبر جد زمرد سے کئی لحاظ سے مختلف ہے عرب اور فارس کے حکماء زمرد کی درج ذیل انواع بیان کرتے ہیں:۔

(۱) زبابی ۔ یہ وہ جواہر ہے جس میں اپنی اصلی رنگ میں سنہری رنگ زیادہ ہو۔ بعض ماہرین کی رائے ہے کہ جس جگہ زمرد کی یہ قسم رکھی جائے وہاں مکھیاں نہیں آسکتیں (۲)

سعیدی یہ وہ جواہر ہے جو سعید مصر سے آتا ہو۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر اس پر نگاہ ڈالیں تو انسان کا اپنا عکس دکھلائی دیتا ہے اور آنکھیں بند معلوم ہوتی ہیں (۳) ریحانی جس کا رنگ گل ریحان کی طرح سبز رنگ ہو (۴) فستقی (یعنی پستہ جیسا) یہ وہ قسم ہے جس کا رنگ پستہ کے رنگ کی مانند سیاہی مائل سبز رنگ ہو۔ اسے پرانا زمرد بھی کہتے ہیں (۵) سلقی (یعنی چقندر جیسا) یہ جواہر ہے جس کا رنگ فارس کے چقندر کی طرح ہو۔ (۶) زنجاری یا زنگاری جس کا رنگ سبز مرچ کی طرح ہو۔ (۷) کیراثی (ایک پودا ہے جسے گندنا کہتے ہیں) اس جواہر کا رنگ کیراث کی طرح ہوتا ہے۔ (۸) صابونی اس زمرد کو کہتے ہیں جس کا رنگ سفیدی مائل سبز ہو۔

مشہور و معروف زمرد

دنیا میں بڑے بڑے مشہور زمرد ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) شہنشاہ جہانگیر کے پاس ایک زمرد تھا جس پر اس کا نام کندہ تھا۔ یہ بے نظیر جواہر ۲/۱ انچ لمبا ۲/۱ انچ چوڑا تھا۔ اس جواہر کو شاہ شجاع نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بطور نذرانہ پیش کیا تھا۔ اس کمپنی نے اس جواہر کو لارڈ آف لینڈ کے پاس فروخت کیا۔ اس کے بعد یہ نگینہ مس ایڈن کے پاس فروخت ہوا۔

(۲) مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پاس ایک زمرد تھا جس کی لمبائی ۳۔ انچ اور چوڑائی ۲۔ انچ تھی۔ یہ خوش رنگ جواہر ۱۸۵۱ء میں لندن کی ایک نمائش میں دکھایا گیا تھا۔

(۳) پوپ جولیٹس کے تاج میں ایک نہایت ہی خوبصورت زمرد تھا جس کی لمبائی تقریباً ایک انچ سے زیادہ اور چوڑائی تقریباً سوا انچ تھی۔ یہ مصر سے حاصل کیا گیا تھا۔

(۴) ٹیپو سلطان کی پگڑی میں ایک عمدہ قسم کا ہلکے رنگ کا زمرد تھا۔

(۵) نواب ڈیون شائر کے پاس ایک ناتراشیدہ زمرد دو انچ قطر میں نہایت خوبصورت تھا۔

(۶) مہاراجہ جو تیندرو موہن کے پاس ایک زمرد ۳۱ رتی وزنی، دوسرا ۹ رتی اور تیسرا ۵ رتی وزنی تھا۔

(۷) دنیا کا سب سے بڑا اور وزنی زمرد ڈیوک آف ونڈسر کی ملکیت میں تھا۔ اس کا

وزن تقریباً ۱۳۔ قیراط بیان کیا ہے۔

خواص و ماہیت

زمرد کی شکل ناتراشیدہ حالت میں عموماً مسدس شش پہلو کی طرح ہوتی ہے۔ ماہرین جواہرات کا خیال ہے کہ وزن کی نسبت سے زمرد کا حجم بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں قدرتی شگاف چاروں طرف ہوتا ہے۔ اس میں سختی ۷ء۵ درجہ سے ۸ درجہ تک ہوتی ہے اس لئے یہ جواہر پھیکم کو کاٹ سکتا ہے۔ چمک اس جواہر کی بلورین ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی چمک کا بہت شہرہ تھا۔ مسٹر پلانی جو بہت ہی قابل اور مشہور جوہری تھا وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جزیرہ سائپرس میں شاہ ہرمیاس کی قبر پر ایک سنگ مرمر کا شیر بنا ہوا ہے جس کی آنکھوں میں زمرد جڑے ہوئے ہیں ان کی چمک متصل بحیرہ پر ایسی دمکتی ہے کہ پانی میں مچھلیاں ڈر کے مارے نزدیک نہیں آتیں۔ ماہی گیروں نے اس نقصان کو دیکھ کر زمرد آنکھوں سے نکال لئے اور ان کی بجائے عام پتھر لگا دیئے۔ مسٹر تھیو فراسٹس اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ زمرد ایسا چمکیلا جواہر ہے کہ پانی میں ڈالنے سے یہ پانی کا رنگ اپنے جیسا بنا لیتا ہے۔ زمرد کا رنگ گیا ہی سبز سے سبزی مائل سفید ہوتا ہے۔ اس کا وزن مخصوص ۲ء۶۷۸ سے ۲ء۷۳۲ تک ہے۔ اس میں طاقت انعکاس دو چند ہے۔ لیکن کم درجہ (۷) رگڑنے سے برقی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ جواہر عمدہ شفاف ہے۔ زمرد کے مرکبات کیمیائی یہ ہیں:۔ (۱) سیلیکا ۶۸ء۵ حصہ (۲) ایلومینیا ۱۵ء۷۵ حصہ (۳) گلوسینا ۱۲ء۵ (۴) آکسائڈ آہن ۱ء۵ حصہ (۵) آکسائڈ کروم ۳ء۰ حصہ (۶) سوڈا میگنیشیا ۱۲ء۶ حصہ اور چونا ۲۵ حصہ۔ محققین نے اس بارہ میں کافی بحث کی کہ زمرد کا رنگ کس مادہ کی ترکیب کے باعث ہوتا ہے۔ ان کی رائے کے مطابق اس جواہر میں خوش رنگ مادہ کروم کے باعث ہے۔ مسٹر لیموی (Li-vy) نے نیو گرینیڈا (New Granada) کی کان کے زمرد کو کیمیائی طور پر تحلیل کرنے سے معلوم کیا کہ اس میں کاربونیٹ آف ہائڈروجن (Carboncte of - Hydrogen) مرکب ہے اور اس سے ہی رنگ کی گہرائی اسی کے باعث ہے۔ مسٹر بلم (Blam) نے زمرد کو چار گھنٹہ سخت گرمی پہنچا کر پانی میں ڈالنے سے معلوم کیا کہ زمرد

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ بعض ٹکڑے سیاہ رنگ بعض سبز رنگ دکھائی دینے لگے۔ اس مسئلہ کو اب تک حل نہیں کیا جا سکا۔ لیکن عموماً یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ زمرد کا رنگ سبز آکسائڈ کرومیم کے باعث ہے۔ زمرد پھکنی کے ذریعہ سے آگ دی جائے یا سہاگہ کے ساتھ کٹھالی میں ڈالنے سے زرد رنگ ہو کر پگھل جاتا ہے۔

زمرد کے مقامات پیدائش

بعض مشرقی علماء اور محققین کی رائے ہے کہ زمرد سونے میں پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ سونے کی کانوں کے ساتھ چمٹا ہوا پایا جاتا ہے۔ اصل میں یہ صاف خالص سونا تھا لیکن یہ بتدریج پیوست اور سنگینی کی ترقی سے پتھر بن گیا ہے۔ اسی باعث اس کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ یہ اکثر دیگر سنگریزوں کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس کی کانیں دنیا کے چاروں حصوں میں پائی جاتی ہیں۔

جو حصہ دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے جدا کرتا ہے، زمانہ قدیم میں زمرد کی کانیں کپٹوس (Coptus) کی متصل چٹانوں میں تھیں اور یہاں سے عمدہ سبز رنگ کے زمرد نکلتے تھے۔ ایک اور مسلمان محقق محمد بن منصور ۱۲۰۳ء میں لکھتا ہے کہ زمرد کی مشہور کانیں حبش کے ساحل پر ہیں سرخ مٹی اور ابرق کو کھود کر زمرد نکالتے تھے مسٹر ڈیلائٹ (Dela-et) کا بیان ہے کہ ۱۷ء تک ان کانوں سے زمرد نکلتے رہے۔ جو کانیں ہمیں اچھی طرح معلوم ہیں وہ صحرائے اعظم کے پہاڑوں میں الجیریا میں دریائے ہزاہ جہاں یہ دریا کوئڈ بومان (Qued Bauman) سے ملتا ہے پائے جاتے ہیں۔ دریائے ہرا میں زمرد سفید چونے میں پائے جاتے ہیں۔

ایشیا میں کوہ یورال اور الطائی سے خالص عمدہ زمرد نکلتے ہیں۔ اس جگہ پہلے پہل ایک کوئلہ جلانے والے نے ۱۸۳۰ء میں ایک درخت کی جڑ سے جو کوہ یورال کے مشرق کی طرف واقعہ تھا ایک زمرد پایا۔ اس دریافت سے لوگوں نے زمرد کی تلاش میں وہاں کھدائی شروع کی اور پہلے ہی سال ایک زمرد بڑا ہی کثیر الوزن نکلا۔ اس بات میں شک ہے کہ آیا پاکستان اور ہندوستان سے بھی کبھی زمرد نکلا ہے یا نہیں۔ جو زمرد آجکل ان ممالک کے باشندوں کے پاس

ہیں تراشیدہ پائے جاتے ہیں وہ دیسی تراش کے معلوم ہوتے ہیں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ زمرد ان ممالک میں کس مقام سے نکلتا ہے اب زمرد کی کانیں پاکستان میں بھی موجود ہیں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ زمرد برہما سے وقتاً فوقتاً دریاؤں کی ریت میں سے لعل رمانی کے ساتھ نکلتے رہے ہیں۔ کسی زمانہ میں سلطان اودھ نے ملکۂ انگلستان کو ایک زمرد مرغی کے انڈے کے برابر نذر دیا تھا جس کی بابت گمان کیا جاتا تھا کہ یہ زمرد برہما سے نکلا ہوا تھا۔ چین کی سرحد سائبیریا میں بھی بڑے بڑے زمرد کے مقامات ہیں۔

یورپ میں روس اور آسٹریلیا سے ہی عمدہ زمرد نکلتے ہیں۔ سیس برگ واقعہ آسٹریلیا سے بھی شش پہلو سبزی مائل زمرد نکلتے ہیں لیکن یہ عمدہ شفاف نہیں ہوتے۔

زمرد کے طبی خواص

یونانی اور ایرانی حکماء زمرد کے مندرجہ ذیل طبی خواص بیان کرتے ہیں:۔

(۱) زمرد کو بطور دوائی استعمال کرنے سے معدہ کو استقلال ہوتا ہے اور نبض کی حرکت تیز ہو جاتی ہے (۲) روح کو تقویت دل معدہ اور مغز کے لئے مقوی ہے (۳) جذام، استفراغ، اجرائے خون، زہر کا ڈنک اور بے حد پیاس کے لئے مفید ہے (۴) امراض جگر، تشنج، پتھری گردہ اور صرع (مرگی) کے لئے تریاق ہے (۵) اگر زمرد کا کشتہ ناسور پر ملا جائے تو زخم بہت جلدی مندمل ہو جاتا ہے (۶) یہ مفرح ہے اور حرارت عزیزی بڑھاتا ہے۔ (۷) مستورات میں رحم کی بیماریوں کے لئے شفا بخش ہے۔ (۸) زمرد کا سرمہ بینائی کے لئے مفید ہے (۹) درد سر کے لئے سر پر باندھنے سے سر درد دور ہو جاتا ہے۔ (۱۰) جگر کے امراض کے لئے مجرب ہے۔ مرض سل اور شوگر کے لئے نہایت فائدہ مند ہے۔ مثانہ کی درستگی اور پیشاب کی زیادتی کو دور کرتا ہے۔ زمانہ قدیم میں دردزہ کیلئے مستورات کی ران پر باندھتے تھے جس سے وضع حمل میں آسانی پیدا ہو جاتی تھی۔

زمرد کے سحری خواص

جب آفتاب برج میزان میں ہو تو ساڑھے چار ماشہ وزنی زمرد سونے یا چاندی کی انگوٹھی میں جو جواہر کے ہموزن ہو جڑوا کر اگر دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا جائے تو دشمن مغلوب ہوں گے اور ان کے دلوں میں رعب پیدا ہو گا۔ یہ غم و غصہ کو دور کرتا ہے۔ مزاج میں خوشی، محبت اور وفاداری پیدا کرتا ہے۔ اگر زمرد پہننے والے کو کھانے میں زہر ملا کر دیا جائے تو فوراً ظاہر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کھانا کھانے والا جب کھانے کو چھوئے گا تو اس کے چہرہ پر پسینہ نمودار ہو جاتا ہے۔ اس کو ہر روز دیکھنے سے آنکھوں کی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ بیوی پہنے تو خاوند کی حقیقی محبت ملے گی اور اگر خاوند پہنے تو تو بیوی کی محبت ملے گی۔ زمرد عفت اور عصمت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اگر زمرد کے پہننے والا متقی اور پرہیزگار نہیں رہے گا تو زمرد میں شگاف ہو جاتا ہے یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر انگوٹھی سے نکل کر اڑ جاتا ہے۔

ایک روایت میں لکھا ہے کہ اگر زمرد کسی آسیب زدہ مریض کا مرض دور نہ کر سکے تو یہ انگوٹھی میں کانپنے لگتا ہے۔

زمانہ قدیم میں زمرد کا تعلق ستارہ مشتری بیان کیا جاتا تھا اور شاید یہ اب بھی کسی حساب کے مطابق ستارہ مشتری کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔ بعض ماہرین زمرد کا ستارہ مشتری بیان کرتے ہیں۔ بہرحال زمرد کو اس کے سحری و طبی خواص کی وجہ سے کثرت سے پہنا جاتا ہے۔ کتاب "قیمتی پتھر اور آپ" کی مصنفہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت احمد بن محمد ابن ابو نصر رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ زمرد ہر مشکل آسان کر دیتا ہے۔ مشہور کتاب تحفہ عالم میں حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کا قول منسوب ہے کہ زمرد کی انگوٹھی برُے خوابوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور دشمن کو زیر کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ مصنفہ مزید لکھتی ہیں کہ جارج سوئم کی تاجپوشی کے وقت جب سر پر تاج رکھا گیا تو تاج کا بڑا زمرد گر گیا تھا۔ یہ منحوس شگن تھا۔ اسی سال برطانیہ کے ہاتھ سے امریکہ نکل گیا تھا۔

برتھ سٹون کا طریقہ استعمال

ہمارے ملک میں اکثریت ایسے حضرات کی ہے جن کو برتھ سٹون پہننے کا طریقہ بالکل معلوم نہیں ہے۔ ذیل میں برتھ سٹون خریدنا اس میں نقائص اور عیب، تلاش کرنا اس کیلئے انگوٹھی کس طرح کی بنوانی چاہئے۔ اور انگوٹھی کون سے دن اور کس ساعت میں پہننا چاہئے، نہایت ہی آسان طریقہ سے درج کیا جاتا ہے۔

جب آپ کا مطلوبہ برتھ سٹون معلوم ہوجائے تو اس کو خریدنے کیلئے کسی ماہر جواہرات کی خدمات حاصل کریں سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں کہ نگینہ بالکل نیا ہو، استعمال شدہ نہ ہو۔ انگوٹھیوں میں جڑے ہوئے نگینے بالکل نہ خریدیں۔ اس کے بعد اس کی چمک دمک اور رنگ کی طرف توجہ دیں۔ اعلیٰ قسم کی چمک ہو اور اس میں کسی قسم کا دھواں یا بادل سے بنے ہوئے نہ ہوں۔ اصلی چمک اپنی اصلی حالت ظاہر کرے گی۔ استعمال شدہ نگینے کی چمک ماند پڑی ہوئی ہوگی، وہ خوبصورتی بھی کم ہوگی جو ہونی چاہئے۔ رنگ کا بطور مطلوبہ نگینہ بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد اس کے دوسرے مرحلے کی طرف توجہ دیں۔ یہ یاد رہے کہ جواہرات میں عیب تلاش کرنا بہت ہی اہم بات ہوتا ہے۔ جواہرات میں یہ عیب متوقع ہوسکتے ہیں (۱) شگاف یا دراڑ نما کوئی نشان نہ ہو (۲) کسی قسم کا داغ یا دھبہ نہ ہو۔ (۳) رنگت میں اصلی رنگ سے کم نہ ہو۔ (۴) وزن میں پتھر کی طرح بھاری ہو ہلکا پھلکا نہ ہو۔

اس کے بعد اس کی کاٹ اور بناوٹ کی طرف توجہ دیں۔ کاٹ اور بناوٹ خوبصورت ہو۔ بعض نقلی جواہر بھی اس طرح کے عام ملتے ہیں جن کو پہچاننا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اس کیلئے ماہر جواہرات کی مدد ضروری ہے۔ فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے سوداگروں سے بھی بعض اوقات اصلی نگینے مل جاتے ہیں مگر ان کے پاس عموماً استعمال شدہ نگینے ہی ہوتے ہیں۔ یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس اصلی جواہرات بھی ہوتے ہوں۔

جب آپ یہ تمام مراحل طے کرلیں اور آپ کو یقین ہوجائے کہ آپ کا مطلوبہ جواہر بالکل اصلی اور صحیح ہے تو آپ اسے بلاجھجک خریدلیں۔ نگینہ خریدنے کے بعد کسی کاریگر صراف سے آپ کے برج اور ستارہ کی موافق دھات کی

انگوٹھی بنوائیں۔ انگوٹھی تیار کرنے سے پہلے صراف کوہدایت کریں کہ وہ نگینے کو انگوٹھی میں اس طرح سے لگائے کہ نگینے کا نیچے والا حصہ آپ کی انگلی کے ساتھ ہر وقت مس کرتا رہے۔ آج کل جو انگوٹھی بنوانے کا رواج ہے وہ بالکل غلط ہے۔ بڑے سائز میں ابھری ہوئی انگوٹھی میں نگینہ لگوا کر استعمال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ نہ تو نگینہ انگلی کے ساتھ مس کرتا ہے اور نہ ہی اس نگینے کے اثرات جسم پر ہوتے ہیں لہٰذا شائقین حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

بعض شائقین حضرات سونے کی انگوٹھی میں نگینہ جڑوا کر استعمال کرتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کے نگینے کا برج اور ستارہ کے مطابق دھات سونا ہی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ چونکہ سونا مرد کیلئے پہننا جائز نہیں ہے اس لئے اس کے ساتھ ستارہ کے برج کی امدادی دھات ملا کر انگوٹھی بنواسکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے ستارہ اور برج کی موافق دھات پسند نہ ہو تو پھر آپ چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ جڑوا کر استعمال کرسکتے ہیں۔ جب آپ انگوٹھی بنوالیں تو سب سے پہلے انگوٹھی کو سات مرتبہ دودھ میں دھوئیں۔ اس کے بعد سات مرتبہ عرق گلاب میں دھوئیں جب خشک ہوجائے تو آپ اپنے ستارہ کا بخور دیں۔ کسی ماہر عملیات سے ستارے کا بخور معلوم کرسکتے ہیں۔ جب بخور دے کر فارغ ہوں تو انگوٹھی کو کسی پاک وصاف کاغذ میں محفوظ کرلیں۔ اب انگوٹھی تیار ہے اور آپ نے اسے پہننا ہے آپ کے ستارے کا جو دن ہو اس دن پہلی ساعت میں (سورج طلوع ہونے سے لے کر تقریباً ایک گھنٹہ تک پہلی ساعت ہوتی ہے) غسل کرکے نماز نوافل پڑھیں اور فارغ ہو کر اسی ساعت میں اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں دعا کریں اور انگوٹھی کو اپنے دائیں ہاتھ میں پہن لیں۔ بعض جواہرات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ حالات کے ساتھ ساتھ اپنی رنگت بھی تبدیل کرتے رہتے ہیں بعض اوقات یہی جواہرات حادثات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں اور پہننے والے کو قبل از وقت محتاط کردیتے ہیں۔

محمد شبیر قادری

مرجان

جن حضرات کی تاریخ پیدائش ۲۲ر مارچ اور ۲۰ر اپریل کے درمیان ہوئی ہو یا وہ حضرات جن کو اپنی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہ ہو اور ان کا نام "ا - ل - ع - ی" میں سے کسی حرف سے شروع ہوتا ہے ان کا برتھ سٹون "مرجان" ہے۔ تاریخ پیدائش اور نام کے حرف کی مناسبت سے ایسے حضرات کا ستارہ مریخ اور برج حمل ہے۔ ان کا موافق رنگ سرخ اور دن منگل کا ہے۔ ان کے لئے موافق دھات جس کی انگوٹھی بنائی جائے لوہا ہے۔ امدادی دھات کے طور پر اس میں اپنے برج کی دھات سونا یا ٹن ملا کر انگوٹھی بنوا سکتے ہیں۔ اگر کسی وقت ستاروں کی نحوست اثر انداز ہو جائے تو اس حالت میں یہی برتھ سٹون "مرجان" کام دے گا۔ گویا کہ مرجان کے استعمال میں ستاروں کی نحوست بالکل نہیں ہو سکتی۔ مرجان درجہ اول کے جواہرات میں سے ہے۔

مرجان کو اردو میں مرجان ہی پکارا جاتا ہے۔ سنسکرت میں اسے پروالا اور ہندی میں وودرم کہتے ہیں۔ اس قیمتی جواہر کو پنجابی میں مونگا اور عربی میں مرجان کہتے ہیں۔ انگریزی میں کورل (Coral) کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ ایک سمندری جانور کی پیدائش ہے اور یہ جواہر خوش رنگ اور عمدہ چمک کے باعث جواہرات کے زمرہ میں آتا ہے۔ متقدمین کو یقین تھا کہ مرجان نباتات کی اقسام میں سے ہے لیکن خوردبین کے ذریعے اس میں ایسے کرم دیکھے گئے ہیں جو اس جواہر کے موجد ہیں۔ یہ کرم پولی پائی (Polypi) قسم کے کیڑوں میں سے ہیں۔ اگرچہ اس قسم میں کئی اور طرح کے کیڑے بھی شامل ہیں لیکن یہاں اس قسم کا ذکر کرنا مطلوب ہے جو مرجان کی پیدائش کا سبب ہے۔ پولی پائی کیڑوں کی ایسی پیدائش بے برگ شاخوں والے درخت کی سی ہوتی ہے اور اس کا تنا انسان کے جسم کے برابر موٹا بھی ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر ایک فٹ بلند اور ایک انچ موٹا ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کا رنگ عمدہ سرخ ہوتا ہے اور

اس پر عمدہ جلا آ سکتی ہے اس میں شہد کے چھتہ کی طرز کے خانے بنے ہوئے ہوتے ہیں جن میں یہ کیڑے رہتے ہیں۔ تنے کے اوپر ایک ملائم پوست ہوتا ہے اور اس کے اوپر جالی کی طرز پر ایک جھلی ہوتی ہے جسے یہ کیڑے بناتے ہیں۔ ان کیڑوں کا جسم ایک سریش جیسی شے کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب یہ ان خانوں میں بآرام بیٹھتے ہیں تو خوردبین کے ذریعے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ہر کیڑے کے منہ کے گرد آٹھ سہ گوشہ مونچھیں ہوتی ہیں جن کے ذریعے وہ اپنی خوراک پکڑ کر سوراخ میں لے جاتے ہیں۔ اگر ایک مونچھ کو ہاتھ سے چھوئیں تو ان تمام کیڑوں کو خبر ہو جاتی ہے۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ ان کیڑوں میں طاقت حس ایسی مشترکہ ہوتی ہے کہ کیڑے اور تنا ایک ہی جسم معلوم ہوتے ہیں۔ جب ذرا سا کیڑے یا تنے کو مس کرو تو سارے کیڑوں کو خبر ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ان کرموں میں بظاہر اس قدر ہوش و حواس معلوم ہوتے ہیں لیکن فی الحقیقت ان میں کوئی پٹھہ یا حواس خمسہ نہیں ہوتا۔ جو خوراک یہ حاصل کرتے ہیں وہ ان کے معدے کے ایک سوراخ میں چلی جاتی ہے اور وہاں پانی میں حل کر ادھر ادھر چھوٹی رگوں میں گھومتی ہوئی تمام کیڑوں کے جسموں میں جو ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہیں، چلی جاتی ہے۔ ان کی خوراک چھوٹے سمندری کیڑے یا پودوں کے ذرات ہیں۔ یہ روشنی اور پانی کی ہل جل سے بہت خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور ڈر کر اپنے سوراخوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ کیڑے چھ سات سوفٹ سمندر کے نیچے چٹانوں پر سرخ درخت کی شکل کا ڈھانچہ بناتے ہیں جو شہد کے مکھیوں کے چھتہ کی طرح سوراخ دار ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور ان خانوں میں یہ کیڑے رہتے ہیں۔ گویا یہ کیڑے مرجان کو اپنی رہائش کے واسطے بناتے ہیں۔

علم کیمیائی رو سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں ایک فیصدی گنیشیا ۳۸٫۰۷ فیصدی کاربونیٹ آف میگنیشیا ہوتا ہے۔ مرجان کا رنگ کلورائن مادہ کے باعث نہیں معلوم ہوتا۔ یہ القلی اور معدنی تیزاب میں حل نہیں ہو سکتا۔ لیکن معدنیات کے تیزاب میں حل ہو سکتا ہے۔ اس کا پیلا رنگ گندھک کے تیزاب کے باعث ہوتا ہے۔ جواہرات کے ایک محقق "ایم واگل" کی رائے ہے کہ مرجان کے رنگ دینے والے مادہ میں آکسائیڈ آہن، کاربونک ایسڈ اور چونا تھوڑی مقدار میں ضرور ہوتا ہے۔ سورج کی شعاعوں کا پہنچنا اس کی پیدائش کے لئے ضروری ہے۔ اہل فدرس مرجان کی پیدائش اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ مرجان سمندر کی تہہ میں

زمین سے چمٹا ہوا پایا جاتا ہے اور ہوا، پانی اور ان آبی اشیاء سے پرورش پاتا ہے جو سورج اور چاند کی کشش کے زور سے اس سے چمٹ جاتی ہیں۔ اس کی اونچائی اور مقدار کشش فلکی پر منحصر ہیں۔ یونانی حکماء لکھتے ہیں کہ مرجان میدوسہ کے سر سے گرے ہوئے قطروں سے بنتا ہے۔ ان قطروں کو یونان کے ایک ماہر جواہرات "برسیوز" نے سمندر کے کنارے پر درختوں پر چھڑکا اور جب یہ خشک ہو گئے تو سمندر کے دیوتاؤں نے اسے سمندر میں بو دیا جس سے مرجان پیدا ہوا۔ اسی طرح کئی اور روایتیں بھی ملتی ہیں لیکن درست وہ ہے جو محققین یورپ نے سائنس سے دریافت کی ہے۔ مونگے (مرجان) کی جڑ کو بیخ مرجان کہتے ہیں اور بعض بُسد بھی کہتے ہیں۔

مقامات پیدائش

اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ مرجان کا درخت یولی پائی قسم کے کیڑوں کے پیدائش ہے۔ ان سطور میں یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ کون کون سے بحری مقامات میں پایا جاتا ہے۔ مرجان اگرچہ تمام کروں میں پیدا ہوتے ہیں لیکن عمدہ قسم کے خوبصورت اور قیمتی مرجان بحیرہ روم، البحیریا، خلیج فارس، عمان اور بحیرہ ہند میں سے نکلتے ہیں ان بحری مقامات میں مرجان ہر جگہ بڑی محنت اور کوشش سے نکالتے ہیں لیکن بحیرہ روم کے چند ایک مقامات پر مرجان کثیر تعداد میں نکالے جاتے ہیں۔ بحیرہ روم میں فرانس کے جنوبی ساحل میں مارسیلز کی بندر گاہ کے نزدیک لالوس، سارڈینا، کورسیکا، جزائر بلیارس (ہسپانیہ کے مشرق کی طرف یہ جزیرہ ہے)، ٹیونس (افریقہ کے شمال میں ایک مشہور صوبہ ہے) کے ساحلوں پر مرجان نکالنے کا کام بڑے زور شور سے ہوتا ہے۔ افریقہ کے ساحل پر جو کئی صدیوں سے مرجان کی پیدائش کی وجہ سے مشہور ہے۔ کیلی یا کلک نامی بندر گاہ فرانسیسی باشندوں کے زیر مصرف رہی اور وہ اس مقام سے کافی عرصہ تک مرجان حاصل کرتے رہے۔ ان مقامات کے علاوہ چین، جاپان اور ویت نام کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ بھی بڑے قیمتی مرجان دستیاب ہوئے ہیں ۱۷۵۰ء میں فرانسیسیوں نے کیلی کی بندر گاہ میں ایک کارخانہ بنایا لوش ۱۷۹۹ء تک اس جواہر کا کاروبار کرتے رہے ۱۸۰۲ء میں انگریزوں نے کیلی پر قبضہ کر لیا اور ۱۸۱۶ء میں مرجان کی تجارت کا کام دوبارہ اپنے

ہاتھوں میں لے لیا۔ ۱۸۳۰ء میں اٹلی والوں نے اس کاروبار میں اپنی شمولیت کر لی اور ایک مدت تک وہاں یہ تجارت کرتے رہے۔ اس زمانہ میں جبکہ سائنس نے ترقی نہیں کی تھی چھوٹے چھوٹے جہازوں کے ذریعے سمندر سے مرجان نکالنے میں مصروف رہتے تھے۔ ہر چھوٹے جہاز میں جو سمندر میں مرجان نکالنے کے لئے جاتے تھے بارہ یا تیرہ ملاح ہوتے تھے۔ یہ کام مارچ میں شروع ہوتا تھا اور اکتوبر میں ختم کرتے تھے۔ مرجان کے درخت کو سمندر سے اس طرح نکالتے تھے کہ دو لوہے کے لمبے لٹھے تقریباً سات سات فٹ کے لے کر ایک دوسرے پر باندھتے تھے۔ ہر ایک لٹھ کے سرے پر چار کانٹے لگاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی ایک مضبوط جالی دار تھیلی باندھ دیتے تھے۔ دونوں لٹھوں کے درمیان زیادہ وزنی سکہ باندھتے تھے تاکہ لٹھے جلدی سمندر کی تہہ تک پہنچ جائیں پھر اس کو جہاز کے لنگر کے رسوں کے ذریعے سمندر میں پھینک دیتے تھے۔ جب اسے باہر نکالتے تو مرجان کا درخت اس میں پھنس کر باہر آجاتا تھا۔ اسی طرح سے سسکی، کورسیکا، سارڈینا، بحیرہ قلزم اور خلیج فارس میں بھی مرجان نکالنے کا طریقہ رائج تھا۔

مرجان کو کاٹنے اور سوراخ نکالنے کا طریقہ

جب سمندر سے مرجان نکالے جاتے تھے تو پھر انہیں کاٹ کر مطلوبہ شکل کے نگینے بنا لئے جاتے تھے۔ ان نگینوں سے مالا، تسبیح، پھول اور پتے وغیرہ کئی طرح کی گلکاری بنائی جاتی تھی۔ اٹلی میں مرجان کے دانوں میں سوراخ کر کے ان میں فولادی تار ڈال کر کئی طریقہ سے استعمال ہوتا تھا۔ اس وقت ایک ماہر جواہرات نے ایک ایسی مشین تیار کی جس سے جواہرات کے دانوں میں آسانی سے سوراخ ہو جاتا تھا۔ اس ماہر جواہرات کا نام "کرال ہافیس" تھا۔ اس کے بعد سائنس نے جوں جوں ترقی کی اسی طرح نئی نئی ایجادات کا اضافہ ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ آج کل جواہرات کو کاٹنے، سوراخ ڈالنے اور پالش کرنے کا کام نئی مشینوں پر ہوتا ہے۔ اٹلی سے جواہرات چین، جاپان اور برصغیر کو بھیجے جاتے تھے۔ مرجان کو پہلے مطلوبہ شکل میں کاٹتے ہیں اس کے بعد اس کے مطلوبہ پہلو بناتے ہیں اور آخر میں اس پر پالش کا کام کیا جاتا ہے۔

مرجان کی اقسام

مرجان پانچ قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) مرجان سرخ ۔ (۲) مرجان ہلکا گلابی (۳) مرجان سفید (۴) مرجان نیلا اور (۵) مرجان سیاہ سرخ مرجان تین ہزار سال قبل مسیح دریافت کیا گیا تھا۔ مختلف مقامات سے دریافت ہونے والے مرجان کے سرخ رنگ میں قدرے فرق ہوتا ہے لیکن کیمیائی عمل سے اس میں خوبصورتی اور چمک پیدا کر دی جاتی ہے۔ یہ زیورات میں زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے اس جواہر کی قلت ہو گئی تھی یا نگینہ مارکیٹ میں دستیاب نہ تھا مگر اب یہ آسانی سے مل سکتا ہے۔ نہایت ہی خوبصورت جواہر ہے۔ ہلکا گلابی مرجان بالکل سرخ رنگ کے مرجان سے ملتا جلتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ اس کا رنگ اس سے ہلکا ہوتا ہے۔ یہ بھی زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مرجان سفید بہت ہی نایاب قسم کا جواہر ہے۔ مرجان نیلا اس رنگ کے مرجان زمانہ قدیم میں دریافت ہوئے تھے۔ اسے چونکہ شائقین نے پسند نہیں کیا اسلئے اس کا رواج نہیں رہا۔ مرجان سیاہ، یہ بالکل ناپسندیدہ جواہر ہے اور یورپ میں ہی لوگ اس کو استعمال میں لاتے ہیں۔ اس رنگ کا جواہر ہندوستان میں ملتا ہے اور اسے غم کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

طبی افعال

مرجان بے شمار بیماریوں اور تکلیفوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر بچوں کے لئے۔ اگر بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کی ماں کے دودھ میں ایک خاص مقدار میں گھول کر پلا دیا جائے تو بچہ کو تمام عمر مرگی کی شکایت نہیں ہوگی اور کسی اعضاء میں درد نہیں ہو گا۔ یہ دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے۔ مرجان کو پیٹ پر باندھنے سے معدہ کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ یادداشت میں کمزوری، نزلہ زکام، جنون، صرع، لقوہ، فالج، بدن کا رعشہ، امراض مثانہ میں بے حد مفید ہے۔ جس کے گلے میں یا انگوٹھی میں یہ جواہر پہنا ہوا ہو گا اس پر سحر و جادو کا اثر نہیں ہو گا۔ پیچش کیلئے یہ اکسیر ہے۔ یہ مفرح اور قابض ہے۔ اس کے استعمال سے شیطانی وسوسے

کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ اسقاط حمل کیلئے مریضہ کے گلے میں ڈالنے سے حمل محفوظ ہو جاتا ہے۔ افلاس اور تنگدستی کو دور کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

سحری خواص

بچوں کے گلے میں اگر مرجان پہنایا جائے تو بچے جو خواب میں چونک اٹھتے ہیں اور ہر وقت روتے رہتے ہیں تندرست ہو جاتے ہیں۔ سحر او جادو کا محافظ ہے۔ گندے اور برے خیالات بالکل نزدیک نہیں آنے دیتا۔ علمائے کا کہنا ہے کہ اگر مرجان کے سات نگینے گلے میں پہنے جائیں تو اس سے بہت سی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور اس پر کسی قسم کا سحر، جادو اور سفلی عمل کارگر نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کے گلے میں مرجان ہو گا یا انگوٹھی میں پہنا ہوا ہو گا تو جس وقت وہ شخص بیمار ہونے لگے گا تو مرجان فوراً اپنا رنگ تبدیل کرنا شروع کر دے گا جس سے یہ ظاہر ہو گا کہ صاحب مرجان کو بیماری لاحق ہونے والی ہے۔ خریدتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ استعمال شدہ نہ ہو۔ اگر استعمال شدہ ہو گا تو جس شخص نے یہ پہنا ہوا ہو گا اس کے عوارض اس جوہر میں اثر پذیر ہو جاتے ہیں اور وہ اثر دوسرے استعمال کرنے والے پر ظاہر ہو جائے گا۔ اس لئے محتاط رہیں۔

برتھ سٹون کا طریقہ استعمال

جب آپ کا مطلوبہ برتھ سٹون معلوم ہو جائے تو اس کو خریدنے کے لئے کسی ماہر جواہرات یا پھر کسی لائق اور تجربہ کار جوہری کی خدمات حاصل کریں۔ سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں کہ پتھر بالکل نیا ہو یعنی استعمال شدہ نہ ہو۔ انگوٹھیوں میں جڑے ہوئے پتھر کو بالکل نہ خریدیں۔ اس کے بعد اس کی چمک دمک اور رنگ کی طرف توجہ دیں۔ اعلیٰ قسم کی چمک ہو اس میں کسی قسم کا دھواں یا بادل سے بنے ہوئے نہ ہوں۔ اصلی چمک اپنی اصلی حالت ظاہر کرے گی۔ استعمال شدہ پتھر کی مانند پڑی ہوئی ہو گی وہ خوبصورتی بھی کم ہو گی۔ رنگ کو بغور ملاحظہ کریں

ہر طرف سے ایک ہی رنگت ہو۔ رنگت میں سیاہی اور کسی قسم کا داغ بالکل نہ ہو۔ جب آپ کو یقین ہو جائے کہ مطلوبہ پتھر نیا ہے، چمک دمک بھی ٹھیک ہے اور رنگت میں بھی صاف ہے تو اس کے بعد اس مطلوبہ پتھر میں عیب تلاش کریں۔ عیب تلاش کرنے کا کام ذرا مشکل ہے وہ اس لئے کہ عام پتھروں کی بناوٹ اس طرح سے کی ہوئی ہوتی ہے کہ اس میں عیب نکالنا بڑے ہی ماہر کا کام ہے۔ عیب یہ متوقع ہو سکتے ہیں۔ (۱) پتھر کے اندر کی طرف دراڑ نہ ہو یعنی شگاف نما کوئی نشان نہ ہو۔ (۲) کسی قسم کا داغ یا دھبہ پتھر کے اندر نظر نہ آتا ہو۔ (۳) رنگت میں اصلی رنگ سے ہلکا نہ ہو (۴) وزن میں پتھر کی طرح بھاری ہو ہلکا پھلکا نہ ہو۔

اس کے بعد اس کی کاٹ اور بناوٹ کی طرف توجہ دیں۔ کاٹ اور بناوٹ خوبصورت ہو بعض نقلی جواہرات بھی اس طرح کے عام ملتے ہیں جن کو پہچاننا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ صحیح پتھر خریدنے کے لئے کسی اچھے سے جوہری سے رابطہ قائم کریں۔ فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے درویشوں اور سوداگروں سے بالکل نہ خریدیں۔ یہ ہو سکتا کہ ان کے پاس صحیح پتھر ہوں مگر تمام استعمال شدہ ہوتے ہیں یا پھر ان میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے۔ جب آپ یہ تمام مراحل طے کر لیں اور آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ کا مطلوبہ پتھر درست اور صحیح ہے تو آپ اسے بلا جھجک خرید لیں۔ خریدنے کے بعد کسی کاریگر صراف سے آپ کے برج اور ستارہ کی موافق دھات میں انگوٹھی بنوائیں۔ انگوٹھی تیار کرانے سے پہلے صراف کو ہدایت کریں کہ وہ پتھر کو انگوٹھی میں اسی طرح سے لگائے کہ اس کا نیچے والا حصہ آپ کی انگلی کے ساتھ ہر وقت مس کرتا رہے آج کل جو انگوٹھی بنوانے کا رواج ہے وہ بالکل غلط ہے۔ بڑے سائز میں ابھری ہوئی انگوٹھی میں پتھر لگوا کر استعمال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ نہ تو پتھر انگلی کے ساتھ مس کرتا اور نہ ہی اس پتھر کے اثرات جسم پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا شائقین حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

بعض شائقین سونے کی انگوٹھی میں پتھر جڑوا کر استعمال کرتے ہیں۔ ہاں اگر مطلوبہ پتھر کے برج اور ستارہ کی دھات سونا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اگر آپ کو آپ کے برج اور ستارہ کی موافق دھات پسند نہ ہو تو پھر آپ چاندی کی انگوٹھی میں پتھر جڑوا سکتے ہیں۔

جب آپ انگوٹھی بنوالیں تو آپ سب سے پہلے سات مرتبہ دودھ میں دھوئیں۔ اس کے بعد سات مرتبہ عرق گلاب میں دھوئیں۔ جب خشک ہو جائے تو آپ اپنے ستارے کا بخور دیں۔ کسی ماہر علمیات سے ستارے کا بخور معلوم کر سکتے ہیں۔ جب بخور دیکر فارغ ہوں تو

کسی پاک وصاف کاغذ میں محفوظ کر لیں۔ اب آپ نے انگوٹھی کو استعمال میں لانا ہے۔ آپ کے ستارے کا جو دن ہو اس دن پہلی ساعت میں (سورج طلوع ہونے سے لیکر تقریباً ایک گھنٹہ تک پہلی ساعت ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں۔ غسل کر کے پاک وصاف ہو کر انگوٹھی کو اپنے دائیں ہاتھ میں پہن لیں۔ بعض پتھر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ حالات کے ساتھ ساتھ اپنی رنگت تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات پتھر حوادثات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں اور پہننے والے کو قبل از وقت محتاط رہنے کی توجہ دلاتے ہیں۔

محمد شبیر قادری

فیروزہ

فیروزہ کا شمار درجہ دوم کے جواہرات میں ہوتا ہے۔ اس جواہر کا ستارہ مشتری سے تعلق ہے۔ اسی لحاظ سے جن اصحاب کی پیدائش ۲۳ر نومبر تا ۲۲ر دسمبر ہوئی ہو یا ۲۰ر فروری تا ۲۱ر مارچ ہوئی ہو ان کے لئے یہ جواہر موافق اور راس آئے گا۔ ستارہ مشتری کے دو برج ہیں (۱) قوس اور (۲) حوت۔ اگر مشتری زائچہ ولادت میں کمزور واقع ہوا ہو ان کو بھی یہ ستارہ موافق ہے۔ فیروزہ پہننے سے مشتری کے نحس اثرات باطل ہو جاتے ہیں اگر کسی صاحب کو اپنی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو۔ ایسے حضرات جن کا نام برج قوس کے تحت حرف "ف" اور برج حوت کے تحت "د۔ چ" سے شروع ہوتا ہو ان کو یہ جواہر راس آئے گا حتی الوسع تاریخ پیدائش ہی کے حساب سے اپنا جواہر منتخب کریں بامر مجبوری نام کے پہلے حرف سے بھی جواہر کا انتخاب درست رہتا ہے ستارہ مشتری کی دھات ٹن ہے اور امدادی دھات کے طور پر اس میں اپنے برج کی دھات، قوس کی سونا یا لوہا اور برج حوت کی چاندی ملا کر انگوٹھی بنوا کر استعمال کرنے سے جواہر اور زیادہ سریع التاثیر ہو جاتا ہے۔ ستارہ مشتری کا دن پنجشبہ (جمعرات) ہے۔ یہ جواہر درجہ دوم کے جواہرات میں آتا ہے۔

فیروزہ ایک بہت ہی خوشنما جواہر ہے۔ اس میں زیادہ تر خوبی یہ ہے کہ اس کا اندرونی اور بیرونی رنگ یکساں ہوتا ہے۔ اس کے رنگ کو شوخ کرنے کے لئے کسی ڈاٹ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فیروزہ بہت ہی قدیم جواہر ہے۔ اس جواہر کو اردو میں فیروزہ اور فارسی میں بھی اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ سنسکرت میں پیروج یا پیرج کہتے ہیں۔ انگریزی میں ٹرکوائس اور فرانسیسی میں بھی یہی نام ہے۔ جرمنی زبان میں ٹرکیو، اٹلی میں ٹرکینی کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس جواہر کو

ٹرکوائس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ٹرکس یعنی روم سے نکلتا ہے۔

قدیم ماہرین جواہرات نے فیروزہ کی دو اقسام بیان کی ہیں (۱) مشرقی فیروزہ (۲) مغربی فیروزہ مشرقی فیروزہ کا رنگ ہمیشہ قائم رہتا ہے کیونکہ یہ پرانی چٹانوں میں سے نکلتا ہے تیزاب فاسفورس ۹ء۳۰، الیومنیا ۵ء۴۴ آکسائڈ تانبہ ۵ء۳۷ آکسائڈ آہن ۵ء۱۸۵ور پانی ۱۹ حصہ کا مرکب ہے۔ مغربی فیروزہ جسے بون یعنی (استخوان) بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ خراب ہو کر سبز ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ نئی چٹانوں کی پیدائش سمجھا جاتا ہے اس میں ایک جز عظم استخوان یعنی فاسفیٹ چونہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس قسم میں فاسفیٹ چونہ ۸۰ فیصد کاربونیٹ آف لائم ۸ حصہ، فاسفیٹ آہن اور فاسفیٹ میگنیشیا ۱۲ حصہ، الیومینیا ۵ء۱ حصہ اور پانی ۶ء۱ حصہ کا مرکب ہے۔ یہ قسم فرانس کے ایک صوبہ لوئر لینگوے ڈاک کے نزدیک سائیمور میں پائی جاتی ہے۔

فیروزہ کی اقسام

حکماء متقدمین و متاخرین ایران نے فیروزہ کی درج ذیل اقسام بیان کی ہیں:۔

(۱) نثمی (۲) اظہری (۳) سلیمانی (۴) ورلوی (۵) آسمان گوں (۶) عبدالحمیدی (۷) آندیشی (۸) گنجوبیان آٹھ اقسام میں پہلی پانچ اقسام خاکی رنگ کی ہوتی ہیں باقی تین اقسام کوہستان و نبوت میں پائی جاتی ہیں۔ فیروزہ کا اصلی رنگ فیروزی یعنی سبزی مائل نیلا ہوتا ہے۔ جو فیروزہ کرمان اور شیراز میں پائے جاتے ہیں ان میں سفید رنگ ملا ہوتا ہے اور ایسے جواہر کو ساباگی اور سربوم کہتے ہیں۔ جن میں نیلے رنگ کی دھاری ہوتی ہے ان کو نیلبوم کہتے ہیں۔

کیا جواہرات میں فوائد و خواص قانون قدرت کے خلاف ہیں؟

جو لوگ راز فطرت سے زیادہ واقف نہیں اور سحر و طلسم کو بھی فطرت کے اصولوں میں سے سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ کچھ مشکل اور خلاف قیاس بات معلوم نہیں ہوتی کہ

جواہرات میں خواص اور طاقتیں قانون قدرت کے خلاف نہیں ہیں اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جواہرات کو پتھروں میں سے پیدا کر کے انسان کے لئے زیبائش کا سامان مہیا کیا ہے تو یہ امر مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی شے کائنات میں بے مقصد نہیں خلق کی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جواہرات صرف پتھر ہی ہیں اور ان کو مقدس سمجھ کر ان سے یہ توقع رکھنی کر برکات و یمن میں ترقی کا باعث بنتے ہیں اور یہ کہ ان کے استعمال سے مرتبہ، درجات، اقبال مندی اور عزت و جاہ ملتی ہے، شرک کے مترادف ہے یہ وہی لوگ تصور کر سکتے ہیں جو اصول سے ناواقف ہوتے ہیں اس مسئلہ کو ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھایا جاتا ہے اگر افریقہ کے دور دراز صحراؤں میں ایک وحشی حبشی کو لا کر کسی شہر میں لے جا کر ایک ریل کی پٹڑی کے نزدیک کھڑا کر دیا جائے جہاں ایک انجن پر سوار ہو کر انجن کا ڈرائیور ریل گاڑی کو تیزی سے چلائے وحشی حبشی اس چلتے ہوئے انجن کو دیکھ کر متعجب ہو گا کہ یہ انجن بغیر گھوڑے یا ہاتھی کے کس طرح سے تیزی سے چلتا ہے اور اس کے ساتھ لگی ہوئی ریل گاڑی لاکھوں من بوجھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاتی ہے اور وہ حبشی اپنے گاؤں میں جا کر دوسرے کو یہ ماجرا سنائے تو کیا وہ لوگ اس کی بات کا یقین کریں گے؟ بالکل نہیں وہ اس لئے کہ انہوں نے انجن اور ریل گاڑی کو زندگی میں کبھی دیکھا ہی نہیں جب انہوں نے دیکھا ہی نہیں تو وہ کس طرح اس بات کو قانون قدرت کے مطابق سمجھیں گے۔ جو شخص اس اصول کو جانتا ہی نہیں اور ناواقف ہے اس کے نزدیک یہ بات خلاف قیاس اور عجیب و غریب ہو گی۔ جب وہ اپنی لاعلمی سے اس خاصیت کو نہ جانے گا تو وہ اس کو خلاف قانون قدرت تصور کرے گا۔

پس ہمیں چاہئے کہ جب کوئی عجیب و غریب شے دیکھنے میں آئے تو اس کی اصلیت دریافت کرنے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ جو بات اپنی عقل اور علم سے بڑھی ہوئی دیکھی اس کو خلاف قانون قدرت خیال کر لیا۔ جو بات ہم کو اپنی کم علمی سے بعید از قیاس و قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس کے اصول سے واقفیت پیدا کریں تو وہ ہی بات جو خلاف قانون قدرت تھی، قانون قدرت کے مطابق معلوم ہو گی یہ بات مسلمہ ہے کہ علم ایک طاقت ہے اور علم سحر بھی ایک علم ہے تو ثابت ہوا کہ جواہرات میں یہ برکات فوائد و خواص اور طاقتیں خلاف قانون قدرت نہیں ہیں بعض لوگ اس بات میں یہ حجت پیدا کرتے

ہیں کہ اگر جواہرات کے عجیب و غریب خواص اور طاقتیں قوانین قدرت کے خلاف نہیں تو ہمیشہ تاثیر کیوں نہیں ہوتی۔ کئی شخص ایسے ایسے جواہرات پہنے پھرتے ہیں جن کے اندر بے شمار فوائد اور طاقتیں بیان کی گئی ہیں لیکن کبھی انہوں نے ان میں کوئی تاثیر نہیں دیکھی۔ قانون قدرت کے مطابق وہ اصول درست ہے جو تجربہ کی کسوٹی سے درست نکلے۔ بارہا آزمایا گیا تو جواہرات میں بجز ظاہری خوبصورتی کوئی اندرونی یا مخفی طاقت دیکھنے میں نہ آئی تو ان کی طاقتیں کسی طرح قانون قدرت میں داخل ہو سکتی ہیں۔

اس دلیل کے جواب میں یہ واضح رہے کہ ہر وقت ہر شخص کے جواہر کے پہننے میں مناسب فائدہ نہ ملنے میں بھی ایک قدرتی راز ہے۔ اس کی وجہ طریقہ استعمال کی پابندی کی غفلت ہے۔ نیز یہ یاد رہے کہ بیس آدمیوں کے پاس کسی نازنین مہ جبین کی تصویر ہونے سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ محبوبہ اپنی تصویر کے سبب مالکان کو پسند کرتی ہے۔ یا مالکان میں سے ہر ایک اس پر دل و جان سے فریفتہ ہے اسی طرح ایک جوہری کے پاس مختلف جواہرات مختلف خواص و طاقتوں کے ہوں اور وہ ان کو صرف اپنی روزی کمانے اور ان کو بیچ کر فائدہ اٹھانے کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہے تو اگر اس کو ان کے پاس رکھنے سے ان کی برکات اور طاقتوں کا کچھ فائدہ حاصل نہ ہو تو اس میں کیا تعجب ہے۔ کیونکہ وہ محبت و عقیدت جو مالک جواہر کو اپنی مرادوں اور خواہشوں کی اجابت کے لئے جواہر میں رکھنی چاہئے اس کے دل میں نہیں وہ تو صرف اس کو پتھر سمجھتا ہے اور بجز بیچ کر فائدہ اٹھا سکنے کے اور کسی غرض سے اپنے پاس نہیں رکھتا۔ لیکن جو شخص دلی عقیدت سے محض حصول برکات و یمن مناسب طریقہ سے جواہر کو پہنتا ہے اور اس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اس جواہر کا متعلقہ موکل میری حاجت براری کرے تو بے شک عقیدہ اور اعتقاد کے مطابق اس کی حاجت براری ہو گی۔ لیکن جو شخص ان کی عجیب طاقتوں سے ناواقف اور بے اعتقاد ہیں ان کو یہ سوائے زیب و آرائش بدنی کے اور کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔

انگریزی رسالہ "آرٹ میجک" مصنفہ ایما ہارڈنگ برٹن میں جواہرات کی عجیب و غریب طاقتوں کی بابت تحریر ہے کہ یہ بات اچھی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ تمام معدنیات اور دنیاوی اشیاء میں مقناطیسی طاقتیں موجود ہے۔ اب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ معدنیات میں کئی طرح کی عجیب و غریب طاقتیں اور خواص ہیں۔ مسٹر آربینوئی جو چودھویں

صدی کے عالم و فاضل کیمیا گر گذرا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ نیلم الماس اور دیگر جواہرات میں عجیب طاقتیں اور سحری خواص ہیں اور جب اصول و قواعد کے مطابق ان کا کوئی طلسم یا نقش بنایا جائے تو کئی فرشتے مطیع ہو جاتے ہیں اور پہننے والے کو نامغلوب بنا دیتے ہیں اسی طرح ایک اور ماہر جواہرات مسٹر آرفیوس جواہرات کے بارے میں لکھتا ہے کہ قدرت نے انسان کے لئے ہر ایک طرح کے نیک و بد لازم کئے ہیں اور ساتھ ہی اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ ہر آفت کا دفعیہ اور مراد کا حصول پتھروں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

فیروزہ کی ماہیت

فیروزہ کی معدنی شکل اگرچہ عمدہ اور بے شگاف ہوتی ہے لیکن اس کی قلمیں عمدہ نہیں بنتیں۔ (۲)۔ اس میں سختی ۶ درجہ کی ہوتی ہے اور یہ شیشہ کو کاٹ سکتا ہے (۳) چمک اس کی بلورین ہے۔ (۴)۔ رنگ نیلا، سبز اور سفید ہے۔ (۵)۔ تاریک، کناری براق (۶) وزن مخصوص ۲ء۶ سے ۲ء۸ تک ہے (۷) طاقت انعکاس واحد (۸) اس میں ۳۴ء۲۷ تیزاب فاسفیٹ ۳۵ء۴۷ ایلومینا، ۵ء۲۳ آکسائیڈ تانبہ، ۱ء۱ آکسائیڈ آہن ۰ء۰ آکسائیڈ میگنیشیا، ۸ء۳ و ۳ء۳ فاسفیٹ آف لائم، ۱۸ء۱۸ پانی کا مرکب ہے اس کا رنگ آکسائیڈ آہن اور تانبہ کے باعث ہوتا ہے (۹) گرمی پہنچانے سے خشک ہو جانے کے باعث اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ جواہر دھونکنی کے آگے بھی نہیں پگھلتا اس کا رنگ بھورا سا ہو جاتا ہے۔ اس پر کسی تیزاب کا اثر نہیں ہوتا۔ روغنی چمک کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔

مقام پیدائش

زمانہ قدیم کے مصنف بیان کرتے ہیں کہ فیروزہ اس وقت ہندوستان سے نکلتا تھا اور روم کو کاٹنے کے لئے بھیجا جاتا تھا آج کل بہت عمدہ مشرقی فیروزہ خراسان کی ایک پہاڑی جو مشہد اور نیشاپور کے درمیان، نیشاپور سے ۳۰ میل جانب مغرب میں واقع ہے، پایا جاتا ہے اس لئے اس کو نیشاپوری فیروزہ کہتے ہیں۔ مسٹر فریزر (FRAZER) نے یہاں کی

کانوں کا ملاحظہ کیا اس کا بیان ہے کہ فیروزہ صرف ایک پہاڑی پر پایا جاتا ہے جہاں چھ مقامات پر کان کنی ہوتی ہے پہلے کان سے عمدہ فیروزہ نہیں نکلتے۔ اس میں بھورے رنگ کے سینگ کی قسم کی تہہ ہے جسے کھودنے سے فیروزہ سنگ سیماق سے چمٹا ہوا ملتا ہے بعض چٹان کے اوپر کھلے بھی پائے جاتے ہیں دوسری کان میں بھی فیروزہ اس قسم کی چٹانوں سے چمٹا ہوا ملتا ہے تیسری کان پر ابھی کھدائی شروع نہیں ہوئی تھی چوتھی کان میں ایک بڑی بھورے رنگ کی چٹان ہے جس میں دو نشیب ہیں ایک میں پانی بھرا ہوا ہوتا ہے پانچویں کان بڑے پہاڑ کی چوٹی کے نزدیک ہے جہاں فیروزہ سنگ سیماق کی چٹانوں اور زرد مٹی میں پایا جاتا ہے چھٹی کان ختم ہو چکی تھی ان کانوں پر کام زور شور سے نہیں ہوتا یہ کانیں سرکار کی دولت ہیں اور ٹھیکہ پر دی جاتی ہیں ان کانوں کے نزدیک رہنے والے باشندے ایک گروپ کی شکل میں مل کر ٹھیکہ لیتے ہیں اور چھوٹے گروپوں میں مل کر کام کرتے ہیں جتنے جواہرات پیدا ہوتے ہیں آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور بعد میں سوداگروں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں یا پھر مشہد بھیج دیتے ہیں فیروزہ کی پیداوار تین مختلف حالتوں میں فروخت کی جاتی ہے اول مفرد حالت جبکہ فیروزہ صحیح اپنی وضع میں ہوتا ہے دوم اس حالت میں جبکہ وہ چٹان سے اچھی طرح علیحدہ نہ ہوئے ہوں سوم جن میں چٹان کا کچھ حصہ ملا ہوا ہوتا ہے اس حالت میں یہ جواہر تول کر فروخت کیا جاتا ہے یہ ہرات اور قندھار کے راستے ہندوستان اور پاکستان میں لایا جاتا ہے تراشنے کا کام مشہد میں کیا جاتا ہے شہر سویز کے جنوب مشرق کی طرف فیروزہ سرخی مائل ریتلے پتھر کی چٹان سے نکلتا ہے مسٹر میکڈانلڈ (Mr. Mac Donald) ایک یورپ کے معروف جوہر شناس نے ایسے مقامات کو خطہ عرب میں تلاش کیا وہ لکھتا ہے کہ ۱۸۴۹ء میں عرب کی سیر کر رہا تھا کہ اس نے ایک کوہستان دیکھا جس میں اکثر آہنی ریتلے پتھر تھے ایک دن وہ اس پہاڑ سے نیچے کی طرف آ رہا تھا سوا سے سنگریزوں کی ایک تہہ نظر آئی جس میں کئی ایک چھوٹے چھوٹے نیلے رنگ کے سنگریزے دکھائی دیئے ان سنگریزوں کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ عمدہ فیروزہ ہیں اس پہاڑ میں تلاش کرنے سے کئی ایک اور مقامات بھی دریافت ہوئے بعض مقامات پر تو یہ کھلے سنگریزوں کی طرح پائے گئے اور کئی جگہ چٹانوں سے چمٹے ہوئے پائے گئے ایسے مقامات سے ہی فیروزہ دریاؤں میں چلے جاتے ہیں اکثر یہ زرد رنگ ریتلے پتھر اور سنگریزوں میں پائے جاتے ہیں صوبہ میڈیا واقع

پیلسٹائن (Palestine) روم کے جنوب میں ایک مشہور صوبہ ہے میں فیروزہ کی تین کانیں دریافت ہوئی ہیں ایک شمال کی طرف دوم جنوب کی طرف اور سوم درمیانی علاقہ میں جو ایک وہاں کے خاص فرقہ بیدوں کو ہی معلوم ہے جرمنی میں بھی کئی رنگوں میں فیروزہ پایا جاتا ہے ماسکو میں بھی فیروزہ کی پیداوار کا ذکر ملتا ہے۔

فیروزہ کی قیمت

فیروزہ خوش نما اور زیورات میں استعمال ہونے کے باعث ایک قیمتی جواہر ہے اس کی قیمت مقرر کرنے کے لئے اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ یہ نقلی نہ ہو کیونکہ کئی اشیاء سے بناوٹی فیروزہ بجائے اصلی فیروزہ کے فروخت کئے جاتے ہیں سائبیریا میں ایک قسم کی کانی شے میمتھ ٹیتھ (Mamotn teeth) کے نام سے پائی جاتی ہے (یہ ایک قسم کا ہاتھی دانت ہوتا ہے) جس کا رنگ مادہ فاسفیٹ آف آئرن کی ترکیب کے باعث ہوتا ہے اور سوداگر اسے کانی فیروزہ کہتے ہیں اگر اس نقلی فیروزہ کو مل کر گرمی پہنچائیں تو اس سے ایک طرح کی خوشبو آتی ہے جس کی وجہ سے یہ اصلی فیروزہ سے ممیز ہوتا ہے اگر اس کو کسی تیزاب کے ساتھ جوش دیں تو چونکہ اس کا مادہ حیوانی ہے اس لئے اس کے تحلیل ہونے سے بدبو نکلتی ہے اور اس کا رنگ بہت جلدی بگڑ جاتا ہے اگرچہ یہ انگلستان میں بہت قیمتی جواہر گنا جاتا ہے مگر اصلی فیروزہ کی قیمت تک نہیں پہنچتا زمانہ قدیم میں فیروزہ کی قیمت سونے سے زیادہ ہوتی تھی اور فیروزہ کے ایک گوشوارہ کے عوض میں ایک گھوڑی مقرر تھی آج کل اس کی قیمت رواج پر منحصر ہے۔

خواص سحری و فوائد طبی

یونانی اور ایرانی حکماء کی قدیم کتابوں میں فیروزہ کے مفصلہ ذیل خواص سحری و فوائد طبی لکھے ہوئے ہیں۔

فیروزہ مفرح ہے، امراض معدہ و سر کو فائدہ پہنچاتا ہے آنکھوں میں اس کا سرمہ

ڈالنے سے بصارت تیز ہوتی ہے شب کوری کا مرض اس کے استعمال سے دور ہوتا ہے درم، درد ریح، جنون، ناسور لور کئی امراض کے لئے شافیانہ علاج ہے اگر اسے شہد کے ساتھ کھایا جائے تو صرع طحال اور تلی جیسے امراض کو دور کرتا ہے، سنگ گردہ و مثانہ کا مخرج ہے، سانپ کے ڈسے ہوئے مریض کے لئے ۴/۱ تولہ فیروزہ کا سفوف شراب کے ساتھ پلانے سے مریض شفایاب ہوتا ہے، بچھو کے ڈسے ہوئے مریض کے لئے ۴/۱ تولہ کا تیسرا حصہ بھی کافی ہے، چونکہ اس نسخہ کے استعمال سے معدہ میں تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اس کے ساتھ کتیرا گوند استعمال کرنی چاہئے۔ حکیم ارسطا طالیس نے ایسے مریضوں کے لئے خوراک ۸/۱ تولہ لکھی ہے۔ اگر فیروزہ کو انگشتری میں جڑوا کر پہنیں تو دل کو راحت بخشتا ہے، خوف دور کرتا ہے، دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے، بجلی گرنے اور پانی میں غرق ہونے سے بچاتا ہے اور سانپ یا بچھو وغیرہ نہیں کاٹ سکتا۔ جو شخص نیا چاند دیکھنے کے فوراً بعد فیروزہ کو دیکھے تو اسے مال و دولت ملتی ہے۔

مشہور معروف فیروزہ

زمانہ قدیم سے فیروزہ پر نقش کا کام ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس پر قرآنی آیات کندہ کی جاتی ہیں۔ اور بیچ میں سونے کی گلکاری کی جا سکتی ہے جو فیروزہ اب مشہور ہیں وہ تعداد میں بہت کم ہیں چند ایک کا ذکر قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔

(۱) ڈیوک آف ارلیز کے مجموعہ جواہرات میں طرف دو فیروزہ موجود ہیں۔ ایک پر ڈی آنا (Diana) کی تصویر معہ تیر کمان کندہ ہے۔

(۲) ماسکو میں ایک جوہری کے پاس دو انچ لمبا صنوبری شکل کا فیروزہ تھا جو کسی زمانہ میں نادر شاہ کے بازو بند میں مزین تھا۔ اس پر سنہری آیات قرآنی کندہ تھیں یہ فیروزہ کئی لاکھ کی قیمت کا تھا۔

(۳) ۱۸۰۸ء میں عمدہ فیروزہ کی مالا ۳۶۰۰ روپے پر فروخت ہوئی تھی جس میں بارہ فیروزہ کے نگینہ تھے۔

(۴) میجر ڈونلڈ (Donald) نے نمائش گاہ ۱۸۵۱ء میں ایک عدد فیروزہ بھیجا تھا جو

رنگ کے بگڑ جانے کی وجہ سے کم قیمت کا ہو گیا تھا۔

کتاب کرشمہ قدرت میں لکھا ہے کہ شیخ ابراہیم کفعمیؒ اور شیخ مفیدؒ نے کتاب مصباح اور تذکرہ میں تحریر کیا ہے کہ فیروزہ کی انگوٹھی جس کے ہاتھ میں ہو گی سانپ اور بچھو کے گزند سے محفوظ رہے گا۔ ارسطو کا قول ہے کہ فیروزہ ہمیشہ ملوک عجم پہنتے تھے اور اسکو زیب گلو کرتے تھے۔

تحفہ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ فیروزہ پہننا اور اسے صبح و شام دیکھنے والا خوشی میں زندگی بسر کرتا ہے۔ حضور اکرم ختمی مرتبتؐ کا ارشاد ہے کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو گی وہ میرے آگے دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے تو میں اسے ناکامیاب واپس نہیں کرتا۔

مولانا حسن طبرسیؒ نے کتاب مکارم الاخلاق میں روایت کی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دست مبارک میں فیروزہ کی انگوٹھی تھی جس پر اللہ الملک کندہ تھا۔ اس انگوٹھی کے لئے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ نگینہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ختمی مرتبتؐ کے لئے بہشت بریں سے لائے تھے۔ اور یہی فیروزہ آنحضرتؐ نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کو عطا فرمایا تھا۔ کتاب فرحت الغری میں تحریر ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالبؑ نے فیروزہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ مکروہات مومن و مومنہ کو دفع کرتا ہے اور میں اس مومن کو دوست رکھتا ہوں جو پانچ انگوٹھیاں ہاتھ میں پہنے۔

جس کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو گی اس کی حاجت پوری ہو گی اور دعا مستجاب ہو گی قلب عبادت کی طرف رجوع کرے گا، طبیعت میں نرمی و خلوص پیدا ہو گا، ماہ شوال کا چاند دیکھ کر فیروزہ پر نظر کرنے سے یہ ماہ خیر و خوبی سے گزرتا ہے کنز الحقائق میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فیروزہ مفلسی اور محتاجی دفع کرتا ہے۔

علی بن محمد ضمیری سے منقول ہے کہ میری بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مطلب عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی فیروزہ کی لے کر اس پر آیت قرآنی رب لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین کندہ کرا کے پہن لے۔ راوی لکھتا ہے کہ میں نے حسب الحکم امام عالی مقام

عمل کیا اسی سال پروردگار عالم نے فرزند عطا کیا۔

حضرت علی ابن ابیطالبؑ منجملہ اور انگوٹھیوں کے فیروزہ کی انگوٹھی جس پر اللہ الملک الحق کندہ تھا پہنتے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس طرح کی انگوٹھی جس پر اللہ الملک الحق کندہ ہو اس کو پہننا اور اس پر نظر کرنا بہت ثواب اور حسنہ ہے۔

فیرزہ چونکہ درجہ دوم کے جواہرات میں شمار ہوتا ہے اس لئے ہر شخص برائے ثواب اور برکت و یمن استعمال کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ فیروزہ اصلی ہو۔

محمد شبیر قادری

لہسنیا (گربہ چشم)

جن حضرات کی تاریخ پیدائش ۲۴ر ستمبر اور ۲۳ر اکتوبر کے درمیان ہوئی ہو یا وہ حضرات جن کو اپنی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہ ہو اور ان کا نام "ر۔ ت۔ ط" میں سے کسی حرف سے شروع ہوتا ہو ان کا برتھ سٹون "لہسنیا" ہے۔ تاریخ پیدائش اور نام کے پہلے حرف کی مناسبت سے ایسے حضرات کا ستارہ زہرہ اور برج میزان ہے۔ ستارے اور برج کے لحاظ سے موافق رنگ ہلکا گلابی اور نیلا ہے جبکہ اس جواہر کا ذاتی رنگ سفید ہے۔ اس ستارہ کا دن جمعۃ المبارک ہے۔ ان حضرات کے لئے موافق دھات جس کی انگوٹھی بنائی جائے تانبا ہے۔ امدادی دھات کے طور پر اس میں اپنے برج کی دھات سونا یا پلاٹینم ملا کر انگوٹھی بنوا سکتے ہیں۔ امدادی دھات ملا کر انگوٹھی بنوانے سے یہ جواہر بہت زیادہ اثرات کا حامل ہو جائے گا۔ اگر کسی وقت ستاروں کی نحوست اثر پذیر ہو جائے تو اس حالت اپنے برتھ سٹون کے ساتھ الماس استعمال کرنے سے نحوست ختم ہو جائے گی۔ لہسنیا کا مزاج بادی اور بلغمی ہے۔ یہ جواہر درجہ اول کے جواہرات میں سے ہے۔

اس جواہر کو اردو میں لہسنیا اور فارسی میں گربہ چشم کہتے ہیں۔ پنجابی میں لہسنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ سراندیپی زبان میں ویدریہ، چینی زبان میں ماؤ جی گان اور برہمی زبان میں یہ جواہر چانو کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عربی زبان میں عین الھریرہ کہتے ہیں۔ یہ جواہر کار کیٹک یعنی زبرجد کی ایک قسم ہے۔ زبرجد درجہ کے جواہرات میں سے بڑا مشہور جواہر ہے۔ لہسنیا میں خاص صفت یہ ہے کہ اس میں بڑی درخشاں دھاری یا ڈورہ ہوتا ہے جس کو برصغیر کے جوہری سوت یعنی لائن کہتے ہیں۔ لہسنیا کا رنگ خواہ کسی طرح کا ہو یہ دھاری یا لائن ہمیشہ سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ شاذ و نادر ہی سبز رنگ کی دیکھی گئی ہے۔ جب اس دھاری کو سورج

کی شعاعوں میں رکھیں تو یہ بہت چمکیلی نظر آتی ہے۔ یہ جواہر اپنی خوبصورتی کے باعث بہت ہی عزیز ہے۔ اس کا شوخ رنگ اور اس میں چمکیلی دھاری ادھر ادھر لہریں مارتی ہوئی دیکھنے میں نہایت ہی دلکش معلوم ہوتی ہے۔ گویا کہ ایک بے قرار بھوت اس میں مقید ہے۔ اسی وجہ سے عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں بلکہ ان کو وہم ہے کہ لہسنیا میں جنات رہتے ہیں۔

اسی قیمتی جواہر کا بیان کئی مصنفوں نے غلط ملط کر دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس کی اصلی ماہیت و نام ونشان سے واقف نہ تھے۔ صرف شنید پر جو کچھ ذہن میں آیا لکھ دیا۔ چنانچہ کئی معدنیات کی کتابوں میں لہسنیا کو بھیکم کی ایک قسم سے مناسبت دی ہے جس کو کوارٹز کیٹس آئی کہتے ہیں یعنی بھیکم کی قسم کا لہسنیا اگرچہ بھیکھم کی یہ قسم بہت عمدہ بھی ہو پھر بھی لہسنیا کے مقابلہ میں اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اگر ان دونوں اقسام کو اکٹھا ایک جگہ پر رکھا جائے تو انجان بھی ان دونوں میں فرق معلوم کر سکے گا۔

اس جواہر کو یورپ اور دیگر ممالک میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ انگریزی میں (Catscyc) لاطینی میں "انی کوپالس" (Onycopulus)، فرانسیسی میں "اوائیل ڈی چاٹ" (0cldechat)، جرمنی میں "کیٹز نوج" (Catzcn-auge) اور اٹلی میں "اوکیوڈی گیٹو" (Occhiodcgatto) کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ ان تمام زبانوں کا مفہوم یہ ہے کہ یہ بلی کی آنکھ جیسا ہوتا ہے۔ جس جواہر کا رنگ اوپر والے رنگ سے نیچے والا رنگ مختلف ہو اسے برصغیر میں لہسنیا کہتے ہیں۔ عرب ممالک میں سبز یا زرد رنگ کے جواہر کو عین الھر کے نام سے پکارتے ہیں۔ جواہر سرخ یا سیاہ ہو اس کو سلیمانی کہتے ہیں۔ برصغیر کے جوہری اس جواہر کی چھ اقسام بتاتے ہیں (۱) کنک کھیت۔ جو بلی کی آنکھ کی مانند ہو۔ (۲) دھوم کھیت۔ دودھی رنگ والا۔ (۳) شیام کھیت۔ سیاہ رنگت والا۔ (۴) گیہو کھیت۔ زرد روغن جیسا رنگ (۵) کلکتہ کھیت۔ کلکتہ کی کان کا (۶) باڑیا۔ جس میں دھاری نہ ہو۔

خواص و ماہیت

لہسنیا کی شکل مسدس گول، اس میں سختی ۸۶۵ درجہ ہوتی ہے۔ اس کی چمک بلورین

اور دمک قوس قزاحی ہوتی ہے۔ اس کے رنگ سفید، زرد، بھورا، سبز اور سیاہ ہوتے ہیں۔ یہ نہایت ہی شفاف قسم کا جواہر ہے۔ اس کا وزن مخصوص ۸ء۳ درجہ اور طاقت انعکاس دوگنی ہوتی ہے۔ اس کو ملنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے یہ جواہر ۸۰ فیصد الیومینا اور ۲۰ فیصد گلوسینا کا مرکب ہے۔ اس کا رنگ پروٹوکسائڈ آہن کے باعث ہوتا ہے۔ تیزاب کا اس جواہر پر اثر نہیں ہوتا۔ یونانی حکماء کا قول ہے کہ اگر لسنیا کو مٹی کے برتن میں ڈال کر عقیق کی طرح آگ دیں تو یہ زیادہ چمکیلا ہو جاتا ہے۔ اس میں یبوست اور برودت درجہ دوم کی ہوتی ہے۔

جواہرات کی پہچان

جواہرات رنگ ڈھنگ، چمک دمک اور پائداری کی وجہ سے قیمتی اور بیش بہا سمجھے جاتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں جواہرات کی خرید و فروخت کا رواج ہندوستان میں تھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ دیگر مشرقی ممالک میں بھی ان کی تجارت ہونے لگی۔ اوائل میں عوام ان جواہرات کو عجوبہ اشیاء سمجھ کر بطور ہدیہ اور نذرانہ اپنے رفقاء اور عزیز و اقارب کو پیش کیا کرتے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب عوام ان جواہرات سے متعارف ہو گئے تو ان کو خراج میں دیا جانا رائج ہوا۔ مشرقی ممالک میں سب سے پہلے اہل فونیا دیگر اشیاء تجارتی کے ساتھ جواہرات کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے۔ آج کل ان جواہرات کی تجارت تقریباً تمام ممالک میں ہو رہی ہے۔ جواہرات کی قیمت دریافت کرنا نہایت ہی اہم کام ہے۔ اس کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ مقرر نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں نقص و عیب، رنگ کی شوخی و نرمی اور رواجی اور بے رواجی کے ایسے معاملات ہیں کہ ان سے ہمیشہ جواہر کی قیمت میں فرق آتا رہتا ہے۔ کوئی جواہر تو اتنا خوشنما ہوتا ہے کہ خریدار فی الفور منہ مانگی قیمت دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسا عیب ہو جس کی وجہ سے قیمت اس سے نصف بھی نہیں ہوتی۔ اس طرح رواج کا بھی قیمت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ خریدنے سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ جواہر اصلی ہے یا نقلی۔

جواہر کی قیمت متعین کرتے میں سب سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ جو جواہر

آپ خریدنا چاہتے ہیں وہ اصلی ہے یا نقلی۔ کہیں مصنوعی بناوٹ والا تو نہیں ہے کیونکہ آج کل بلور، شیشہ اور دیگر کم قیمت پتھروں کو رنگ دے کر اصلی جواہر کی جگہ فروخت بھی کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں مصنوعی جواہر بنانے کے کئی ایسے کیمیکل ایجاد ہوئے ہیں جن سے ایسے خوشنما جواہر بن جاتے ہیں کہ سوائے تجربہ کار جوہریوں کے ان میں اور اصلی جواہر میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ مصنوعی جواہر اصل میں شیشہ کے ہوتے ہیں اور جس کیمیکل سے یہ تیار کئے جاتے ہیں اسے سٹراس (Strass) کہتے ہیں۔ اس کیمیکل میں سیلیکا، پوٹاش، سہاگہ، آکسائڈ جست اور زرنیخ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کیمیکل کو بڑی احتیاط سے بنایا جاتا ہے۔ مصنوعی جواہر بنانے والے کاریگروں نے اس فن میں یہاں تک کمال حاصل کیا ہے کہ جو مصنوعی جواہر وہ بناتے ہیں اصلی جواہر کے ہو بہو ہمشکل اور ہمرنگ ہوتا ہے کہ اس کی پہچان میں اچھے سے اچھے اور قابل سے قابل جوہری بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ صرف دیکھنے سے پہچان نہیں سکتے۔ چونکہ اکثر خالص اعلیٰ درجہ کے تراشیدہ جواہر اور جلا کئے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ان کی شناخت کے لئے علم کیمیا یا علم معدنیات کے قواعد بعض اوقات کارگر نہیں ہوتے۔

جواہر کے کاٹے جانے کے بعد اس کی وہ معدنی شکل نہیں ہوگی اور واحد یا دو چند طاقت انعکاس کا امتحان بھی نہ ہو سکے گا اور اگر ایسا جواہر کسی زیور میں جڑا ہوا ہے تو اسے حرارت پہنچا کر جانچنا اور بھی غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے صرف برقی طاقت یا درجہ صلابت ہی سے اس کی کچھ شناخت ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر جواہر کسی زیور میں جڑا ہوا نہ ہو تو وزن مخصوص کے امتحان کرنے سے اس کی اصلیت بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ جواہر خالص اصلی ہے تو پھر اس کے عیب اور نقائص کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ بعض جواہر میں ایسے عیب چھپے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کے نکلوانے میں جواہر کی نصف قیمت نہیں رہتی۔ جواہر میں عموماً یہ نقص ہوتے ہیں۔ (۱) بال۔ جواہر میں ریت کے کنکروں کی طرح سفید، بھورے یا سرخ رنگ کے دانے سے ہوں۔ ان کے علاوہ ہر جواہر کے کچھ خاص عیب ہوتے ہیں جو ہر جواہر کے مضمون میں بیان کئے جائیں گے۔

جواہرات کی قیمت پر رواج کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ کسی وقت ایک اعلیٰ درجہ کا جواہر بے رواجی کی وجہ سے بہت کم قیمت پاتا ہے۔ اس کے برعکس ایک ادنیٰ قسم کا جواہر خریداری

کی کثرت کے باعث زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے۔ جواہرات کی نئی کانوں کے دریافت ہونے سے بھی ان کی قیمت پر اثر ہوتا ہے۔ عموماً جواہرات کی قیمت خریدار کی پسند پر ہوتی ہے۔ جواہرات فروخت کرنے والا جب یہ بھانپ لیتا ہے کہ خریدار کو جو نگینہ زیادہ پسند ہے اس کی قیمت دوگنی یا تین گنا کر دیتا ہے۔

جواہرات کے یمن و برکات

عوام کے نزدیک سحر و کرامات کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کا ظہور میں آنا جو قانون قدرت کے خلاف ہو۔ غرضیکہ جو بات جس کے ذہن میں نہ آئی یا جو بات سمجھ سے بالاتر ہوا سے سحر کہہ دیا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ عوام کا یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کو دیکھ کر جو اس کی سمجھ میں نہ آتا ہو اور نہ ہی وہ قبل اس کے اس کے سننے میں آیا ہو یہ کہہ دے کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ گو وہ پیشتر سے ایسی باتیں فرض کر لیتا ہے کہ جس کا کوئی بشر دعویٰ نہیں کر سکتا اور جس پر صرف وہ صانع حقیقی ہی حاوی ہے۔ اول تو اس کے کہنے سے اس کا یہ مقصد ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص تمام قوانین قدرت سے واقف ہے۔ کیونکہ اگر وہ واقف نہ ہوتا تو وہ کس طرح سے یہ دریافت کر لیتا کہ فلاں بات قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ بات ممکن ہے کہ انسان تمام قوانین قدرت کو جانتا ہے۔ جب اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے، اس کے قوانین بھی اندازہ گمان میں نہیں آسکتے اور عقدہ راز فطرت عقل و فہم کے زور سے نہیں کھل سکتا تو انسان جو ایک محدود ہے کیونکر اس وسیع کائنات کے سب قوانین قدرت کو جان سکتا ہے۔ مثلاً الماس میں یہ عجیب خاصیت ہے کہ جو کوئی شخص اس کو پہنے اس کو جسمانی صحت حاصل ہوتی ہے۔ سب خوف دور ہو جاتے ہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی ہے۔

اس جدید دور میں صرف علم کیمیا و علم طبعی و فلاسفی کی چند کتب پڑھنے سے بعض لوگوں نے قوانین قدرت کو محدود سمجھ لیا ہے اور یقین کر لیا ہے کہ ان علوم کے اصول کے برخلاف کوئی امر ہو نہیں سکتا۔ یعنی خلاف قانون قدرت ہے۔ اس لئے چونکہ ان علوم کے اصول کے مطابق ایک پتھر میں ایسی طاقت ہونی، واہیات بات ہے۔ ایسے لوگوں نے ان

باتوں کو غلط سمجھا اور کہا کہ کہاں الماس جو ایک ناچیز و بے طاقت سنگریزہ ہے۔ اتنی طاقت رکھے کہ اس کے پہننے سے دشمنوں پر فتح حاصل ہو۔ بس اگر دشمن آ جائے تو الماس پہن کر بیٹھ جاؤ۔ مشین گنوں اور فوجوں کا کام خود بخود نکل آیا۔ اب آپ اس کی تردید ملاحظہ فرمائیں۔ ہر انسان اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت لا انتہا ہے اور انسان کی طائر عقل و فہم کی اتنی بلند پرواز ی نہیں کہ وہاں تک پہنچ سکے۔ عقدہ راز قدرت اب تک نہیں کھلا۔ جس قدر کسی عالم و فاضل نے ساری عمر تجربات کرتے اور صفحہ ہستی کو مطالع کرتے چند باتیں معلوم کر لیں و قوانین قدرت تصور کر لئے اور باقی باتیں وہی خلاف قانون قدرت سمجھی گئیں۔ ایک طرف تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قوانین قدرت لا انتہا ہیں اور پھر یہ کہیں کہ فلاں بات قانون قدرت کے خلاف ہوئی گویا قوانین قدرت محدود ہیں۔ اس میں اجتماع ضدین واقع ہوتا ہے۔ ایک چیز کو ہم یہ کہتے ہیں کہ غیر محدود ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ کوئی چیز اس کے باہر واقع ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیر محدود نہیں ہے۔ اس صانع حقیقی نے جو قوانین بنائے ہیں وہ مثل قوانین نوع انسان جیسے نہیں کہ آج جاری ہوئے کل منسوخ ہو گئے۔ انسان تو اپنے علم و عقل کے محدود ہونے کے باعث اپنے سب کاموں کے نتائج بخوبی دیکھ نہیں سکتا ہے اور جب کسی بات کے حصول یا دفعیہ کے لئے اس کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تو اس وقت وہ مجبور ہوتا ہے کہ کوئی دوسری تدبیر کرے اور بوجہ اپنے ذاتی نقص کے کبھی اس بات میں کامیاب نہیں ہوتا کہ کوئی ایسا قانون بنائے جو تمام دنیا کے واسطے کافی ہو۔ اور جس کو کبھی منسوخ کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہی قوانین ہیں جو اپنی جگہ پر اٹل ہیں کیونکہ تمام کائنات پر اسی کا ہی قبضہ ہے۔

لہسنیا کے مقامات پیدائش

لہسنیا دنیا کے کئی ایک مقامات سے نکلتا ہے۔ خاص کر پاکستان، ہندوستان، سری لنکا، برازیل، امریکہ، مغربی جرمنی، برہما اور جنوبی افریقہ کے علاقہ جات میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ یہ جواہر نیلم کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے جو زردی مائل، سبز اور شوخ زیتونی رنگ کا ہوتا ہے۔ جن ممالک کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ سنگریزوں میں پایا جاتا ہے۔ بعض ماہرین کا

بیان ہے کہ لسنیا گجرات اور عمان کی عقیق کی کانوں سے نکلتا ہے۔ پاکستان میں سوات کے مقام پر پایا جاتا ہے۔

لسنیا کی قیمت اور نقائص

لسنیا کی قیمت مقدار، خوش رنگت اور خصوصاً دھاری پر منحصر ہوتی ہے۔ یہ دھاری عمدہ اور چمکیلی ہونی چاہیے۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک صاف ہو اور بہت موٹی یعنی چوڑی بھی نہ ہو۔ رنگ کا قیمت میں چنداں لحاظ نہیں کیا جاتا کیونکہ کسی کو ایک رنگ پسند ہوتا ہے اور دوسرے کو کوئی اور رنگ بھاتا ہے۔ پھر بھی عموماً سبز اور زیتونی زیادہ پسند کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں رنگوں کی زمین پر یہ دھاری بہت ہی صاف اور خو معلوم ہوتی ہے۔ اس جواہر کی قیمت کے تعین کا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اندازاً انگوٹھی کے سائز کا نگینہ ایک سو روپے سے ایک ہزار روپے تک عام مل سکتا ہے۔ بلکہ اعلیٰ قسم کا اور بڑے سائز میں یہ نگینہ کئی ہزار روپے کی قیمت کا ہوتا ہے۔ یورپ میں اس جواہر کا رواج عام ہے اس لئے اس کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ برصغیر کے جوہری اس جواہر کے سحری خواص کے قائل ہونے کے باعث اس کی قیمت زیادہ ڈالتے ہیں۔

برصغیر کے جوہری لسنیا میں یہ عیب بیان کرتے ہیں۔ (۱) چیر۔ جس میں شگاف یا دراڑ ہو۔ (۲) چادر۔ جس کی تمام سطح پر دھبیاں ہوں اور (۳) گدر۔ جو کسی جگہ سے شفاف اور کسی جگہ سے غیر شفاف ہو۔

لسنیا کے سحری خواص

یہ جواہر اگر بچوں کے گلے میں پہنایا جائے تو انہیں نظر، سحر و جادو، جن اور بھوت کے آسیب سے محفوظ رکھتا ہے۔ دردزہ کے وقت اگر یہ جواہر زچہ کے بالوں میں باندھ دیا جائے تو بچہ کی ولادت آسان ہو جاتی ہے۔ اس جواہر کو پہننے سے بدخوابی دور ہو جاتی ہے۔ اس کو پہننے سے فتح و نصرت اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص خواب میں چونک اٹھنے کا

عادی ہو اس کے گلے میں ڈالدیں انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ دے گا۔ اس کو استعمال کرنے والا دشمنوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ جواہر مصیبت اور پریشانی دور کرتا ہے۔ اس کے اثرات کچھ نیلم سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جنگ کے میدان میں یہ جواہر دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ عوام میں عزت و منزلت اور اقبال بلند کرتا ہے۔ یہ پیار اور محبت میں کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔

لہسنیا کے طبّی فوائد

یونانی طبابت کی کتابوں میں یونانی حکماء لہسنیا کے یہ طبّی فوائد بیان کرتے ہیں۔ یہ جواہر مفرح القلوب ہے۔ اگر اس کا سرمہ بنا کر آنکھوں میں ڈالا جائے تو آنکھوں کی جملہ بیماریوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ منجن بنا کر اگر دانتوں پر ملا جائے تو دانتوں کو صاف اور چمکیلا بنا دیتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کے لئے اگر عورت کو دودھ میں ڈال کر پلایا جائے تو مانع حمل ہو جاتا ہے۔ اس جواہر کا کشتہ بنا کر پرانے زخموں پر اگر لگایا جائے تو زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔

محمد شبیر قادری

نگینہ ولادت

انسان خواہ امیر ہو، غریب ہو، بادشاہ ہو یا فقیر یعنی کوئی ایسا بشر نہیں ہے جس کو جواہرات کی خواہش نہ ہو۔ امراء و سلاطین کے ہاں یہ خوشنما پتھر (جواہرات) عام پائے جاتے ہیں فقیر اور درویش لوگ تو ان جواہرات کی مالا یا تسبیح پہنے ہوئے عام نظر آئیں گے۔ اپنی حسب توفیق کم قیمت کے موتی گو نگے ہی استعمال میں لاتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ انسان کو جواہرات سے اس قدر لگاؤ ہے کہ وہ جواہرات کو کسی نہ کسی صورت میں استعمال ضرور کرتا ہے۔ امراء و سلاطین تو ان جواہرات کو زیورات میں جڑوا کر اپنی بہو بیٹیوں کو بطور تحفہ یا جہیز میں دیتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عوام کی اکثریت ان جواہرات کے خواص اور ماہیت سے واقف نہیں ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں ہر قسم کے جواہرات مل سکتے ہیں مگر عوام کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ جواہرات کہاں پیدا ہوتے ہیں، کس طرح بنتے ہیں انکے فائدے کیا ہیں، ان کی شناخت کس طرح ہوتی ہے، ان کی قیمت کیا ہو سکتی ہے اور انکی ماہیت کس طرح پہچانی جا سکتی ہے؟

بہرحال باوجود ان تمام باتوں کے جواہرات کے شوق اور استعمال میں کوئی کمی نہیں پائی جاتی اصل میں اس مضمون کا تعلق علم معدنیات سے ہے اور یہ علم جاننے والے جواہرات کے فوائد اور ان کی ماہیت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ جدید دور میں سائنس کی معلومات سے ایک فائدہ پہنچا ہے وہ یہ کہ جواہرات کی شناخت کے قواعد منظر عام پر آ سکے ہیں۔ اب سائنس کے مطابق زیادہ مستحکم معیار رکھا گیا ہے جس میں غلطی کا امکان کم ہو گیا ہے۔ ہر ایک جواہر کی ماہیت یعنی شکل، صلابت، وزن مخصوص، طاقت برقی، انعکاس، چمک دمک اور خواص باطنی کی پوری تشریح مل سکتی ہے۔ معمولی اور نقلی جواہرات کی بھی سائنس کے قواعد و اصول کے مطابق تمیز ہو سکتی ہے۔

انہی جواہرات میں سے درجہ اول کے جواہرات برتھ سٹون کہلاتے ہیں جو تاریخ پیدائش یا نام کے پہلے حرف کے مطابق انگوٹھی یا زیورات میں جڑوا کر پہنے جاتے ہیں۔ یہ ایک قسم کے قیمتی پتھر ہوتے ہیں اور برقی طاقت کی وجہ سے ان کے خواص کا انعکاس انسان کے جسم میں داخل ہو کر خاطر خواہ فوائد پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر شے کسی نہ کسی مقصد کیلئے پیدا کی ہے اور ہر شے میں اس ذات اقدس کی بہترین صناعی ظاہر ہوتی ہے جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ صرف پتھر ہی ہیں اور ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا وہ غلطی پر ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ پتھر ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسے خواص اور فوائد مختص کئے ہوئے ہیں جن کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

لفظ جواہر سے وہ بیش قیمت پتھر مراد ہیں جو تمام پتھروں سے افضل ہیں اور سختی، چمک رنگ اور ڈھنگ کے باعث خوشنما اور قیمتی ہیں۔

علم الجواہر وہ علم ہے جس کے ذریعہ جواہرات کے خواص و اوصاف، ان کے نقائص و خوبی کی شناخت ہو، ان کی قیمت کی تشخیص کی جاسکے اور ان کے پیدا ہونے کا مقام معلوم ہو سکے۔

تمام جواہرات اپنی خواص کے لحاظ سے تین قسم کے ہیں

(ا) قسم اول یہ نو (۹) ہیں ان کو عربی میں جواہر تسعہ اور ہندی میں نورتن کہتے ہیں اور اردو میں بھی نورتن کہتے ہیں۔

(ب) قسم دوم یہ تعداد میں تیس (۳۰) ہیں ان کا اردو اور عربی میں کوئی نام تعداد کی نسبت سے کتابوں میں نہیں ملتا۔ ہندی میں ان کو اُپ رتن کہتے ہیں۔

(ج) قسم سوم وہ پتھر ہیں جو بافراط مل سکتے ہیں اور ان سے عام اشیاء مثلاً ظروف اور اوزار وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے پتھروں کی تعداد اسی (۸۰) ہے۔

ان جواہرات کی اقسام کی تقسیم قدرتی نہیں ہے بلکہ مشاہدہ اور تجربے کی بناء پر اور ان کے خواص اور فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو تین حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔

ہم نے مختلف قدیم تاریخی کتابوں کا مطالعہ کر کے استفادہ کیا ہے اور اپنے ان قارئین کی سہولت کیلئے اس مضمون کو شائع کر رہے ہیں جو ان قدرتی جواہرات کی برقی قوت اور مخفی کرامات سے ناواقف ہیں۔ ان جواہرات سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری

ہے کہ سب سے پہلے آپ کو صحیح تاریخ پیدائش معلوم ہو اگر صحیح تاریخ پیدائش یاد نہیں ہے تو اپنے نام کا پہلا حرف لے کر متعلقہ ستارہ، طالع برج، دھات، رنگ، دن، ساعت اور تاریخ معلوم کریں اس کے بعد ذیل میں دیئے گئے نقشہ سے اپنا برتھ سٹون معلوم کریں۔

ان جواہرات کا ذکر زمانہ قدیم کی تاریخی کتابوں میں عام ملتا ہے اور بہت سے محققین نے ان پر کتب اور رسائل لکھے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی ان جواہرات کی قدر وقیمت اور استعمال کا رواج عام تھا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ اسلام کے دور نبوت میں بھی لوگ جواہرات کو بڑی عزت و احترام اور فخر کے ساتھ استعمال میں لاتے تھے اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی میں جو نگین لگوایا ہوا تھا اس پر آپ کی مہر کندہ تھی اسی طرح قدیم تاریخ میں یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں روشنی پیدا کرنے کیلئے جواہرات لگے ہوئے تھے اور ان جواہرات کی چمک و دمک سے روشنی پیدا ہوتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگشتری مبارک میں جو نگین تھا اس پر آپؐ کی مہر یعنی کلمہ طیبہ کندہ تھا اور حضور اکرمؐ بطور مہر استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح آئمہ طاہرین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسین علیہم السلام کی انگشتریوں میں بھی جواہرات بطور نگین جڑے ہوئے تھے جن پر ان کی مہریں کندہ تھیں اسی طرح باقی آئمہ طاہرین نے بھی انگشتریوں میں نگینوں کا استعمال کیا ہے ہندو مذہب کی قدیم تاریخی کتابوں میں بھی ان جواہرات کو استعمال کرنے کا رواج کثرت سے ملتا ہے۔

تمام قدرتی جواہرات اپنے اندر ایک قوت جاذبہ اور مقناطیسی اثر رکھتے ہیں اور یہ سب خلاق عالم کے قانون قدرت کے زیر اثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات کی ہر شے پر قدرت رکھتی ہے اور ہر شے اس ذات پاک کے احاطہ قدرت میں ہے اور جو شے احاطہ قدرت میں ہے وہ بامقصد ہے چاہے وہ کتنی ادنیٰ سے ادنیٰ شے کیوں نہ ہو۔ اس موقعہ پر وہ حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ یہ جواہرات صرف پتھر ہی ہیں اپنے ایمان کے ترازو میں تول کر اور پرکھ کر یہ بتائیں کہ یہ قدرتی جواہرات صرف پتھر ہی ہیں یا ان میں قدرتی کرامات موجود ہیں۔ ان جواہرات کو استعمال میں لانے سے انسان مختلف فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ کئی قسم کے امراض دور ہوتے ہیں۔ جادو ٹونہ اور دشمنوں سے تحفظ حاصل کیا جاسکتا ہے زمانہ قدیم میں حکماء اور اطباء ادویات کے مرکبات میں ان قدرتی جواہرات کا استعمال کثرت سے کرتے تھے بلکہ قسم اول کا جواہر مروارید اب بھی ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ان جواہرات میں

عجیب و غریب کرامات پائی جاتی ہیں اسی وجہ سے جو حضرات ان جواہرات سے بخوبی واقف ہیں وہ عام استعمال کرتے ہیں اور خاطر خواہ فوائد حاصل کرتے ہیں یہ بات میرے مشاہدہ میں آئی ہے کہ ان قدرتی جواہرات کے استعمال سے بے شمار امراض دور ہوتے ہیں اور بے شمار آفات ناگہانی سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر صحیح جواہر منتخب کر کے اصول کے مطابق پہنا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علاوہ امراض و آفات کے عزت، مرتبہ، محبت، شہرت، طاقت، مال و دولت اور لازوال مسرتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ان جواہرات کو بطور برتھ سٹون منتخب کرنے کیلئے مندرجہ ذیل اصول بنائے گئے ہیں۔ اگر آپ ان پر عمل کریں گے تو برتھ سٹون پہننے کے بعد ضرور فوائد حاصل ہوں گے۔

(ا) برتھ سٹون منتخب کرنے کیلئے پہلے اپنے متعلقہ ستارہ اور طالع برج کا تعین کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کسی صاحب علم سے رابطہ قائم کریں یا نقشہ سے مدد لیں۔

(ب) برتھ سٹون کا تعین اپنی صحیح تاریخ پیدائش کے مطابق کسی صاحب علم سے کرائیں یا پھر کسی جوہری سے رابطہ قائم کریں۔ اگر صحیح تاریخ پیدائش یاد نہ ہو تو اپنے نام کے پہلے حرف کے مطابق نیچے دیئے ہوئے نقشہ کی مدد سے اپنے ذاتی پتھر کا انتخاب کریں۔

(ج) اپنے ستارہ اور طالع برج کا رنگ، دھات، دن، تاریخ اور ساعت کے مطابق پتھر کو جڑوائیں۔

(د) جب آپ اپنا برتھ سٹون منتخب کر لیں تو خریدنے سے پہلے یہ یقین کر لیں کہ یہ استعمال شدہ نہ ہو۔ استعمال شدہ پتھر بجائے فائدہ کے نقصان دے گا۔

(ہ) جس انگشتری میں آپ نگینہ جڑوانا چاہتے ہیں وہ اس طریقہ سے تیار کروائیں کہ نگینہ ہر وقت آپ کی انگلی کی جلد کے ساتھ مس کرتا رہے تاکہ نگینہ کی برقی شعاعیں آپ کے جسم کو ملتی رہیں۔

(و) خریدنے سے پہلے برتھ سٹون کی شناخت بہت ہی ضروری ہے۔ نقلی اور ناقص پتھر آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ شناخت کے لئے کسی صاحب علم یا جوہری ... ئم کریں۔

نقشہ برائے انتخاب برتھ سٹون

تاریخ پیدائش	نام کا پہلا حروف	متعلقہ ستارہ	متعلقہ برج	موافق پتھر	متعلقہ دن	متعلقہ تاریخ	موافق رنگ
۱۔ ۲۲ر مارچ تا ۲۰ر اپریل	ا - ل - ع - ی	مریخ	حمل	مرجان مونگا	منگل	۱۳	سرخ
۲۔ ۲۱ر اپریل تا ۲۱ر مئی	ب - و	زہرہ	ثور	الماس (ہیرا)	جمعہ	۱۴	نیلا
۳۔ ۲۲ر مئی تا ۲۱ر جون	ق - ک	عطارد	جوزا	زمرد (پنہ)	بدھ	۱۷	زرد - سرخی مائل
۴۔ ۲۲ر جون تا ۲۳ر جولائی	ح - ہ	قمر	سرطان	مروارید موتی	پیر	۱۸	سفید - ہلکا نیلا
۵۔ ۲۴ر جولائی تا ۲۳ر اگست	م	شمس	اسد	لاجورد (نیلم)	اتوار	۱۹	نارنجی
۶۔ ۲۴ر اگست تا ۲۳ر ستمبر	پ - غ	عطارد	سنبلہ	سنگ دودھیا/زبرجد	بدھ	۲	گہرا زرد
۷۔ ۲۴ر ستمبر تا ۲۳ر اکتوبر	ر - ت - ط	زہرہ	میزان	مرجان - عقیق سرخ	جمعہ	۳	ہلکا گلابی و نیلا
۸۔ ۲۴ر اکتوبر تا ۲۲ر نومبر	ذ - ز - ض - ظ ن	مریخ	عقرب	پکھراج	منگل	۴	گہرا سرخ
۹۔ ۲۳ر نومبر تا ۲۲ر دسمبر	ف	مشتری	قوس	گئوپلک	جمعرات	۷	ہلکا ارغوانی
۱۰۔ ۲۳ر دسمبر تا ۲۰ر جنوری	ج - خ - گ	زحل	جدی	عقیق یمنی	ہفتہ	۸	گہرا نیلا - سلیٹی
۱۱۔ ۲۱ر جنوری تا ۱۹ر فروری	س - ش - ص ث	زحل	دلو	لاجورد - سنگ یشب	ہفتہ	۹	سیاہ
۱۲۔ ۲۰ر فروری تا ۲۱ر مارچ	د - چ	مشتری	حوت		جمعرات	۱۲	غیر معمولی سبز

قارئین کی سہولت کے لئے ایک اور نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے جس کی مدد سے متعلقہ دھات جس کی انگوٹھی بنوانی چاہئے معلوم کی جا سکتی ہے۔

نقشہ متعلقہ دھات بمطابق سیارگان

نمبر شمار	متعلقہ برج	متعلقہ ستارہ	موافق دھات	امدادی دھات
۱۔	حمل	مریخ	لوہا	سونا یا ٹن
۲۔	ثور	زہرہ	تانبا	چاندی
۳۔	جوزا	عطارد	پلاٹینم	تانبا یا پلاٹینم
۴۔	سرطان	قمر	چاندی	تانبا
۵۔	اسد	شمس	سونا	ٹن یا لوہا
۶۔	سنبلہ	عطارد	سکہ	تانبا
۷۔	میزان	زہرہ	تانبا	سونا یا پلاٹینم
۸۔	عقرب	مریخ	لوہا	چاندی یا پلاٹینم
۹۔	قوس	مشتری	ٹن	سونا یا لوہا
۱۰۔	جدی	زحل	سکہ	پلاٹینم
۱۱۔	دلو	زحل	پلاٹینم	چاندی
۱۲۔	حوت	مشتری	چاندی	ٹن

ہم قارئین کرام کی خدمت میں مزید معلومات کیلئے ان قدرتی جواہرات کی عجیب و غریب کرامات برکتیں اور فوائد تحریر کرتے ہیں تاکہ کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

یہ جواہرات جو اپنی دلربا چمک و دمک اور دلفریب آب و تاب کے باعث سب دنیاوی اشیاء سے اعلیٰ درجہ کے ہیں صرف انہی خارجی اوصاف کے باعث ہر دلعزیز اور شہرہ آفاق نہیں ہیں بلکہ ان میں کئی عجیب و غریب کرامات اور برکات تسلیم کی گئی ہیں جن کے

باعث لوگ بڑی خواہش سے ان کے طلب گار ہوتے ہیں زمانہ قدیم کے لوگوں کا یہ اعتقاد چلا آرہا ہے کہ جواہرات کے پہننے سے کئی برکات نازل ہوتی ہیں کئی آفات و امراض سے بچاؤ ہوتا ہے۔ ان کے یمن سے طاقت، دولت مرتبہ، خوشی اور کئی برکتیں حاصل ہوتی ہیں کئی جواہر سعد اور کئی خواہر نحس سمجھے جاتے ہیں گو آج کل کے تہذیب یافتہ نوجوانوں اور نئی روشنی والوں کے نزدیک یہ خیالات واہیات ہیں لیکن ہر زمانہ میں عالم و فاضل ہوتے ہیں جنہوں نے اس مضمون کی طرف توجہ فرمائی ہے اور ان جواہرات کے یمن و برکات کے بارہ میں اپنے خیالات قلمبند کر کے چھوڑ گئے ہیں جن کے باعث آج کل بھی اس زمانہ علم و فضل میں جبکہ نئی روشنی پرانے ضعیف الاعتمادی کے خیالات دور کرتی جاتی ہے۔ کئی اقوام ان کی برکات اور یمن کے منعقد ہیں۔

ہندو مذہب کی قدیم تاریخی کتابوں میں ان قدرتی جواہرات کے سحری خواص کا تذکرہ مطالعہ کرنے سے پایا جاتا ہے کہ ان جواہرات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی کرامات اور خواص عطا کیے ہیں جن کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ انہی کی بعض کتابوں میں جواہرات کا استعمال کرنا فرائض مذہبی میں بڑا ثواب بخش اور سعد تسلیم کیا گیا ہے علم نجوم میں کئی ایک نحس کواکب کے بد اثرات کے رد کرنے کے واسطے خاص خاص جواہر موسوم کیے گئے ہیں جن کے استعمال سے نحوست دور ہو جاتی ہے اور اگر کسی ستارے کی گردش کے ایام میں نحوست کا ڈر ہو تو اس ستارے کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اور نحوست کو دور کرنے کیلئے ایام گردش کے دوران خاص خاص جواہر کا پہننا فائدہ مند سمجھا گیا ہے اسی طرح کئی ایک زیورات میں خاص طور پر جواہر جڑوا کر پہننے سے عزت، شہرت، دولت، راحت، طاقت، اور اقبال کا حاصل ہونا قرار دیا گیا ہے ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے گا۔ کہ ستاروں کے برخلاف ہونے اور ان کے ایام گردش میں کون سے جواہر پہننے چاہیں۔

محمد شبیر قادری

نمبر شمار	نام ستارہ	برخلاف ہونے کی صورت میں کون سا جواہر استعمال کرنا ہے	ستارہ کا خاص جواہر	ایام گردش دور کرنے کے لئے کون سا جواہر پہننا ہے
۱۔	شمس	یاقوت رمانی	یاقوت رمانی	یاقوت رمانی
۲۔	قمر	مروارید	مروارید۔ حجر القمر	الماس
۳۔	مریخ	مرجان	مرجان	مرجان
۴۔	عطارد	زمرد	زمرد۔ زرقون	زرقون
۵۔	مشتری	پکھراج	پکھراج۔ بلور	مروارید
۶۔	زہرہ	الماس	الماس۔ لہسنیا	لہسنیا
۷۔	زحل	نیلم	نیلم۔ گاؤ میلاک	نیلم

علم معدنیات کی روشنی میں اور مشاہدات اور تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ تمام معدنیات اور دنیاوی اشیاء میں مقناطیسی طاقت موجود ہے اب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ معدنیات میں کئی طرح کی عجیب و غریب طاقتیں اور خواص ہیں اور ان کا کئی ملائکہ اور موکلین سے براہ راست تعلق ہے چودھویں صدی ہجری کے عالم و فاضل اور لاثانی کیمیا گر مسٹر ولی پیوفی بیان کرتے ہیں کہ الماس نیلم اور دیگر جواہرات میں عجیب و غریب طاقتیں اور خواص سحری پائے جاتے ہیں اور اگر قاعدے کے مطابق کوئی طلسم یا نقش تیار کیا جائے تو کئی ملائکہ اور موکلین مطیع ہوجاتے ہیں اور جواہرات پہننے والے کو نا مغلوب بنا دیتے ہیں اسی طرح مغربی ممالک کے مسٹر آرفیوس صاحب جن کو ان قدرتی جواہرات کا بہت تجربہ تھا لکھتے ہیں کہ قدرت نے انسان کیلئے ہر ایک طرح کے نیک و بد لازم کئے ہیں اور ساتھ ہی اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ ہر ایک آفت کا دفعیہ اور مقاصد کا حصول قدرتی جواہرات کے ذریعہ ہو سکتا ہے کیونکہ ان میں کئی طرح کی طاقتیں اور سحری خواص موجود ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں کی کتاب منی مالا (حصہ دوم) میں مصنف نے لکھا ہے کہ جس طرح دیگر علوم و فنون ترقی کر رہے ہیں اسی طرح علم معدنیات نے بھی خاطر خواہ ترقی کی ہے

جو بھید ہمارے آباد اجداد کو معلوم نہ تھے اور عقدہ فطرت اب تک کھلے نہ تھے وہ دریافت ہو کر کھل گئے ہیں اور رفتہ رفتہ قدرتی جواہرات کے عجیب و غریب خواص سحری ظاہر ہوتے جارہے ہیں۔ جس طرح روشنی اور برق کی پوشیدہ طاقتیں آج کل طالب علموں نے تسلیم کرلی ہے اسی طرح ان قدرتی جواہرات کی عجیب و غریب طاقتیں اور سحری خواص بھی تسلیم کیے جارہے ہیں۔

محمد شبیر قادری

گاؤ میدک یعنی زرقون

اس جواہر کو اردو اور فارسی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ سنسکرت میں گاؤ میدک ' پنجابی میں گومید ' سراندیپی میں گومیدک ' آسامی زبان میں پیسی ' برہمی میں گوموس ' عربی میں لعل ددد ' انگریزی میں زرقون (ZIRCON) کہتے ہیں۔ جرمنی میں زرکن (ZIRKUN) کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ ایک قدیمی جواہر ہے اور اس کا شمار درجہ اول کے جواہرات میں ہوتا ہے۔ کئی ایک روایات اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی بابت علمائے متقدمین کو بخوبی علم تھا لیکن اس میں شبہ ہے کہ آیا اس زمانہ میں اسی جواہر کا یہی نام تھا۔ اہل روم اسے متبرک سمجھتے ہیں۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کی استعمال سے دولت اور عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ علم معدنیات کی کتب میں اس جواہر کے تین نام ملتے ہیں۔ (۱) جارگوں (JARGOON) (۲) ہایا سنتھ (HYACINTH) اور جیسنتھ (JACINTH) چنانچہ روشن چمکیلے اور شفاف گاؤ میدک کو ہایا سنتھ یا جیسنتھ اور بھورے دوری رنگ والے کو جارگون کہتے ہیں۔ مسٹر بوئے ٹس (MR. BOETUS) جو بہت ہی تجربہ کار محقق گزرے ہیں اس نے اس جواہر کی چار قسمیں بیان کی ہیں (۱) وہ نگینہ جس کا رنگ قرمزی ' سیندوری یا آتشی ہوتا ہے۔ (۲) جس کا زردی مائل سرخ رنگ ہوتا ہے۔ (۳) وہ کہربا سے مشابہت رکھتا ہے۔ (۴) یہ قسم سفید کہربا کی طرح ہوتی ہے۔ اس میں سرخی نہیں ہوتی۔

خواص و ماہیت

(۱) گاؤ میدک کی شکل معدنی مربع یا مستطیل ہوتی ہے۔ دونوں سرے نوکیلے ہوتے ہیں۔ اس میں شگاف صحیح نہیں ہوتا۔ (۲) اس میں سختی ۵ء۷ درجہ کی ہوتی ہی۔ (۳) چمک

اس میں الماس کی مانند ہوتی ہے۔ (۴) یہ زرد، بھورا، خاکی، سفید اور سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ (۵) شفاف اور براق ہوتا ہے۔ (۶) اس کا وزن مخصوص ۴٫۶۵ سے ۴٫۰۶۵ درجہ تک ہوتا ہے۔ (۷) طاقت انعکاس اعلیٰ درجہ کی خصوصاً جارگون کی طرح ہوتی ہے۔ (۸) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ (۹) اس میں ۶۷٫۸ حصہ زرقونیا، ۳۲٫۱ سیکا اور ایک حصہ آکسائڈ آہن مرکب ہیں۔ (۱۰) تیز آگ دینے سے اس کی چمک زیادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا رنگ دور ہو جاتا ہے۔ سہاگہ کی مدد سے پگھل کر صاف شیشہ کی صورت کا ہو جاتا ہے گرمی سے اس میں فاسفورس کے خواص پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی اس پر موثر نہیں ہے۔

مقامات پیدائش

گاؤ میدک (زرقون) اکثر آتش فشاں پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی دس کانوں میں نو کانیں آتش فشاں پہاڑوں پر ملیں گی۔ یہ جاری اور ختم شدہ دونوں قسم کے آتش خیز پہاڑوں کے کھنڈرات میں اور دریاؤں کی برآمدہ زمین سے جو پہاڑوں سے گزرتے ہیں، پائے جاتے ہیں۔ بعض مقامات جو آتش خیز نہیں اور اس جواہر کی پیدائش کے باعث مشہور ہیں وہ یہ ہیں: سراندیپ (یہاں کی ریت سے پایا جاتا اور جارگون نکلتے ہیں۔ جیکو۔ ہندوستان، سعودی عرب، ایتھوپیا، بوہیمیا، فرانس، ناروے، گرین لینڈ امریکہ وغیرہ۔

قیمت

زمانہ قدیم میں گاؤ میدک بہت اعلیٰ قیمتی تھا۔ یہ نارنجی رنگ کا صاف اور شفاف ہونا چاہئے۔ آج کل کے جوہری اس کے تین عیب بیان کرتے ہیں۔ چیر یعنی شگاف، داغ اور ابرق۔ سیاہ داغ دور کرنے کے لئے اس کو ریت کے ساتھ آگ دیتے ہیں۔ زمانہ سلف میں یہ ماتمی زیورات کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس لئے عام زیورات میں مستعمل نہ ہونے کے باعث اس کو کاٹنے کی ضرورت کم ہوتی تھی۔ اس کی قیمت مقرر کرنے کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ یہ صرف تجربہ اور اس کی خوبصو

جواہرات قسم دوم

۱۔ لعل رمانی۔ انگریزی میں اسے SPINAL کہتے ہیں۔ یہ جواہر اپنے مختلف رنگوں کے لحاظ سے کئی ناموں میں مشہور ہے اور دنیا کے مختلف مقامات سے نکلتی ہے۔ برہما، سرانديپ، شمالی امریکہ، بوہیمیا، سویڈن، یونائیٹڈ سٹیٹ، گرین لینڈ، ہندوستان اور پاکستان میں اس جواہر کی کئی کانیں ہیں۔

۲۔ کارنڈم۔ اسے ہندی میں کرنڈ کہتے ہیں۔ انگریزی میں ایڈمنٹ (ADMA NATEN) کے نام سے کئی سال مشہور رہا ہے۔ اب یہ صرف CORUNDAM کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایمری کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ ایک قیمتی جواہر ہے۔ یہ ریاستہائے امریکہ، پنسلوینیا، جسنر اور شمالی کرولینا سے بھی نکلتا ہے۔

۳۔ کارکیتنگ۔ اس جواہر کو انگریزی میں (CHRYSOBRYL) کرائسو بیرل کہتے ہیں۔ اسے مشرقی زبرجد بھی کہتے ہیں۔ درجہ دوم کے جواہرات میں بڑا مشہور ہے۔ یہ جواہر عموماً ریگستان میں پایا جاتا ہے۔ یہ بورنیو، میکسیکو، برازیل اور شمالی امریکہ سے نکلتا ہے۔

۴۔ ایلگزینڈرائٹ۔ اس کو انگریزی میں (ALEXANDRITE) ہی کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں شاہ روس نے اپنے نام سے مشہور کیا تھا۔ اس کے خواص کارکیتنگ جیسے ہیں۔

۵۔ پلک۔ یہ جواہر گارنٹ (GARNET) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک خوشنما جواہر ہے۔ یورپ میں یہ بہت ہی مقبول ہے اور عوام شوق سے استعمال کرتے

ہیں۔ ناروے، سویڈن میں بڑی مقدار کا پلک نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں سوئیزرلینڈ، البریا، سمپلن پاس (SIMPLAN PASS) میں عمدہ پلک ملتا ہے۔ ہندوستان، سری لنکا، گرین لینڈ میں بھی یہ دستیاب ہے۔ یہ سونے کے جواہرات میں استعمال ہونے کے باعث بڑا قیمتی ہے۔

۶۔ **فیروزہ** ۔ درجہ دوم جواہرات میں ایک بڑا خوشنما جواہر ہے۔ یہ پیغمبروں کا پسندیدہ جواہر ہے اس لئے اسے مقدس جواہر مانا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ٹرکوائس (TAR QUOISE) کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک مشرقی دوسرا مغربی۔ یہ ایران میں بڑی مقدار سے نکلتا ہے۔ نیشاپوری فیروزہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ جواہر مفرح امراض معدہ ہے۔ ورم، دردِ سر، جنون، صرع اور طحال کو شفا دیتا ہے۔

۷۔ **عقیق** ۔ اس جواہر کو انگریزی میں اگیٹ (AGATE) کہتے ہیں۔ یہ ایک خوش شکل اور مشہور جواہر ہے۔ یہ جرمنی، ہندوستان، ایران، پاکستان، سکاٹ لینڈ کے پہاڑوں کی چٹانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مصر میں سبز رنگ کے عقیق کو اناس، سیاہ رنگ کو سلیمانی، خاکی رنگ کو گوری۔ یمن میں بہترین قسم کے عقیق پائے جاتے ہیں اور ان کو عقیق یمنی کہتے ہیں۔ علمائے متقدمین نے فارسی کی کتب میں لکھا ہے کہ اگر عقیق کو سیب کے شربت کے ساتھ ملا کر استعمال کریں تو جنون، تکسیر، کثرتِ حیض، ناسور اور طحال کو آرام آ جاتا ہے۔ اس کو پہننے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔ دشمنوں کے دلوں میں رعب اور دبدبہ پیدا ہوتا ہے۔

۸۔ **کالسدونی** ۔ بعض علمائے متقدمین اس کو عقیق کی ایک قسم بیان کرتے ہیں اور بعض اسے عقیق سے مختلف بیان کرتے ہیں۔ کالسدونی اور عقیق میں بہت مشابہت ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ عقیق کئی ایک رنگ میں ملتا ہے اور کالسدونی کا صرف ایک ہی رنگ ہے۔ انگریزی میں بھی اسے (CHALCEDONY) کہتے ہیں۔ یہ آئس لینڈ، برازیل، ڈربی شائر، فائف شائر اور کئی ایک دیگر ممالک میں پایا جاتا ہے۔

۹۔ **رودراکھ** ۔ انگریزی میں اس جواہر کو کارنیلین (CARNELIAN) کہتے

ہیں۔ یہ عقیق کی ایک قسم ہے اور ہندی میں اسے رودراکھ کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس کو سارو کہتے تھے۔ زمانہ قدیم میں یہ جواہر عدن، کوہ سینا، روم، بصرہ، ہندوستان اور دیگر غیر ممالک میں پایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں نیوزی لینڈ، آئرلینڈ، سکاٹ لینڈ اور جاپان میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے استعمال سے آسیبی اثرات بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ قانونی مقدمات میں فتح حاصل ہوتی ہے۔

۱۰۔ **سنگ سلیمانی**۔ یہ ایک مشہور جواہر ہے۔ اور عقیق کی نسل میں سے ہے۔ ایرانی زبان کی قدیم کتب میں تحریر ہے کہ یہ سن عیسوی کے آغاز سے قبل یہ اعلیٰ قسم کے جواہرات میں شمار کیا جاتا تھا۔ انگریزی میں اونکس (ONYX) کہتے ہیں۔ اس کے خواص اور ماہیت عقیق سے ملتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کا رنگ سیاہی مائل یا بھورا رنگ ہوتا ہے۔ یہ سنگ سیماق کے ساتھ کئی مقامات پر پایا جاتا ہے۔ یہ دو قسم کی ہے۔ ایک عام اور دوسرا شرقی ہے۔ شرقی سنگ سلیمانی ہندوستان، مصر، سعودی عرب، روس، آئرلینڈ، اور بوہیمیا میں کئی مقامات سے نکلتے ہیں۔

۱۱۔ **سنگ یشم**۔ اس جواہر کو انگریزی میں جیسپر (JASPER) کہتے ہیں۔ اس کو سنگ یشب بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک مشہور اور پرانا جواہر ہے۔ علمائے متقدمین اسے عقیق کی ایک قسم بیان کرتے ہیں۔ اس کا کشتہ بنا کر اس کی ایک خوراک ہاضمہ کو بڑھاتی ہے۔ دل کو طاقت ملتی ہے۔ اندرونی زخموں اور پیچش اور سوزش پیشاب کے لئے فائدہ مند ہے۔ گلے میں پہننے سے خناق کو فائدہ دیتا ہے۔ درد زہ کے لئے عورت کے زانوں میں باندھنے سے بچے کی پیدائش آسان ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ **اوپل**۔ اس کو انگریزی میں بھی اوپل (OPAL) کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ جواہر باعث عزت و رفعت سمجھا جاتا تھا۔ سترہویں صدی کے آغاز سے پیشتر اس جواہر کی بڑی قدر تھی۔ یہ کالسٹرونی کے مشابہ ہے۔ یہ دیگر ممالک سے زیادہ ہنگری میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ہنگری کا اوپل دودھیا رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ ہانڈرس، میکسیکو، برازیل، آسٹریلیا، آئرلینڈ، ڈنمارک اور جرمنی میں بھی کثرت سے نکلتا ہے۔

۱۳۔ **سنگ ستارہ**۔ سنگ ستارہ بھی عقیق کی ایک قسم ہے۔ بعض محققین اسے بھیکھہ کی ایک قسم بیان کرتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں اس جواہر کا بہت رواج تھا اور یہ ظروف میں لگائے جاتے تھے۔ ہندوستان میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ درجہ دوم کے جواہرات میں بڑا خوش رنگ جواہر ہے۔ اس کا رنگ سنہری ہے اس لئے نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسے (CHRYSOPRASE) کہتے ہیں۔

۱۴۔ **امیتھسٹ**۔ یہ ایک عمدہ ارغوانی رنگ کا جواہر ہے۔ انگریزی میں اسے A) (METHYST کہتے ہیں۔ بعض جوہری اس کو ارغوانی رنگ کا بھیکھہ بیان کرتے ہیں۔ یہ جواہر کئی ایک پہاڑوں میں عقیق یا لوہے کی کانوں کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ سب سے عمدہ ارغوانی رنگ کا نگینہ ہندوستان، سائبیریا، سیرالنپ، ایران، آئرلینڈ اور برازیل میں پایا جاتا ہے۔ اس جواہر کو پہننے سے انسان مخفی ارواح سے رابطہ و اتحاد پیدا کر سکتا ہے۔ یہ عارضی پیاس کو دور کرتا ہے اور حس کے ذائقہ کو بڑھاتا ہے۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اس میں نشہ کے دور کرنے کی طاقت ہے۔

۱۵۔ **حجر الدم**۔ یہ جواہر بھی از قسم عقیق ہے۔ بعض علماء اسے بھیکھہ اور بعض سنگ یشم کی ایک قسم بیان کرتے ہیں اور بعض محققین بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک ٹائٹ HEM) (ATITE - یعنی کچے لوہے کی ایک سخت قسم ہے۔ انگریزی میں اس کو BLOOD) (STONES اور ہیلیوٹروپ (HELIOTROPE) کہتے ہیں۔ یہ لفظ دو یونانی الفاظ سے نکلا ہے جن کے معنی آفتاب اور بدلنا کے ہیں۔ یہ ہندوستان، پاکستان، بخارا، سائبیریا، فرانس، ہسپانیہ، جرمنی میں کوہ ہارٹز (HARTZ)، سافیلڈ (SARFI ELD)، والن برگ (WALLEBERG) اور جزیرہ روم میں پایا جاتا ہے۔

۱۶۔ **بھیکھہ**۔ انگریزی میں اس کو کوارٹز یا راک کرسٹل QUARTZ OR) (ROCK CRYSTAL کہتے ہیں۔ یہ بھی عقیق کی قسم میں سے ہے۔ یہ جواہر اتنے مقامات میں پائے جاتے ہیں کہ اس سب کا سطور تحریر میں لانا باعث طوالت ہے۔ صرف چند مقامات لکھے جاتے ہیں جو اس کی پیدائش کی وجہ سے مشہور ہیں۔ سوئیرز لینڈ میں

گرم سل (GRIMSEL) سے تھوڑے فاصلہ پر چوچلی برگ (CHOCHLE BERG)، ذنکن سٹاک (ZENKENSTALK) کی کانوں سے نکلتا ہے۔ ایک مشہور کان فک بک (FICKBUCK) میں تین فٹ قطر کا تقریباً آٹھ سو پونڈ

۱۷۔ **سنگ موچہ۔** یہ جواہر ہندی میں گنج کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ..... کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے۔ انگریزی میں موچہ سٹون (MOCHASTONE) کہتے ہیں۔ یہ بھی عقیق کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سعودی عرب کے شہر موچہ میں پایا جاتا ہے اس لئے اس کا نام سنگ موچہ پڑا۔ اس کا رنگ بھورا ہوتا ہے۔

۱۸۔ **ترمری۔** انگریزی میں اس کو ٹرمالین (TOURMALING) کہتے ہیں۔ مختلف رنگ اور مقامات پیدائش کی رو سے اس کے مختلف نام ہیں۔ سائبیریا کا ترمری رنگ نہایت سرخ، ترتری، ارغوانی، گلابی اور نیلا ہوتا ہے۔ بعض برازیل کا یاقوت کہتے ہیں۔ یہ سراندیپ، کوہ یورال اور ریاستہائے امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ سبز ترمری بہت ہی خوبصورت ہوتا ہے۔ گرین لینڈ اور انگلینڈ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۱۹۔ **کہربا۔** اس جواہر کو انگریزی میں (AMBER) کہتے ہیں۔ یہ از قسم معدنیات شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے مرکبات کیمیائی اور دیگر خارجی حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مادہ نباتات اور رال وغیرہ ہیں۔ چونکہ یہ اکثر بھورے رنگ کے کوئلے اور نفت آمیز لکڑی کے پاس پایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ دلیل زیادہ تر قرین قیاس سمجھی جاتی ہے۔ بحیرہ بالٹک کے ساحل کہربا کی کانیں ہیں۔ یہاں یہ جواہر ریت اور مٹی کے نیچے پایا جاتا ہے۔ ڈنمارک، گلاشیا، پولینڈ، روس، سوئزرلینڈ، سسلی، جنوبی جرمنی، فرانس، اٹلی، سویڈن، ناروے، سائبیریا، چین، پاکستان، ہندوستان، مڈغاسکر، شمالی امریکہ، گرین لینڈ، ہالینڈ، جاپان، فلپائن اور برطانیہ میں پایا جاتا ہے۔

۲۰۔ **حجرالقمر۔** زمانہ قدیم کے جواہرات میں اس کا شمار ہے۔ علمائے متقدمین اس کی مختلف روایات بیان کرتے ہیں۔ لیکن اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ اس میں چاند کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ مسٹر انڈلیس میکاز کی رائے ہے کہ حجرالقمر میں چاند کی ایسی تصویر

ہے جو چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ انگریزی میں اسے مون سٹون (MOON STONE) کہتے ہیں۔ یونانی زبان میں اپروسلینس (APRO SELENS) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس کے معنی درخشاں ماہتاب کے ہیں۔ سنسکرت میں چندر کانت کہتے ہیں۔ حجر القمر میں بہت سی برکات ہیں۔ اس کے یمن سے درخت ثمر آور ہوتا ہے اور کوڑھی شفا یاب ہو جاتا ہے۔ یہ جواہر مقدونیہ، پاکستان، ہندوستان، کے بلند پہاڑوں، سعودی عرب اور سرانڈیپ میں میں پایا جاتا ہے۔ اس کا رنگ نیلا یا سفید ہوتا ہے۔ ایک مسوہ کے برابر پیس کر فاس لینے سے صرع کے مریض کو شفا ہوتی ہے۔ جنون، خفقان کے لئے بے حد مفید ہے۔ اگر کھجور کے درخت پر باندھا جائے تو پھل زیادہ ہوتا ہے۔

۲۱۔ حجر الشمس۔ اس جواہر کو انگریزی میں سن سٹون (SUNSTONE) کہتے ہیں۔ یورپ میں اس کو اڈولیریا (ADULAREA) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ بے رنگ ہے اور اس کے گرد آفتاب کی طرح روشنی کا حلقہ ہے۔ حکیم آرفیوس اس جواہر کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ اس کے دونوں اقسام میں درخشاں داؤں کی طرح مستقیم شعاعیں تاباں ہیں۔ لیکن دونوں کے رنگ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بلحاظ رنگ ایک بلور اور دوسرا کارکیتنک سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ فیوٹس (PHAETUS) نے اس میں دو جن ڈالے ہوئے ہیں جن کے یمن سے پہننے والے کو عزت اور رفعت حاصل ہوتی ہے۔

۲۲۔ سنگ سم۔ یہ پتھر رنگ کا ہے۔ اس کو انگریزی میں جیڈ (JADE) یا نیفرائٹ (NEFHRITE) کہتے ہیں۔ نیفرائٹ ایک یونانی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی گردہ کے ہیں۔ ان لوگوں کو وہم تھا کہ یہ تمام امراض گردہ کو شفا دیتا ہے۔ چین میں یہ عموماً سفید رنگ کا پایا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عام سنگ سم دوم جسے سوسورائٹ (AUSOCIRITE) کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سبزی مائل سفید ہوتا ہے۔ یہ مصر، شمالی امریکہ، مغربی امریکہ، چین اور نیوزی لینڈ میں پایا جاتا ہے۔

۲۳۔ پیریڈٹ۔ انگریزی میں بھی اسے (PERIDT) یا (CHRYSOL

(ITE کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں ہی الماس سے بھی زیادہ قیمتی تھا۔ کئی صدیوں تک یہ زیورات میں مزین ہوتا رہا۔ جس قدر اس کا رنگ شوخ ہو گا اسی قدر اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ برازیل، میکسیکو، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا اور دیگر ممالک میں پایا جاتا ہے۔ کرائی سولیٹ (CHRYSOLITE) قسطنطنیہ، بورنیو، مصر اور یونیمیا کے کئی مقامات سے پایا جاتا ہے۔ ارغوانی رنگ کا جواہر گرین لینڈ میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ جواہر نرم ہوتا ہے اس لئے اسے حفاظت سے پہننا چاہیے ورنہ اس کی جلد ختم ہو جائے گی۔

۲۴۔ اولے وائین۔ اسے انگریزی میں (OLOVINE) کہتے ہیں۔ اس کا رنگ زیتونی رنگ مشہور ہے۔ کم رنگت اور کم صفائی کا ہوتا ہے۔ زیادہ تاریک ہوتا ہے۔ یہ جرمنی، سکاٹ لینڈ اور جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے۔

۲۵۔ میلی کا بیٹ۔ یہ انگریزی کا نام ہے (MALACNITE) زمانہ قدیم کا مشہور اور قیمتی جواہر ہے۔ بعض قدیم کتب میں اس کا نام میلی کائٹس (MALACH ITIS) لکھا ہے۔ اس کا رنگ زمردی سبز ہے۔ زمانہ سلف میں اس کی مہریں بنتی تھیں اور لڑکوں کے گلے میں پہنایا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا کہ اس کے پہننے سے سب بلائیں رد ہو جاتی ہیں۔ یہ سائبیریا، پولینڈ، کارنوال، کوئنز لینڈ میں پایا جاتا ہے۔

۲۶۔ سنگ سیماق۔ اس کو انگریزی میں پرافری (PORPHYRY) کہتے ہیں۔ یہ جواہر عمدہ سبز رنگ کا ہے۔ سنسکرت کی کتب میں یہ جواہرات قسم دوم کی فہرست میں شامل ہے۔ ہندی میں اسے پنڈ کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سبز سرخی مائل یا زردی مائل سرخ ہوتا ہے اور اس پر زردی مائل سبز، سفید یا سرخ داغ ہوتے ہیں۔ یہ سکاٹ لینڈ میں پایا جاتا ہے۔

۲۷۔ لیبری ڈور۔ انگریزی میں اس کا نام (LABRADOR) ہے۔ اہل ہسپانیہ نے ہند کے مغربی حصہ کے اقوام یہ زیورات میں جڑا ہوا دیکھا تھا۔ چونکہ یہ ساحل لیبری ڈور پر بکثرت ملتا ہے۔ اس لئے اس کا نام لیبری ڈور رکھا گیا۔ ۱۷۷۵ عیسوی میں یہ جواہر یورپ میں داخل ہوا تھا۔ عمدہ لیبری ڈور جزیرہ سینٹ پال جے

(ST. PAUL. J) سے نکلتا ہے۔ سن ۱۷۸۱ء میں روس میں پہلی دفعہ بر آمد ہوا۔

سنسکرت کی کتب میں درجہ دوم کے مزید جواہرات درج ہیں۔

(۱) روچک۔ یہ جواہر زرد، سبز، سرخ اور گندمی کا ہوتا ہے۔ یہ کشمیر میں پایا جاتا ہے۔

(۲) اوت پل۔ یہ نیلے رنگ کا کنول سا ہوتا ہے۔ خوب شفاف اور سخت ہوتا ہے۔

(۳) روچک۔ (۴) پاری بھدر (۵) سور ناگی (۶) پال نک (۷) گندہ شیشہ (۸) پنڈ (۹) جیوتی رس (۱۰) پیلو (۱۱) سیلک (۱۲) گنج (۱۳) گند هرب (۱۴) سنکھیری

(۱۵) نیلا رنگ۔ اس کو وائلیٹ روبی (VIOLET ROBY) یعنی ارغوانی یاقوت بھی کہتے ہیں۔ ان کا تفصیلاً ذکر کسی کتاب میں نہیں ملا۔ اس لئے زیر نظر کتاب میں شائع نہیں ہو سکا۔

محمد شبیر قادری

جواہرات قسم سوم

۱۔ لاجورد۔ اس جواہر کو انگریزی میں لےپس لازولی (LAPIS LAZULI) کہتے ہیں۔ یہ خوش رنگت کے باعث بہت مشہور ہے۔ ایک یورپین محقق نے اس کا نام نیلم رکھا تھا۔ اس کی رنگت کو صاف نیلے آسمان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہ جواہر کارڈی لرس (CORDLLERAS) دریائے رایو گرینڈ (RIOGRANDE) کے معدن ویاس (VIAS) اور کینراڈیرو (CANRADERO) کے ...وں کے نزدیک پایا جاتا ہے۔ یہ ارجنٹائن، سائبیریا، چین، بدخشاں، ایران اور آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ امراض سوداویہ کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ مقوی قلب ہے۔ درد گردہ کے لئے مفید ہے، مدر بول کے لئے مفید ہے۔ اس کا روغن زیتون کے تیل کے ساتھ اسقاط حمل کا محافظ ہے۔ اس کے چھڑکنے سے زخم صاف اور خشک ہو جاتا ہے۔ جذام خشک و تر کے لئے فائدہ دیتا ہے۔

۲۔ بلور۔ انگریزی میں اس کو کرسٹل (CRYSTAL) کہتے ہیں۔ یہ بہت مشہور اور خوش... پتھر ہے۔ اس کے بے شمار برتن بنتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں لوگوں کا خیال تھا کہ اس کے پہننے سے بدخوابی نہیں ہوتی۔ اسے نظر کے سامنے رکھنے سے امراض چشم کو فائدہ ہوتا ہے۔ جس عورت کا دودھ سوکھ گیا ہو اگر اس کے پستان پر ملیں تو بہت دودھ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی پیدائش اتنے مقامات پر ہوتی ہے کہ ان کی تفصیل باعث طوالت ہو جائے گی۔

۳۔ بسد۔ عربی میں اس جواہر کو خاصف اللاطینی زبان میں کلوریں اور یونانی میں کوچن چن

بنتے ہیں۔ یہ مرجان کی جڑ سمجھا جاتا ہے۔ علمائے متقدمین نے لکھا ہے کہ یہ ایک نہایت سخت پتھر ہے اور اس بھنڑ کے چھتہ کی طرح سوراخ ہیں۔ سمندر کی لہریں اس کو ساحل پر گرا دیتی ہیں۔ کنارے پر ہوا کے جذب کرنے سے یہ سخت ہو جاتا ہے۔ چونکہ مرجان بھی سمندر سے نکلتا ہے اور بسد سے بہت ملتا ہے۔ ان دونوں میں فرق معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو دوائی کے طور پر استعمال کیا جائے تو یہ بہت مفرح و قابض ہوتا ہے۔ پیشاب کی زیادتی کو دور کرتا ہے۔ تمام قسم کے ناسور، صرع، جنون صفراوی و بلغمی، بد ہضمی، بواسیر، جریان خون، بندش بول جیسے امراض کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ یہ یمن، لبنان، ایران، مالدیپ اور دیگر کئی جزائر میں پایا جاتا ہے۔

۴۔ حجرالاحمر۔ یہ الماس کی ایک قسم ہے۔ اس کا رنگ سرخ مرجان جیسا ہے۔ کھانے میں یہ زہر کا حکم رکھتا ہے۔

۵۔ حجرالاشفاء۔ اس پتھر کا عمدہ سفید رنگ ہوتا ہے۔ اس کا سفوف استراغ خون، ناسور اور ورم کو شفا دیتا ہے۔

۶۔ حجرالاشاکف۔ یہ پتھر سرخ سیاہ یا زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا بیرونی رنگ خواہ کچھ ہو توڑنے سے اس کا اندرونی رنگ ہمیشہ سیاہ آسمانی ہوتا ہے۔ اسے پاپوش ساز استعمال کرتے ہیں اس لئے اس کا نام حجرالاشاکف یعنی موچی کا پتھر رکھا گیا۔

۷۔ حجرالفریقی۔ یہ پتھر نہ بہت وزنی نہ بہت ہلکا ہے۔ یہ افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ اگر یہ زرد رنگ کا ہو تو بہت عمدہ ہوتا ہے۔ اس کا سفوف پانی کے ساتھ ملا کر ناسور پر لگانے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۸۔ حجرالبرقی۔ یہ پتھر کوڑی کی طرح کا ہوتا ہے اور کوفہ کے مقامات پر سیل برقی سے پیدا ہوتا ہے۔ استسقا سوزش معدہ اور ناف کا مرض اس سے دور ہوتا ہے۔ اس پتھر کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور اس میں پانی ملا کر دھوپ میں خشک کریں اور یہی عمل چار مرتبہ تک جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ سفوف پہلے سے چوگنا پانی جذب کر لے اور باریک سفوف تیار کر کے سوزش ناف پر لگا دیں۔ فائدہ ہو گا۔

۹۔ حجرالبہاری۔ یہ پتھر گول، سفید اور سخت ہوتا ہے۔ اس میں دانے ہوتے ہیں جو ہلانے سے چھلکتے ہیں۔ یہ ہمیشہ سمندر کے کناروں پر پایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سمندری جانور ہے جو مرجانے کے بعد ساحل پر آجاتا ہے۔

۱۰۔ حجرالبقر یا گودہن۔ یہ مہرہ گائے کے صفرا میں پایا جاتا ہے۔ اس کی بناوٹ بیضہ کی زردی سی ہوتی ہے۔ اس کا ذائقہ بہت کڑوا ہوتا ہے۔ جب اس کو گائے کے معدہ سے نکالتے ہیں تو یہ خشک ہو کر بہت سخت ہو جاتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ جس گائے کے معدہ میں یہ پتھر ہوتا ہے وہ بتدریج کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اور ہر وقت چلاتی رہتی ہے۔ یہ پتھر ناسور، کنکری، ورم، دنبل، امراض بول و حیض اور یرقان کو دور کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں میں ڈالنے سے جالے کو دور کرتا ہے اور بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اس کے کشتہ کا سفوف مسوڑھوں کو سخت کرتا ہے اور بدبو دہن دور کرتا ہے۔

۱۱۔ حجرالبابر۔ یہ ایک سفید اور گول پتھر ہے اور حجاج کے بحیرہ میں پایا جاتا ہے۔ اگر اسے پانی میں رگڑ کر استعمال کریں تو بندش بول دور ہو جاتی ہے۔ مثانہ پر رکھنے سے کنکری کو نکال دیتا ہے۔

۱۲۔ حجرالبرام۔ یہ پتھر سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اور خراسان میں پایا جاتا ہے اس کے کھانے سے جریان خون بند ہو جاتا ہے۔ اس کا منجن مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔

۱۳۔ حجرالبوہری۔ یہ سیاہ رنگ کا پتھر ایسا نازک ہے کہ تھوڑی سی آگ سے بھی گرم ہو جاتا ہے۔ ناسور اور ورم کو شفا دیتا ہے۔

۱۴۔ حجرالحیہ۔ یہ مہرہ زمرد کی کان سے اور بعض سانپ کے سر سے نکلتا ہے۔ رنگ سبزی مائل سیاہ ہے۔ بچھو اور سانپ کے زہر کے لئے مفید ہے۔ اس کو گلے میں ڈالنے سے درد سر اور غشی کے لئے مفید ہے۔

۱۵۔ حجرالشور۔ اس کو سونا مکھی بھی کہتے ہیں۔ سنہری اور روپہلی تانبے کے رنگ جیسا ہے۔ مزاج گرم خشک ہے۔ اس کو بچوں کے گلے میں ڈالنے سے ڈر خوف دور ہو جاتا ہے۔ استسقا اور بواسیر کے لئے مفید ہے۔

۱۶۔ حجرالیھود۔ اس میں طولاً خطوط ہوتے ہیں۔ یہ نر و مادہ جوڑا ہوتا ہے۔ نر کا رنگ سفید اور مادہ کا سرخ ہوتا ہے۔ یہ پیشاب کثرت سے لاتا ہے۔ پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے۔ مثانہ میں جمے ہوئے خون کو گھلا کر نکال دیتا ہے۔ اس کا سفوف چمگادڑ کے خون کے ساتھ ملا کر پلکوں پر لگانے سے بال پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۷۔ حجرالحوت۔ اس کو سنگ ماہی بھی کہتے ہیں۔ ایک قسم کی مچھلی سے نکلتا ہے۔ مزاج سرد و خشک ہے۔ گردہ کی پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتا ہے۔

۱۸۔ حجرالخطاطیف۔ یہ سنگ ابابیل کے نام سے بھی مشہور ہے۔ عربی زبان میں خطاف ابابیل کو کہتے ہیں۔ یہ ابابیل کے بچے کے شکم میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مزاج گرم تر ہے۔ یرقان خفقان۔ گردہ کی پتھری کے لئے مفید ہے۔ جو بچہ سوتے میں ڈرتا ہو اس کے گلے میں ڈالنے سے ڈر اور خوف دور ہو جائے گا۔

۱۹۔ حجرالنار۔ اس پتھر کو لوہے پر مارنے سے آگ نکلتی ہے۔ اس کا رنگ سفید، سرخ، سیاہ اور بھورا ہوتا ہے۔ باریک پیس کر کتھہ ملا کر جگہ پر لیپ کرانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ کپڑے میں باندھ کر زچہ کی ران پر باندھنے سے تسہیل ولادت ہوتی ہے۔ ولادت کے بعد اس کو کھول دینا چاہیے۔ ضروری ہے۔

۲۰۔ حجرالارمنی۔ یہ ایک نرم پتھر ہے۔ اس کا رنگ لاجوردی اور سرخ ہوتا ہے۔ مزاج گرم و خشک ہے۔ مفرح قلب ہے۔ گردہ اور مثانہ کی تکلیف میں فائدہ دیتا ہے۔ جذام کے لئے مفید ہے۔ اس کا سفوف پانی میں ملا کر غسل کرنے سے قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

درجہ سوم کے وہ پتھر جن کا ذکر صرف سنسکرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔

۱۔ پارس۔ اس کا نام سپرس منی بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سیاہ ہے اور بہت چمکدار ہوتا ہے۔

۲۔ لالڑی۔ یاقوت کی ایک ادنیٰ قسم ہے۔ اس کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ ۲۴ رتی سے

زیادہ وزن کا لعل کہلاتا ہے۔

۳۔ لیلی ۔ ایک ادنیٰ قسم کا نیلم ہے۔ اس کا رنگ زرد اور سرخی مائل ہوتا ہے۔

۴۔ ترشاوا۔ یہ بہت ہی نرم پتھر ہے۔ اس کا رنگ زرد اور سرخی مائل ہوتا ہے۔

۵۔ سنہلا۔ ایک ادنیٰ قسم کا پکھراج ہے۔ اس کا رنگ سنہری ہوتا ہے۔ اور بہت ہی خوبصورت پتھر ہے۔

۶۔ دھنیلا۔ اگر سنہلا کا دودھیا رنگ ہو تو یہ دھنیلا کہلاتا ہے۔

۷۔ نرم۔ یاقوت کی قسم کا ایک پتھر ہے۔ اس کا رنگ زرد اور سرخ ملا ہوا ہے۔

۸۔ سیندوریا۔ اس کا رنگ گلابی ہوتا ہے اور اس پر سفید رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔

۹۔ کھیلا یا جامونیا۔ اس کا رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔

۱۰۔ تامڑا۔ اس کا رنگ سیاہ اور سرخی مائل ہوتا ہے۔ یہ زبرجد کی ایک ادنیٰ قسم ہے۔

۱۱۔ سنگ گوری۔ اس کے پیالے بنتے ہیں۔ اس پر سفید رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔

۱۲۔ گاؤدنت۔ اس کا رنگ گائے کے دانتوں کی طرح زردی مائل سفید ہوتا ہے۔

۱۳۔ امنی۔ اس کا رنگ سیاہی مائل گہرا سرخ ہوتا ہے۔

۱۴۔ پھٹک بوجھاوا۔ بلور کی ایک قسم ہے۔ رنگ اس کا سفید ہے۔

۱۵۔ سنگ رات۔ یہ زمرد کی ایک قسم ہے۔ چمک اس پتھر کی عمدہ نہیں ہے۔

۱۶۔ سنگلی۔ یاقوت کی ایک قسم ہے۔ اس کا رنگ سیاہ اور سرخ ملا ہوا ہوتا ہے۔

۱۷۔ الیمانی۔ اسے سلیمانی بھی کہتے ہیں اگر یہ خاکی رنگ کا ہو تو الیمانی کہلاتا ہے۔

۱۸۔ حجرالیحیاہو۔ اس کا رنگ مٹی جیسا ہوتا ہے۔ امراض بول کے لئے عمدہ علاج ہے۔

۱۹۔ تیلیا۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اس کی شکل چکنی ہوتی ہے۔

۲۰۔ بیروج۔ زمرد سے کم سبز رنگ ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے توڑا کہتے ہیں۔ اس کی کان ہندوستان میں ہے۔

۲۱۔ مرگوج۔ زمرد کی ایک قسم ہے۔ اس کا رنگ عمدہ سبز ہوتا ہے۔ زیادہ چمکدار نہیں ہوتا۔ زمرد سے کم قیمت کا ہوتا ہے۔

۲۱۔ حدید۔ اس کا رنگ خاکی سیاہ ہوتا ہے۔ اور یہ پتھر بہت وزنی ہوتا ہے۔ اس کے مالا اور تسبیح کے دانے بنائے جاتے ہیں۔

۲۲۔ سنگ دھیڑی۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ اس کے پیالے اور تلواروں کے دستے بنتے ہیں۔

۲۳۔ واہن فرنگ۔ اس کا رنگ پستہ جیسا ہوتا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ فولاد کے ایک ٹکڑے پر لیموں کا رس ڈالیں اور اس پر اس پتھر کو ملیں۔ اگر اس پر ملنے سے اس پر پیتل کے داغ نمودار ہوں تو اسے لوکرائی کہیں گے۔ اگر نقرئی رنگ داغ ہوں تو مصری کہا جائے گا اور اگر سنہری رنگ کے داغ ہوں تیلیا کہلاتے ہیں۔

۲۴۔ سنگ مرمر۔ اس پتھر کو انگریزی میں مار بل (MARBLE) کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ رنگین پتھر ملتا تھا۔ اس زمانہ میں یہ پتھر بڑی بڑی عمارتوں میں لگایا جاتا ہے۔ مساجدوں میں بھی اسی پتھر کو استعمال کیا جاتا ہے۔ حرم مقدس کا فرش اسی پتھر سے بنایا ہوا ہے۔ یہ پتھر سخت گرمی سے گرم نہیں ہوتا۔ یہ پاکستان اور ہندوستان میں عمدہ قسم کا پایا جاتا ہے۔

۲۵۔ سوہن مکھی۔ اس کا رنگ نیلا ہوتا ہے۔ بعض پر سنہری رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ اس میں عمدہ چمک نہیں ہوتی۔

۲۱۔ پالی زہر۔ یہ پتھر خاکی اور سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ جو ناسور زہر کی وجہ سے ہو اس پر ملنے سے شفا ہوتی ہے۔

۲۸۔ زہر مہرہ۔ اس کا رنگ سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ اس کے پیالے میں زہر کا اثر

نہیں ہوتا۔

۲۸۔ **سنگ قدرت**۔ یہ سیاہ رنگ کا پتھر ہے اور اس میں زرد رنگ کی رگیں ہوتی ہیں۔

۲۹۔ **گوبا**۔ اس پتھر کا رنگ سفید ہوتا ہے اور سنگ گوری سے اس کی بہت مشابہت ہے۔ لیکن نرم زیادہ ہے۔

۳۰۔ **کسوٹی**۔ یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور یہ سونے کی شناخت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۳۱۔ **سنکھیا**۔ اس کا رنگ کوڑی جیسا ہوتا ہے۔ یہ زہر ہے۔

۳۲۔ **در نجف**۔ اس کا رنگ سفید بلوری قسم کا ہوتا ہے۔ یہ ایک مقدس پتھر ہے اور اس کی بے شمار فضیلتیں اور برکات بیان کی گئی ہیں۔ یہ اتنا سستا ہے کہ ہر خاص و عام اس کو پہنتے ہیں۔ یہ نجف میں بکثرت پایا جاتا ہے اس لئے اس کو در نجف سے پکارتے ہیں۔ یہ دو قسم کے ہیں۔ ایک زمین کی تہہ سے نکلتا ہے دوسرا سمندر سے نکلتا ہے۔ آنکھوں کے امراض کے لئے بہت مفید ہے۔ پہننے والے کے مزاج میں خوشی پیدا کرتا ہے۔

۳۳۔ **سنگ جراحت**۔ اس کا رنگ نیلا قدرے سبز ہوتا ہے۔ اس کے کھلونے بنائے جاتے ہیں۔ زخموں کے لئے بہت مفید ہے۔ حکما اس کو ادویات میں استعمال میں لاتے ہیں۔ اس کا مزاج سرد و خشک ہے۔ گل ارمنی اور گل ملتانی کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے اسہال اور خون کے دستوں کو فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ منہ کے چھالے اور آنتوں کی خراش کے لئے شافی ہے۔

۳۴۔ **دار چینی**۔ اس کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے۔ اس سے تسبیح کے دانے بنائے جاتے ہیں۔

۳۵۔ **سنگ مکڑی**۔ یہ سیاہ رنگ کا پتھر ہے۔ اس کی سطح عنکبوت (مکڑی) کی جالی کی طرح نظر آتی ہے۔

۳۶۔ **لودھیا**۔ اس کا رنگ سنگ مقناطیس کی طرح ہیں۔ اس کی انگوٹھیاں بنائی جاتی

ہیں۔

۳۷۔ سنگ باسی۔ یہ پتھر ہلکے سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ بہترین چمک پیدا کی جا سکتی ہے۔

۳۸۔ حباس۔ اس کا رنگ سبز سنہری مائل ہے اس میں چمک نہیں ہوتی۔

۳۹۔ سفری۔ اس پتھر کا رنگ آسمانی ہوتا ہے اور زاغ کی صورت کا ہوتا ہے۔

۴۰۔ آبری۔ یہ پتھر سیاہی مائل سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی انگوٹھیاں بنائی جاتی ہیں۔

۴۱۔ چیٹی۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ اس پر سنہری داغ اور سفید دھاریاں ہوتی ہیں۔

۴۲۔ پاتھری۔ اس کا رنگ مٹیلا ہوتا ہے۔

۴۳۔ سنگ لاس۔ یہ سنگ مرمر کی ایک قسم ہے۔

۴۴۔ سنگ سیمار۔ یہ پتھر سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اس پر خاکی رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں۔

۴۵۔ جاع مالی۔ یہ سنگ سلیمانی کی ایک قسم ہے۔ اس کا رنگ خاکی ہوتا ہے۔

۴۶۔ واتنلا۔ اس کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے۔ شکل اس کی کوڑی کی طرح ہے۔

۴۷۔ پن گھن۔ یہ سیاہی مائل ابر رنگ کی ملاوٹ والا ہوتا ہے۔ اس کے کھلونے بنائے جاتے ہیں۔

۴۸۔ رتنک یارتوا۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ گلے میں ڈالنے سے بخار اور سردرد دور ہو جاتا ہے۔

۴۹۔ گوندڑی۔ یہ مختلف رنگوں میں پایا جاتا ہے۔ فقیر لوگ اسے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

۵۰۔ مریم۔ یہ سفید رنگ کا پتھر ہوتا ہے۔ بہترین چمک پیدا ہو سکتی ہے۔

۵۱۔ اجوا۔ اس پتھر کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ اس کی سطح بڑے نقطے اور داغ ہوتے

ہیں۔

۵۲۔ دمڑی۔ اس کا رنگ کتھے جیسا ہوتا ہے۔ برتن بنانے کے کام آتا ہے۔

۵۳۔ املیا۔ اس کا رنگ سیاہ گلابی ہوتا ہے۔ اس کے بھی برتن بنائے جاتے ہیں۔

۵۴۔ ہالن۔ اس کا رنگ زردی مائل گلابی ہوتا ہے اور یہ لچکدار ہوتا ہے۔

۵۵۔ لوپل۔ اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اس کا بیان قسم دوم میں بیان کیا جاچکا ہے۔

۵۶۔ سنگ جڑ۔ اس کا رنگ سیاہی مائل سبز ہوتا ہے۔

۵۶۔ کہارا۔ یہ سبزی مائل سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس پتھر کے ہاون دستہ میں دواؤں کو کوٹتے ہیں۔

۵۷۔ کانسلا۔ اس کا رنگ سبزی مائل سفید ہوتا ہے۔ مگر چمک اس کی عمدہ نہیں ہوتی۔ یہ الماس کی کانوں میں پایا جاتا ہے۔

۵۸۔ مقناطیس۔ اس کا رنگ سیاہی مائل سفید ہوتا ہے۔ یہ لوہے کو اپنی طرف اپنی کشش سے کھینچتا ہے۔

۵۹۔ عقیق کلہار۔ یہ پتھر زردی مائل سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اس پتھر سے تسبیح کے دانے بنائے جاتے ہیں۔

۶۰۔ سنگ سرمہ۔ اس کا رنگ سیاہ اور چمکدار ہوتا ہے۔ اس کا سرمہ بنایا جاتا ہے۔

۶۱۔ سنگ سیاہ۔ اس پتھر کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور یہ پتھر کے بت بنانے کے کام آتا ہے۔

علاوہ ازیں ملکا، دھونکا، زردا، دہرسی، وغیرہ پتھروں کا بیان بھی تحریر ہے یہ اتنے کم قیمت اور عام پتھر ہیں کہ ان کا بیان کرنا باعث طوالت تحریر ہے۔

محمد شبیر قادری

- کوہِ نُور —— نادر شاہ نے اس کا نام تجویز کیا تھا
- فیروزہ —— ایک قدیم جواہر ہے
- یاقُوت —— ماہرین اس کی چار اقسام بتاتے ہیں
- مرجان —— افریقہ کے ساحلوں میں اسے نکالا جاتا ہے
- پکھراج —— جو غم و غصہ کو دُور کرتا ہے
- زمُرد —— اس کا استعمال زمانہ قدیم سے ہی بہت زیادہ تھا
- مروارید —— ایک مقدس جواہر جس کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے
- نیلم —— جس کے پہننے سے انسان کی دلی مرادیں پُوری ہوتی ہیں
- لہسنیا —— دگر بہ چشم اس کے جواہر کا کشتہ زخموں پر لگانے سے آرام آجاتا ہے